ekhta BOOKS شمارہ نمبر: 006: آج

سرما ۱۹۹۱

ترتیب: اجمل کمال

اقربام یہوشوا صلاح الدین محمود
فہمیدہ ریاض نیّر مسعود
یانس رتسوس انطوں شمّاس
اسما راجا ولاس سارنگ

آج کی کتابیں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

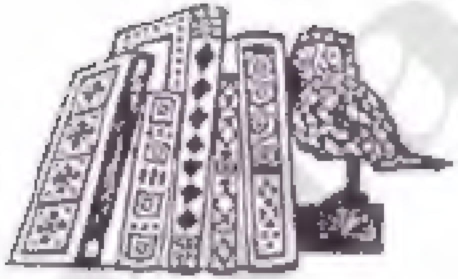

آج

۵ ستمبر ۱۹۹۱

مینجنگ ایڈیٹر، پبلشر

زینت حسام

اہتمام

آج کی کتابیں

بی ۱۲۰ سیکٹر ۱۱ بی نارتھ کراچی ٹاؤن شپ کراچی ۳۶

کمپوزنگ

پبلشرز یونائیٹڈ

۵۸ دارالامان کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی

طباعت

ابن حسن پرنٹنگ پریس

ہاکی اسٹیڈیم کراچی

تقسیم کار

مکتبۂ دانیال

وکٹوریہ چیمبرز نمبر ۲ عبداللہ ہارون روڈ کراچی

کلاسیک

شاہراہ قائد اعظم لاہور

سرما ۱۹۹۱

آج

ترتیب: اجمل کمال

Scanned with CamScanner

ترتیب

۹

ابراہام یہوشوا

مہرِ سکوت

۳۶

صلاح الدین محمود

شب کے صفحا پر

۵۰

فہمیدہ ریاض

مردمکِ چشم میں
ناشکیبائی میں

۵۵

نیّر مسعود

سلطان مظفر کا واقعہ نویس

یانِس رتسوس

پس خوردہ   صبح   جادوگر
تیسرا   نیا   مدرا   اپنی شکل میں تنہا
تقریباً   سہ دلی   ایک بیمار آدمی کا دن
اجنبی مطور میں   احساس کی پرتیں   رشتہ
نجات کا راستہ   کوزہ گر   ضروریات   احتیاط
پاتروس کے قیدیوں کا ٹرانسپورٹ میکنشی
منظر   سرائیں موت کا منتظر   مشکوک
وہی رات   تلاشی   چند سیڑھیاں
چہرہ یا مجسمہ   پیالہ   دستک
ایک سورج مبہم

۹۰

انطون شماس

عربی، عبرانی اور لفظ گو کی تعبیر

۱۰۶

اسما راجا

علم   علم
ہوموفوبیا
ایک محبت

Scanned with CamScanner

A. B. Velaschna

۱۱۲

ولاس سارنگ

واپسی بکھر کی خطوط
تاریخ ہماری ساتھ ہے
خرگوش

Scanned with CamScanner

افرہام یہوشوا

افرہام یہوشوا (اے بی یہوشوا) عبرانی زبان کے جدید فکشن کی اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔ [illegible] ان ناولوں اور کہانیوں [illegible] [illegible] [illegible] حاصل ہوئی ہے [illegible] یہوشوا [illegible] [illegible] روزمرہ زندگی کی [illegible] [illegible] کا شاعرانہ [illegible] [illegible] میں سمویا گیا ہے۔

یہوشوا کی [illegible] [illegible] ۱۹۶۸ میں اسی نام سے شائع ہونے والے مجموعے کی [illegible] [illegible] ترجمہ نہیں ہوا۔

یہوشوا [illegible] [illegible] زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔

افرہام یہوشوا

مہرِ سکوت

کل وہ پھر رات گئے لوٹا اور میری نیند کا خیال کیے بغیر لہٹ پٹ کرتا اندر داخل ہوا۔ خالی مکان اس کے قدموں کی آہٹ سے گونجتا رہا۔ ہال کی بتیاں روشن کیے، وہ دیر تک کاغذات الٹ پلٹ کرتا رہا۔ لگتا تھا یہ ہنگامہ کبھی ختم نہ ہو گا۔ بالآخر خاموشی چھا گئی اور میں بڑھاپے کی کجی اور مبہم نیند میں لوٹنے کی کوشش کرنے لگا۔ اور پھر یہ بارش۔ تین ہفتے ہو چکے ہیں اس بارش کو برستے ہوئے۔ پانی کی برستی ہوئی چادریں کھڑکی سے مسلسل رگڑ کھاتی رہتی ہیں۔

وہ رات کو کہاں جاتا ہے؟ معلوم نہیں۔ ایک دفعہ میں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔ لیکن ایک پرانا واقف کار — ایک لاعلاج قسم کا شرنگار — گلی کے نکڑ پر ٹکرا گیا اور اس نے مجھے دیر تک اٹکائے رکھا۔ لڑکا اس اثنا میں گلیوں کی بھول بھلیوں میں گم ہو چکا تھا۔

بارشیں اس میدان کو کیچڑ، ریت اور پانی کی دلدل میں تبدیل کرتی جا رہی ہیں۔ سڑکوں میں تل ابیب! شہر جس میں پانی کی نکاسی کا کوئی انتظام نہیں، کوئی راستہ نہیں۔ جگہ جگہ جھیلیں ابھر آئی ہیں۔ اور دور گندا، مٹیالا، گرجتا ہوا سمندر، بڑھتے ہوئے شہر سے پسپائی اختیار کرتا ہوا، صرف ایک پس منظر میں بدل گیا ہے۔

ابھی شام کے پانچ بھی نہیں بجے اور کھڑکیاں سرمئی دھند میں ڈوب چکی ہیں۔ وہ کیا تھا؟ واہمہ؟ خواب؟ ساحل سے کچھ فاصلے پر، وہ میری نظروں کے عین سامنے کھڑا تھا۔ اس کا سراپا بالکل واضح تھا۔ میرا خیال ہے اس کی آغوش میں سیاہ پرندے تھے، جن کی پھڑپھڑاہٹ کو وہ نرم ہاتھوں سے دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر میں حیران تھا۔ اس نے مجھ پر ایک گہری نظر ڈالی اور دھیمے سے مسکرایا۔

دوسرے کمرے سے اس کے خراٹوں کی آواز آ رہی ہے اور میں جانتا ہوں اب مجھے نیند

Scanned with CamScanner

ہی پر سوار ہو جاؤں گا اور پھر یہ درد زائل ہو جائے گا۔ میں جانتا ہوں، مجھے صرف اس لمحے تک اپنا وقار، اپنا ضبط برقرار رکھنا ہے۔ صرف بیس گھنٹے اور۔

گو کہ وہ اس وقت میری نظروں کے سامنے نہیں ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے وہ سو رہا ہے۔ دل پر ہاتھ، بند آنکھیں، کھلا دہانہ، ہموار سانسیں۔

پہلے میں بتاتا چلوں کہ وہ دیکھنے میں کیسا ہے۔ میں اس کا نقشہ کھینچ سکتا ہوں، کیونکہ گو وہ ابھی سترہ برس کا نہیں ہوا، اس کے نقوش میں ٹھہراؤ آ گیا ہے۔ کافی عرصہ پہلے ہی مجھے احساس ہو گیا تھا کہ اس کے خط و خال ساکن ہو گئے ہیں۔ جیسے ہیں اب کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، وہ اب کبھی نہ بدلیں گے۔

اس کے خفیف سے ڈھلکے ہوئے کندھے، معمولی سے آگے کو جھکا ہوا خشم آلود جسم۔ سپاٹ سر۔ اس کا چہرہ، کھردرا، موٹا، بھدا، رخسار اور پیشانی پر نکلتے ہوئے مہاسے، ڈاڑھی کی آمد کا پتہ دیتی ہوئی سیاہ روئیدگی، چھوٹے، کھلے ہوئے ہونٹ۔ اور اس کی مسکراہٹ۔

مجھے اچھی طرح معلوم ہے ۔۔ بلکہ میں پہلے ہی سے یہ ۔۔ بلکہ تسلیم کرتا ہوں ۔۔ کہ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ غبی ہے، کند ذہن ہے۔ یہ اس کے بارے میں عام رائے ہے اور میری بیوی بھی اس سے متفق ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہوں کیونکہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے میرے بارے میں منکشف ہوتا ہو یا میرے حواس کی صحت پر کوئی شک پیدا ہوتا ہو۔ میں نے اس موضوع پر کافی سائنسی مواد پڑھا ہے۔ اور میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ محض ایک حادثہ ہے۔ اور پھر وہ مجھ سے قطعی مشابہت نہیں رکھتا۔ سوائے ایک عامی وصف ہی کے۔ ہم دونوں میں کوئی قدر مشترک نہیں۔ لیکن مجھے کوئی خوف نہیں۔ اور مجھے اس بات پر اصرار ہے کہ وہ ایک بورڈرلائن کیس ہے۔ وہ خرد و جنون کی مبہم سرحد پر منڈلا رہا ہے۔ ثبوت؟ اس کی آنکھیں۔ میں وہ واحد شخص ہوں جسے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے کئی مواقع پیش آئے ہیں۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کی آنکھوں میں کبھی کبھی (شاذ و نادر، مجھے اقرار ہے) ایک الاؤ سا روشن ہو جاتا ہے اور اس لمحے اس کی آنکھوں میں ایک ایک پرتاثیر چمک، ایک گہری قوت سی لپک جاتی ہے۔

اور صرف اس کی آنکھیں ہی نہیں۔

مگر اس کے باوجود...

وہ میری زندگی میں بڑی دیر بعد پیدا ہوا۔ حادثاتی طور پر۔ قطعی سے کسی منصوبے کی شکست۔ کیونکہ ہم دونوں ۔۔ میں اور اس کی ماں ۔۔ اس وقت بڑھاپے کی دہلیز پر تھے۔

وہ وقت مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اس کی پیدائش سے پہلے کا وقت۔ وہ ایک نرم و نازک سی بہار تھی۔ طویل، مسحورکن بہار۔ اور میں ایک شاعر، جس کے پانچ مجموعے چھپ چکے تھے۔ اور جس نے کبھی نظمیں نہ کہنے کا عہد کر لیا تھا۔ ایک قطعی عہد۔ یقینی گامزن کی ۔۔۔ گہری مایوسی میں لیا گیا ایک اٹل عہد۔ یہ میری زندگی کی وہ بہار تھی جب میں نے پہلی بار

سے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ اب مجھے خاموش ہو جانا چاہیے۔

میں ذہن بھول چکا تھا۔

میرے قریب ترین دوستوں نے پہلے ہی مجھے تسلی دینی شروع کر دی تھی۔ میری ہمتیں پست کر دی تھیں۔ میں جو نظم کہتا وہ رد کر دیتے۔ نوجوان شاعروں اور ان کی جدید شاعری نے مجھے پریشان کر دیا تھا، پاگل بنا دیا تھا۔ میں نے چوری چھپے ان کی نقل کرنے کی کوشش کی اور بدترین نظمیں کہیں۔ "ٹھیک ہے"، میں نے خود سے کہا۔ "میں اب خاموش ہو جاتا ہوں۔" اور پھر کیا ہوا؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے روزمرہ کے معمولات میں فرق آ گیا۔ کبھی ہم سر شام ہی سونے کے لیے لیٹ جاتے۔ اور کبھی پُرہجوم کیفوں میں رات گئے بیٹھے رہتے۔ فضول تقریریں، بے معنی بحثیں یا پھر عمر رسیدہ فنکاروں کے ساتھ شامیں منتے۔ فنکار جو عزت اور شہرت کی اس لگاتار موت کی دہلیز پر بیٹھے تھے۔

وہ طویل، خوشگوار بہار، وہ سبک ہوائیں، وہ کھلے ہوئے غنچے اور میں سڑکوں پر آوارہ پھرتا۔ بے چین روح کی طرح بھٹکتا۔ نشے میں دُھت ہونے کی کوشش کرتا۔ اور سب کے سامنے اپنی ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جانے کے عہد کو دہراتا۔ شاعری کو برا بھلا کہتا۔ کہتا اب تو مشینوں کے ذریعے نظمیں تیار کرنے کا زمانہ آ گیا ہے۔ پراسرار لہجے میں دیر تک ہنستا۔ اور اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتا۔ اور رات میں اخبارات کے مدیروں کو پبلک ٹرانسپورٹ جیسے غیراہم موضوعات پر خط لکھا کرتا۔ الفاظ کے موتی پروتا۔ جملوں کو سجاتا بناتا۔

اور پھر اچانک یہ غیرمتوقع حمل۔

شرمناک بات۔

گرمی کے اوائل میں ہمیں اس کا پتا چلا۔ پہلے کافی دن تو ہم نے شام ٹہلنے تک چپ چاپ قدمی کر کر کے گزارے۔ پھر خود کو گھر میں قید کر لیا۔ اور پھر اس بات پر شرمندہ ہونے لگے۔ پہلے ہم نے اپنی بیٹیوں سے معذرت چاہی جو اپنی عمر رسیدہ ماں کے بڑھتے ہوئے پیٹ کی طرف خوف سے دیکھتیں۔ اور پھر رشتہ داروں سے، جو طنزیہ لہجے کے ہمراہ بچہ کو دیکھنے آتے۔

(اس کی پیدائش وسط سرما میں ایک منجمد کر دینے والے دن وقوع پذیر ہوئی۔ باغ کی گھاس برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔)

اب ہم بچے کے ساتھ تنہا ہو گئے۔ (لڑکیاں بچے کا ایک کام نہ کرتیں اور جان بوجھ کر زیادہ وقت گھر سے باہر گزارتیں۔) ہم دونوں ایک دوسرے سے بات کرنا چاہتے تھے۔ ایک دوسرے سے کہنا چاہتے تھے کہ "دیکھو، یہ کتنی خوشگوار بات ہوئی ہے، یہ بچے کی پیدائش..." لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے دل اس میں نہ تھے۔ اور پھر دوبارہ وہی معمول، نیند اور نشے میں چور، رات گئے گھر آنا۔ گھر کی دیوار پر چاند کے لپٹتے ہوئے سائے۔ اور کمرے میں بندھی الگنیوں پر لٹکے ہوئے گیلے اور بھاری پوتڑے، کتنا پژمردہ کر دینے والا ماحول تھا۔ جی رہے تھے یا جیسے خود کو پوروں پر گھسیٹ رہے تھے۔

لڑکا آہستہ آہستہ بڑا ہونا شروع ہوا۔ نشوونما کے ہر مرحلے میں سست۔ وہ میرے ہمیشہ کے ساتھ لگے جھولے میں بےحس پڑا رہتا۔ جب میں وہ دن یاد کرتا ہوں تو اس کی سرخی

Scanned with CamScanner

پہلی دفعہ اس وقت شک ہوا جب وہ تین سال کی ہونے کو تھی۔ پہلے پہل لڑکیوں نے اس موضوع کو اٹھایا، میں نے نہیں۔ اس کی جسمانی حرکات سست تھیں، وہ بری طرح ہکلاتا تھا لہٰذا میری بیٹیوں نے اسے ذہنی پس ماندہ قرار دیا۔ دوست احباب آتے، اس کو دیکھتے اور اس میں ان علامتوں کو تلاش کرتے تاکہ اس بات کی تصدیق کر سکیں جو آج تک ہمارے منہ سے نہ نکل پائی تھی۔

مجھے اس کی زندگی کا وہ حصہ اچھی طرح یاد نہیں۔ میں اس تمام عرصے میں اس کی ماں کی بیماری میں الجھا رہا، وہ تیزی سے گھٹتی جا رہی تھی، بچے کی پیدائش کے بعد اب اس میں جان باقی نہ رہی تھی۔ صرف کھوکھلا خول رہ گیا تھا، وہ ہم سے دور صحرا میں اتر جاتی، ویران، بنجر ٹیلوں میں بھٹکتی اور افق کی دھند میں گم ہو جاتی، اور ہم بےبسی سے دیکھتے رہنے کے سوا کچھ نہ کر سکتے تھے۔

ہر نئی امید پر تیرہ بختی کا سناٹا چھوڑ جاتی۔

بچہ چھ برس کا تھا جب اس کی ماں کا انتقال ہوا۔ بھورا، ڈھل مل سا بچہ وہ گھر میں کسی سے مانوس نہ ہوا تھا، اپنی ذات میں سمٹ کر رہ گیا تھا، لیکن وہ کبھی خوابوں کی دنیا میں گم نہیں رہتا تھا۔ وہ خوابوں میں رہنے والا بچہ تھا ہی نہیں، مضطرب اور بے چین۔ وہ ہر وقت تناؤ کا شکار رہتا۔ جب کبھی میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا تو وہ کانپنے لگتا۔

کاش میں اس پر ترس کھا کر کہہ سکتا، یتیم بچہ۔ لیکن یہ لفظ میرے حلق میں اٹک سا جاتا ہے۔ ماں کی موت نے اس پر کسی قسم کا تاثر نہ چھوڑا، کیونکہ میری بوکھلاہٹ کی وجہ سے وہ جنازے میں ہمارے پیچھے پیچھے گھسٹتا چلا آیا تھا۔ اس نے کبھی اپنی ماں کے بارے میں نہ پوچھا گویا اسے علم تھا کہ اب وہ کبھی واپس نہ آئے گی۔ موت کے چند ماہ بعد اس کی تمام تصویریں گھر سے غائب ہو گئیں۔ اور جب کچھ دنوں کے بعد مجھے اس کا احساس ہوا تو ہمارے ذہنوں میں کہیں سے یہ خیال نہ آیا کہ اس سے بھی پوچھا جا سکتا ہے۔ جب بالآخر ہم نے اس سے گمشدہ تصویروں کے بارے میں پوچھا تو بہت دیر ہو چکی تھی۔ شام کا دھندلکا ہو چلا تھا جب اس نے ہمیں دفینے کی جگہ دکھائی، باغ کے آخری کونے میں، چنار کے درخت کے نیچے، بوسیدہ، کسی قدیم وقت کی کرچیوں کے نشانوں کے درمیان، ایک پنجرے میں جلی ہوئی گلی سڑی تصویریں۔

وہ دیر تک ہمارے سامنے کھڑا، شدت جذبات سے آگ بگولہ سا بنا، ہکلا ہکلا کر کچھ کہتا رہا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں اضطراب سے گھوم رہی تھیں۔

زندگی میں پہلی دفعہ ہماری آنکھیں کھلیں، ہمارے سامنے ایک شیطان جیتا جاگتا، مجسم تھا۔

میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا، اور اس کو خوب مارا۔ زندگی میں پہلی بار، میں نے اس کی کلائی پکڑی اور اس کے رخسار پر زور زور سے چانٹے لگائے، اور پھر میری بیٹیوں نے بھی اس کی پٹائی کی۔ (لڑکیوں نے اسے کیوں مارا؟)

اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

وہ حیرت زدہ سا ہمیں دیکھتا رہا، اور پھر زمین پر گر کر مٹی میں لوٹنے لگا، اور خوب رویا۔ ہم نے اسے گھسیٹ کر کھڑا کیا اور گھر کے اندر لے آئے۔

اس سے پہلے مجھے کبھی احساس تک نہ ہوا تھا کہ وہ گھر کے چپے چپے سے اس حد تک واقف ہو گا۔ ہر کونے کھدرے کا اسے علم ہو گا۔ اس نے اپنی ماں کی تصویریں بوسیدہ البموں سے نکالی تھیں، پرانے لفافوں کی تلاشی لی تھی، اور اسے باغ کے اس خفیہ گوشے کا بھی علم تھا جس سے میں آج تک لاعلم رہا۔ ہم اس گھر میں برسوں سے رہ رہے تھے، اور میں نے کتنی ہی بےقرار راتیں باغ میں ٹہل ٹہل کر گزاری تھیں، لیکن مجھے آج تک چوبے کے اس پرانے گڑھے کا شائبہ تک نظر نہ آیا تھا جو سرخی مائل کائی سے ڈھکا ہوا تھا۔

کیا وہ پیدائشی علامتیں تھیں؟ مجھے نہیں معلوم نہ میں، اور نہ میری بیٹیاں اس وقت یہ بات سمجھنے کے لیے تیار تھیں۔ ہمیں صرف اس کی وجہ سے پیش آنے والی رسوائی کا خوف تھا۔ اس کو لوگوں کی نظروں سے چھپانا ناممکن تھا، لیکن کم از کم ہم اس کی حفاظت تو کرنا چاہتے تھے۔

اس وقت تک دراصل، میری بیٹیوں کی شادی نہیں ہوئی تھی...

ستمبر میں میں نے اس کو شہر کے مضافات میں ایک اسکول کی پہلی جماعت میں داخل کرا دیا۔ ہفتہ بھر میں دفتر سے جلد اٹھتا رہا۔ میں چھٹی ہونے سے پہلے اسکول کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر اس کا انتظار کرتا۔ مجھے خطرہ تھا کہ بچے اس کا مذاق اڑائیں گے۔

دوپہر میں وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیتا۔ ستمبر کی جھلسا دینے والے آسمان کے نیچے میرے ساتھ ساتھ چلتے، بستہ اس کی پیٹھ پر جھول رہا ہوتا، نمی اس کے ماتھے پہ اتری ہوئی ہوتی، ہونٹ نیم وا ہوتے، اس کی سانسوں کی مدھم آواز، اور اپنی داخلی بصیرت کے زاویے کو تبدیل کیے بغیر، عدم مصروفیت سے، دنیا کا جائزہ لیتی ہوئی اس کی وہ شفاف نگاہیں۔

واقف کار اپنی ہیٹ اتار کر ہلاتے، میرے پاس آتے، مجھ سے ہاتھ ملاتے، جھک کر اس کا ننھا سا ہاتھ تھام کر نرمی سے دباتے، مسکرانے کی کوشش کرتے۔ اس کی اوپر اٹھی ہوئی، خالی، بےرونق نگاہیں ان کو منجمد کر دیتیں۔ احمق، بالکل احمق، ضعیف العقل۔

ایک ہفتے بعد میں نے اس کو خود سے گھر پہنچنے دیا۔ میرا خوف بےوجہ تھا۔ بچوں کو اسے اپنی گروہوں سے دور رکھنے کی زحمت ہی نہیں اٹھانی پڑی۔ وہ تھا ہی الگ تھلگ، تنہا۔

اس سال میری لڑکیوں کی شادیاں ہو گئیں، دونوں کی ایک ہی دن، جیسے کسی عجلت میں، گویا کسی مجبوری کے تحت وہ گھر سے فرار ہونے پر تلی بیٹھی ہوں۔ وہ دونوں اس وقت کتنی کم عمر تھیں۔

وہ سال کیسی کشمکش میں گزرا، کوئی ہفتہ نہ جاتا تھا کہ گھر میں طرب و نشاط کی محفل نہ ہو، آنکھوں میں آنسو لیے، لڑکیاں مجھ سے تقاضا کرتیں کہ میں اسے مہمانوں سے

Scanned with CamScanner

جاتا۔ اور ہم دونوں کشتی میں، صحراؤں میں بھٹکتے، ساحل کے کنارے کنارے چلتے۔

ہم دونوں خاموش رہتے، ڈوبتے سورج اور شام کے پہلے ستاروں کو ابھرتا ہوا دیکھتے۔ تک، میں دیکھتا اور وہ میرے ساتھ کھڑا ہوتا۔ ساکت، زمین پر نظریں گاڑے۔ لیکن پھر برسات شروع ہو گئی۔ ہمارے کیچڑ میں تبدیل ہو گئے اور ہم دونوں گھر کے اندر قید ہو کر رہ گئے۔ لڑکیوں سے شادی کے طلب گار دو نوجوان ہماری زندگی میں داخل ہو گئے تھے۔ پھر ان کے دوست، اور ان کے دوستوں کے دوست۔ گھر قہقہوں اور دھوئیں سے بھرا رہتا۔ شروع میں ہم نے اس کو ملازمہ کے کمرے میں چھپانے کی کوشش کی۔ لیکن جب اس کو وہاں نیند نہ آتی تو ہم خاموشی سے اس کو باورچی خانے میں بھیج دیتے۔ وہ شب خوابی کے لباس میں بیٹھا رہتا اور لڑکوں کو آتے جاتے دیکھا کرتا۔ اور پھر اٹھ کر برتن دھونے لگتا، پہلے تو وہ صرف چھپے رہتے، لیکن پھر ان لوگوں نے اس سے چھیڑخانیاں بھی شروع کر دیں۔

آہستہ آہستہ اس کو ڈرائنگ روم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، جہاں یہ سارا ہنگامہ بپا ہوتا۔ شروع شروع میں وہ مہمانوں کو بسکٹ اور مٹھائی پیش کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ جام دینے اور سگریٹ سلگانے کی پیشکش کرنے لگا۔ ابتدا میں لوگ اس کو دیکھ کر سہم سے جاتے۔ کمرے میں اچانک خاموشی چھا جاتی۔ ایک بیٹھا سا خوف طاری ہو جاتا۔ ایک بوڑھی سی سگریٹ ختم ہی ہو کر کھڑکی سے باہر اندھیرے میں تکنے لگتا۔ کمرے میں کوئی آواز سنائی نہ دیتی۔ جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ صرف بجلی کی تیز، مضطرب سانسیں خاموشی کو چیرا کرتیں۔ اور وہ ایک ذرہ بھری سنجیدگی کے ساتھ ہاتھوں میں ٹرے تھامے ایک مہمان سے دوسرے مہمان کے پاس جاتا۔ کوئی اس کے ہاتھ سے بسکٹ یا مٹھائی لینے سے انکار نہ کرتا۔

آہستہ آہستہ لوگوں کو اس کی عادت ہو گئی۔ لڑکیوں کے دل پگھل گئے۔ اور وہ مہمانوں کے سامنے اس کی موجودگی کو برداشت کرنے لگیں۔ اس کی چھوٹی چھوٹی خدمات روزمرہ کا معمول ہو گئیں۔ اور شام ڈھلے جب مہمان تھک سے جاتے، اس کے چہرے پر ایک نئی رونق آ جاتی۔ کوئی مہمان، نشے میں مخمور، اس میں اچانک دلچسپی کا اظہار کرتا۔ اس کو اپنے قریب کھینچ کر بٹھا لیتا۔ اور دیر تک اس سے باتیں کرتا۔ بچہ اس کے بازوؤں میں گھبراہٹ اور تناؤ سے لکڑی کی طرح اینٹھ جاتا۔ اس کی آنکھیں ویران ہو جاتیں۔ پھر وہ تھک کر رکھ دی جاتی [illegible] کرنے لگتا۔

ان گرمیوں کے آخر میں ہم دونوں گھر میں تنہا رہ گئے۔

اگست کے وسط کی ایک سہ پہر لڑکیوں کی شادی ہو گئی، جیسے آسمان نے ہمارے آنگن میں ایک بڑا سا پتھر لگا۔ مہمانوں کے قدموں کے نیچے کچلی ہوئی گھاس سرسرا رہی تھی۔ جذبات کی شدت سے میری سانس رکنے لگی تھی۔ میرے اندر کچھ ٹوٹ سا گیا تھا۔ پرنم آنکھوں اور رندھے ہوئے گلے کے ساتھ میں ہر ایک کو سینے سے لگاتا پھر رہا تھا۔ بوسے لے رہا تھا۔ بچہ شادی کی تقریب میں موجود نہ تھا۔ دلہا دولہا والوں میں سے کسی نے اس بات کا

مہمان مجھ سے گلے ملنے کے بعد رخصت ہو رہے تھے تو اچانک میری نظر اس پر پڑی۔ وہ ایک لمبی میز کے قریب بیٹھا تھا۔ روزمرہ کے کپڑوں میں ملبوس، سوائے ایک سرخ ٹائی کے جو کسی نے اس کے گلے میں لٹکا دی تھی۔ کیک کا ایک بڑا سا ٹکڑا اس کے ہاتھوں میں تھما دیا گیا تھا۔ سے بڑا میز پوش سرک کر اس کے گھٹنوں تک آ پہنچا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ منہ چلا رہا تھا۔ اور اس کی نظریں چنار کی شاخوں میں الجھے ہوئے زرد چاند پر منجمد تھیں۔

میں اس کے قریب گیا اور آہستگی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

گھبراہٹ میں اس کے ہاتھوں سے کیک کا ٹکڑا چھوٹ گیا۔

میں نے کہا، "چاند! کتنا خوبصورت چاند ہے—"

اس نے نگاہیں اٹھا کر چاند کی طرف یوں دیکھا جیسے زندگی میں پہلی بار چاند دیکھ رہا ہو۔

اور پھر ہم دونوں کی ایک دوسرے کی رفاقت میں زندگی کا آغاز ہوا۔ اس لمحے، اس ویران، خاموش گھر میں۔ بکھری ہوئی خوشبوؤں کی شکنوں اور رومالوں کے سرسراتے ہوئے ٹکڑوں کے درمیان۔ میں ایک شاعر، جس کے لبوں پر مہر ثبت ہو چکی تھی، اور وہ ایک ضعیف العقل، تنہا بچہ۔

کیونکہ یہ اس کی تنہائی ہی تھی جس کے ساتھ اس نے میرا سامنا کیا۔

یہ بات میں اب سمجھ پایا ہوں۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اسکول میں بالکل تنہا تھا۔ پہلے ہی ہفتے میں اس نے کلاس روم کی آخری بنچ میں پناہ ڈھونڈ لی تھی۔ کلاس سے الگ تھلگ وہ ہمیشہ کونے میں خاموش بیٹھا رہتا۔ استاد پہلے ہی اس کو لاعلاج قرار دے چکے تھے۔

اس کی تمام رپورٹوں میں درج ہوتا "جانچ ممکن نہیں"۔ اور صفحے کے کونے پر استاد کی جھجکتی ہوئی تحریر میں گھسیٹا ہوا دستخط ہوتا۔ مجھے آج تک حیرت ہے کہ وہ لوگ اسے ایک جماعت سے دوسری جماعت میں کیسے چڑھاتے رہے۔ کبھی کبھار وہ ایک ہی جماعت میں دو تین سال گزار دیتا۔ لیکن آخرکار اگلی جماعت میں پہنچ ہی جاتا۔ ہو سکتا ہے وہ مجھ پر عنایت کر رہے ہوں۔ ہو سکتا ہے ان میں کچھ استاد ایسے ہوں جنھیں میری پرانی نظمیں پسند ہوں۔

میں ان کا سامنا کرنے سے عموماً کتراتا۔

ان کی بھی پوری کوشش ہوتی کہ مجھ سے نظریں نہ ملنے پائیں۔

میں انھیں کوئی الزام نہیں دیتا۔

اگر کبھی زبردستی ملنا ہی پڑتا۔ مثلاً یوم والدین کے موقع پر، تو میں ہمیشہ دیر سے اور سب سے آخر میں پہنچتا۔ اس وقت اسکول کی عمارت اندھیرے میں ڈوب چکی ہوتی اور اندر ننگے بلبوں سے روشن خالی کمروں کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں میں تھکن سے چور استاد نیم

Scanned with CamScanner

ڈرا ہوں۔

تب میں بیت ہاتھ میں تھامے، چور کی طرح دروازے میں داخل ہوتا۔ اگر وہاں اس وقت کوئی نوجوان ماں باپ بیٹھے ہوتے، تو میرے سفید جوتے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوتے (میں نے اب تک جوتے رکھی ہوئی تھیں۔) استاد مجھے دیکھ کر مریل سا ہاتھ مصافحے کے لیے بڑھاتے اور ایک کمزور سی مسکراہٹ چہرے پر لاتے۔

میں بیٹھ جاتا اور ایک ساعت کرتا۔

وہ مجھے کیا بتا سکتے تھے جو میں پہلے ہی سے نہ جانتا تھا!

کبھی وہ پوچھ بیٹھتے کہ میں کون ہوں۔

"جی جناب! آپ کسی بچے کے والد ہیں؟"

اور میں اس کا نام لیتا، میرے سینے میں اچانک ایک ٹیس سی اٹھتی۔

وہ یہی کاغذات تھیں، اس کی خالی رپورٹ نکالتے۔ آنکھیں بند کر کے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیتے اور مجھ سے سخت لہجے میں سوال کرتے "کب تک؟"

اس کا مطلب ہوتا کہ آخر وہ اسے کب تک اسکول میں رکھیں؟

میں خاموش رہتا۔

انہیں غصہ آ جاتا۔ شاید باہر پھینکتا ہوا مقصد! ان کی بے بسی میں اضافہ کر دیتا۔ وہ اصرار کرتے کہ میں اسے اسکول سے اٹھا لوں۔ اب وہ مزید یہ قصہ دراز نہیں اٹھا سکتے۔ اٹھا کر کہاں لے جاؤں؟ انہیں نہیں معلوم۔ کہیں اور... شاید کوئی ادارہ اسے لے سکے۔

لیکن رفتہ رفتہ ان کے غصے میں کمی آ جاتی۔ وہ اقرار کرتے کہ وہ خطرناک نہیں ہے، بے ضرر ہے۔ کلاس میں کسی کو پریشان نہیں کرتا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ کلاس میں نہایت خاموشی سے بیٹھتا ہے اور توجہ سے استاد کی ہر بات سنتا ہے۔ بلکہ وہ ہوم ورک بھی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

میرے ہاتھوں میں بیت چرمرا کر آدھا ہوا ہو چکا ہوتا ہے۔ میں کن انکھیوں سے کلاس روم کی طرف دیکھتا ہوں۔ چھلکوں، پھٹے کاغذوں، اور چھلی ہوئی پنسلوں کے ٹکڑوں سے اٹا فرش، تختۂ سیاہ پر چاکوں کو بنائے ہوئے گل بوٹے اور تصویریں۔ آنسوؤں کی سوئی سوئی قطرے میری آنکھوں میں چبھنے لگتی ہیں۔ میں ان سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں بچے کی مدد کروں گا، ہر شام اس کو پڑھاؤں گا، کیونکہ ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ کیونکہ بچہ آخر ہوم ورک کیسے ہی تو ہے۔

لیکن ہر شام گھر میں مجھ پر یاسیت چھا جاتی ہے۔ میں گھنٹوں کتابیں کھولے اس کے ساتھ بیٹھا رہتا ہوں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ میرے قریب جنبش کیے بغیر، اکڑا بیٹھا رہتا ہے۔ میرے منہ سے نکلے الفاظ پانی میں مٹی کے تیل کی طرح تیرتے ہیں۔ آخر کار چھٹی میں اس کو چھٹی دیتا ہوں۔ وہ اپنے کمرے میں جا کر آدھ گھنٹہ خود سے ہوم ورک کرنے میں گزار دیتا ہے۔ پھر وہ اپنی کتابیں بند کر کے بستے میں رکھ دیتا ہے۔

کبھی کبھی صبح کے وقت، جب وہ سو رہا ہوتا ہے، میں چپکے سے اس کی کاپیاں دیکھتا ہوں۔ اس کے جوابات مجھے حواس باختہ کر دیتے ہیں۔ عقل سے بعید خیالات، حساب کی کاپی دیکھ کر میں ہونق سا رہ جاتا ہوں۔ جوش و خروش سے لکھے ہوئے عجیب و غریب اور غیر منطقی جملے۔

لیکن میں کچھ نہیں کہتا۔ مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں۔ جب تک وہ صبح اٹھ کر خاموشی سے اسکول جاتا ہے۔ کلاس کی آخری بنچ پر بیٹھنے کے لیے، مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں۔

اسکول میں کیا ہوتا ہے اس نے آج تک مجھے نہیں بتایا۔ اور نہ ہی میں نے پوچھا۔ وہ منہ سے ایک لفظ نکالے بغیر اسکول جاتا ہے اور واپس آ جاتا ہے۔ پانچویں یا چھٹی جماعت میں ایک مختصر سا وقفہ آیا تھا جب بچوں نے اسے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ایسا لگتا تھا گویا بچوں نے اسے اچانک دریافت کیا ہو، اور وہ مستعدی کے ساتھ اس کی دل آزاری میں لگ گئے۔ اس کی کلاس کے تمام بچے، لڑکیوں سمیت، وقفے کے دوران اس کے گرد گھیرا ڈال لیتے اور اس کے ہاتھ پیروں میں چٹکیاں کاٹتے، گویا اطمینان کرنا چاہتے ہوں کہ وہ گوشت پوست کا جسم رکھتا ہے، انسانی وجود رکھتا ہے۔ لیکن وہ اس کے باوجود اسکول جاتا رہا۔ واقعتاً میں مصر رہا کہ وہ برابر جاتا رہے۔

کچھ ہفتوں بعد بچوں نے اسے تنگ کرنا ترک کر دیا، اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

ایک دن جب وہ اسکول سے لوٹا تو شدت جذبات سے اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ اس کے ہاتھ چاک سے اٹے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا شاید اسے بلیک بورڈ کے سامنے بلایا گیا ہو گا، لیکن اس نے کہا "نہیں۔" اس شام وہ خود میرے پاس آیا اور مجھے بتایا کہ اسے کلاس کا مانیٹر مقرر کیا گیا ہے۔

کچھ دن گزر گئے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا وہ اب تک مانیٹر ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ دو ہفتے بعد بھی اس کی تقرری برقرار تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ ذمہ داری نبھانے میں اسے مزہ آ رہا ہے یا مشکل ہو رہی ہے۔ وہ بےحد مطمئن تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔ اس کے چہرے کے تاثرات گمبھیر ہو چلے تھے۔ صبح اس کے بستے کی تلاشی لیتے ہوئے مجھے اکثر اس کے عجیب و غریب ہوم ورک کے علاوہ، چاک کے ٹکڑے اور بورڈ صاف کرنے والا کپڑا نظر آتا۔

میرا خیال ہے تب سے لے کر وہ اسکول کے آخری دن تک کلاس کا مانیٹر رہا۔ اور اسکول کے چوکیدار کے ساتھ کافی مانوس ہو گیا۔ آخری سالوں میں تو ان کی آپس میں ایک طرح سے دوستی بھی ہو گئی تھی۔ اکثر چوکیدار اسے اپنی کوٹھری میں بلاتا اور کسی استاد کا چھوڑا ہوا چائے کا کپ پیش کرتا۔ اس کا تو امکان کم ہی ہے کہ ان میں واقعی کبھی کوئی بات چیت ہوئی ہو، لیکن ایک طرح کا تعلق سا پیدا ہو گیا تھا۔

گرمیوں کی ایک شام میں اتفاقاً اس کے اسکول کے قریب سے نکلا۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ چوکیدار سے سلام دعا کرتا چلوں۔ گیٹ بند تھا۔ میں باڑھ کے ایک سوراخ سے

Scanned with CamScanner

رشتہ جیسا اندر داخل ہوا [illegible] اور تاریک سیڑھیوں پر قدموں سے ٹوٹا ہوا چوکیدار کی کوٹھری تک جا پہنچا۔ یہ کوٹھری سیڑھیوں کے نیچے تھی۔ میں کوٹھری کو جانتا [illegible]

وہ بستر پر دبکا [illegible] تھا۔ کوٹھری کا باقی حصہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا [illegible] ہونٹوں پر رکھی ہوئی [illegible] کی روشنی میں چمک رہا تھا [illegible] کوٹھری میں [illegible] داخل ہوا اور [illegible] اس نے کسی حیرت کا اظہار نہ کیا [illegible] مجھے ایک شدید [illegible] اٹھ کر مجھے دیکھے اور [illegible] مسکرا دیا۔ ایک [illegible] مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

تم میرے بیٹے کو جانتے ہو؟ میں نے کہا۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے چہرے پر اب تک مسکراہٹ تھی اور وہ [illegible] چمکے جا رہا تھا۔

کب سے [illegible] چھپا ہے۔

اس کی مسکراہٹ سرد ہو گئی۔ اس کے ہاتھ رک گئے۔ وہ کچھ بڑبڑایا اور پھر سر کی طرف اشارے میں نفی میں ہلایا۔

[illegible] اور میرے چہرے کو غور سے دیکھا۔

[illegible] اس کے ساتھ خاموش کھڑا رہا [illegible] شدید مایوسی [illegible] چوکیدار دوبارہ [illegible] میں لگ گیا۔ میں [illegible] باہر نکل آیا۔

[illegible] کہ یہ مطلب نہیں کہ شروع ہی سے مجھے [illegible] شاید [illegible] دوسری چیزوں کے بارے میں سوچتا رہا۔

* * *

[illegible] شہر [illegible]

پہلی چیز تو میری خاموشی تھی۔ [illegible] اور یہ کوئی مشکل [illegible] میں [illegible] روز میرے اندر [illegible] کچھ کہوں اور میں خود سے سرگوشی [illegible]

بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

دوست میری [illegible] کہ تم چپکے چپکے کچھ لکھ رہے ہو [illegible] اچانک [illegible] چلے جاتے ہو۔

[illegible] جدائی سا ہو جاتا۔ مسکرا [illegible] نہیں [illegible] مجھے کیا چاہیے تھا [illegible]

پہلے تو انھیں میری بات پر شبہ رہا، لیکن رفتہ رفتہ یقین آ گیا۔ اور میری خاموشی کو لوگوں نے بالآخر خاموشی سے قبول کر لیا۔ صرف ایک دفعہ اس کا ذکر آیا۔ کسی نے (ایک [illegible] کے لیے [illegible] ایک صرف کی [illegible]) جس میں میرا نام بھی [illegible] دیا [illegible] میری خاموشی کو [illegible] پر موقوف [illegible] بعد [illegible] میں [illegible] دو دفعہ میرے لیے یہ لفظ استعمال کیا: بانجھ۔

اور اس پر میرا تذکرہ ختم کر دیا۔

لیکن میں نے پروا نہ کی۔ میں پُرسکون رہا۔

میرے اعتراف یہ [illegible]

بنجر صحرا۔۔۔

چٹانیں اور راکھ۔۔۔

دوسری چیز یہ کہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا تھا۔ میں نے کبھی نہ سوچا تھا کہ یہ حال ہو جائے گا۔ جب تک میں شہر میں گھومتا رہا، سکون سے رہتا ہوں۔ لیکن شام کو کھانے کے بعد جب ہاتھ میں کتاب یا اخبار تھامے، آرام کرسی میں دھنس جاتا ہوں تو کچھ دیر بعد مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مجھ پر فالج گر پڑا ہو۔ جیسے میں [illegible] ہوں۔ میں کوشش کر کے کرسی سے اٹھتا ہوں، بڑی مشکل سے لباس تبدیل کر پاتا ہوں۔ میری [illegible] کو گھسیٹ [illegible] بستر [illegible] ہو جاتا ہوں۔ اس عالم [illegible] میں [illegible] ادھر ادھر بکھرے [illegible] جاسوسی ناول ہیں جن کو میں پچھلے دنوں سے بے حد دلچسپی کے ساتھ پڑھنے لگا ہوں۔

گھر خاموشی میں ڈوبا ہوتا ہے۔ ایک بھولا بھٹکا [illegible] ریڈیو سے پھوٹتا ہے۔ میں کتاب پڑھتا ہوں [illegible] میں [illegible] سو جاتا ہوں۔ [illegible] تو ریڈیو خاموش [illegible] اور کتابیں میرے ہاتھوں سے پھسل کر نیچے گر جاتی ہیں۔ مجھے ریڈیو بند کرنا ہے اور میں سمجھتا ہوں تب وہ بھیانک لمحہ آتا ہے، خوف کا وقت۔ میں بستر سے ایک بےجان لاش کی طرح نیچے گر جاتا ہوں۔ درد سے [illegible] گھسٹتا ہوا جسم میں بچی کھچی طاقت کے ساتھ سوئچ تلاش کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ آدھی رات کو میں نے ہال میں اس کے قدموں کی چاپ سنی۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اس کو بڑی بےسکونی [illegible] تھی۔ اس کو ڈراؤنے خواب نظر آتے تھے۔ خواب، جنھیں وہ بیان نہ کر سکتا تھا۔ [illegible] روشنی اس کے بستر کے قریب جلتی رہتی [illegible] وہ [illegible] باورچی خانے [illegible] قریب جاتا اور کئی گلاس پانی کے چڑھا جاتا جس سے اس کے خوف میں کمی آتی۔

اس رات جب وہ پانی پی کر واپس جا رہا تھا تو میں نے اسے آواز دے کر کمرے میں بلایا [illegible] ریڈیو بند [illegible] مجھے آج بھی تاریک کمرے میں کھڑا اس کا ہیولا یاد ہے۔ [illegible] مجھے احساس ہوا کہ وہ بڑا ہو گیا ہے۔ اس کے جسم پر گوشت [illegible] چہرہ [illegible] پر پڑتی ہوئی روشنی [illegible] کو واضح تر

Scanned with CamScanner

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

کئی رات اس نے پھر آدھی رات کے قریب گھر میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ مجھے اس کے قدموں کی آہٹ کا انتظار تھا۔ میں نے ایک دفعہ پھر اس کو [illegible] اندر بلایا۔

اور اس کے بعد ہر رات۔۔۔

اس طرح اس کی موجودگی نے مجھے [illegible] شروع کر دیا۔ میں اس پر انحصار کرنے لگا۔ یہ سلسلہ رات کو ہی [illegible] اور [illegible] بند کرنے سے شروع ہو اور دوسرے کئی کاموں تک پھیل گیا۔ کیا عمر ہی اس کی؟ تیرہ سال کا ہو گا میرا خیال ہے۔

[illegible] اس کی [illegible] سالگرہ [illegible] پڑھ رہی تھی اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس دفعہ اس کی سالگرہ مناؤں گا۔ کیونکہ اب تک میں اس کی سالگرہ پر خاموشی اختیار کرتا چلا آیا تھا۔ میں نے ایک [illegible] سے پارٹی دینے کا سبب کہا۔ میں نے اس کے [illegible] سے بات کی اور دوسرے اساتذہ کو بھی مدعو کیا۔ اس کی جماعت کے سارے بچوں کو دعوت نامے بھیجے۔

یہ سچ ہے کہ اس کی کلاس میں تمام بچے عمر میں اس سے چھوٹے تھے یہ مشکل گیارہ سال کے ہوں گے۔

سالگرہ کے دن [illegible] صبح [illegible] سے [illegible] کے بعد [illegible] لڑکوں کا ایک گروہ ہمارے گھر میں موجود ہو۔ ہر لڑکے کے ہاتھ میں [illegible] کا [illegible] بندھا ایک چھوٹا سا پیکٹ تھا۔ [illegible] اس کی [illegible] کی تھی۔ اور [illegible] کلاس کی [illegible] لڑکی [illegible]

[illegible] میں [illegible] سے ہاتھ ملایا۔ وہ میرے [illegible] کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ (ایک لڑکے نے سرگوشی میں پوچھا "کیا یہ [illegible]؟") [illegible] سے وہ [illegible] گھر کے اندر داخل ہوئے جہاں وہ پہلے کبھی نہ آئے تھے۔ جہاں [illegible] غور سے دیکھ [illegible] اور میری حرکات کا مشاہدہ کرتے رہے۔ جب [illegible] تو [illegible] نے [illegible] کا سانس لیا۔

[illegible] کھو گئے۔

معلوم ہو [illegible] ایک ہی [illegible] میں لاتے تھے۔ [illegible] کا [illegible] تمام پیکٹوں سے ہی نکلا [illegible] لیا۔ وہ [illegible] کمزور [illegible] کا [illegible] ایک رنگ آلود جیبی چاقو لایا تھا۔ وہ ایک [illegible] چاقو تھا جس کے کئی پھل تھے۔ [illegible] چاقو [illegible] سے دیکھا۔

سارے تحفے [illegible] مبارک باد کے رقعوں کے ساتھ پیش کئے گئے تھے۔ جیبی چاقو [illegible] نے چند دلچسپ اشعار بھی لکھے تھے۔

شدید اضطراب میں [illegible] نے خاموشی سے تحفے قبول کیے۔

[illegible]

میں نے ایک کی [illegible] کی۔ سب کو ایک [illegible] شربت اور آئس کریم پیش کی۔ وہ ڈرائنگ روم میں بکھرے ہوئے بیٹھے تھے۔ آرام کرسیوں اور صوفوں میں دھنسے ہوئے [illegible] سے [illegible] ہوئے۔ [illegible] گردوپیش کا جائزہ لیتی رہیں۔ جیسے [illegible] کیونکہ وہ [illegible] کسی وجہ کی۔

[illegible] کمرے کے کونے میں سب سے [illegible] جس کی [illegible] میں وہ تقریب منعقد کی گئی تھی۔ اس [illegible] میں وہ ایک ملاقاتی کی طرح الگ تھلگ بیٹھا تھا۔ اس کی [illegible] کچھ [illegible] اس کو [illegible]

میں نے سوچا شاید میری موجودگی سے بچے جھجک رہے ہوں۔ لہٰذا کمرے سے باہر نکل گیا۔ [illegible] جیسے ہی میں باہر [illegible] کمرے میں [illegible] لگے۔ جب میں تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو دیکھا وہ سب [illegible] آئس [illegible] اور صوفوں پر [illegible] رہے تھے۔ وہ وہاں موجود نہ تھا۔ میں اس کی تلاش میں کمرے سے نکلا۔ وہ [illegible] بالکنی میں سب بڑوں کے جوتے صاف کر رہا تھا۔

"میں [illegible] ہوں" اس نے کہا۔ اور اس طرح اس کی سالگرہ کی تقریب اختتام کو پہنچی۔ [illegible] کپڑے کیبورڈ سے [illegible] ہو چکے تھے۔ [illegible] انہوں نے [illegible] ایک ایک کر کے مجھ سے ہاتھ ملاتے اور رخصت ہوئے۔ اپنے پیچھے [illegible] کے [illegible] چھوڑ گئے۔ جہاں [illegible] جیبی چاقو کا تعلق ہے جو سب کو اتنا پسند آیا تھا وہ [illegible] شاعر نے میرے [illegible] سے ایک [illegible] دیر [illegible] ہوا۔ [illegible] واپس لے لیا۔

میں یہی [illegible] میں یہ تمام تفصیلات بتا رہا ہوں۔ کیونکہ چند مہینوں بعد وہ میرے جوتوں پر پالش کرنے لگا۔ میں جوتے بالکنی میں چھوڑ دیتا اور [illegible] پالش ہوتی۔ وہ [illegible] سے یہ کام کرتا تھا۔ [illegible] کسی تردد کے۔ یہ ایک معمول بن گیا تھا اور اس کے معمول۔ [illegible] اسی طرح کئی معمول بنتے چلے گئے۔

مثلاً میرے جوتے [illegible] میں [illegible] کے بعد دفتر سے گھر لوٹتا ہوں۔ ہال میں رکھی ہوئی سیج پر بیٹھ کر ہی ڈاک کھولتا ہوں۔ وہ کمرے سے [illegible] ہوتا ہے۔ میرے قدموں میں بیٹھ جاتا ہے [illegible] جوتے [illegible] اور میرے پیروں میں [illegible] ہے۔

[illegible]

چنانچہ مجھ پر انکشاف ہوا ہے کہ میری ڈھلتی ہوئی طاقت کی مقدار میں اس کی جوانی میں لوٹ [illegible] بھی مجھ سے کسی [illegible] نہ ڈھلتی نہیں [illegible] سے [illegible] سکتی [illegible] کو بلا [illegible] اس سے کہتا ہوں "تم جوان ہو [illegible] میں کمزور ہوتا جا رہا ہوں [illegible] ختم ہو جاؤں گا۔"

[illegible] اس [illegible] ان شعروں کا [illegible] نہیں ہو سکتے۔ وہ

وہ کمرے کی خالی کرسی کا عادی ہے یہ وہ آٹھ سال کی عمر سے کرتا چلا آ رہا ہے۔
وہ میرے چھوٹے موٹے کام کرتا ہے، سگریٹ لانا، اخبار خریدنا۔ اس کے پاس کافی وقت ہوتا ہے
وہ [illegible] میں [illegible] گھنٹے سے زیادہ نہیں لگاتا۔ اس کا کوئی دوست نہیں، وہ کچھ نہیں
پڑھتا، بس کرسی میں [illegible] گھنٹوں دیوار کو گھورتا رہتا ہے۔ ہم ایک خاموشی سے [illegible]
رہتے ہیں۔ کھڑکی میں صرف درخت نظر آتے ہیں اور ایک [illegible] ایک پرسکون سی گلی ہے
اس کے سے کرنے کو ہے ہی کیا؟ جانوروں سے اسے دلچسپی نہیں، میں نے اسے ایک مرتبہ [illegible]
لا کر دیا لیکن وہ ایک ہفتے کے اندر ہی اسے [illegible] اور کسی [illegible] کا [illegible]
اس کے سے کرنے کو ہے ہی کیا؟ [illegible]
[illegible] چیز کہاں رکھنی چاہیے، [illegible] سمجھتا ہے اور [illegible] میں میرے کپڑے
[illegible] سلیقے سے رکھ سکتا ہے جو فرش پر بکھرے ہوتے۔ [illegible] اور کتابیں اکٹھا کرتا ہے
[illegible] میں [illegible] کا [illegible] بستر پر چھوڑ جاتا ہوں۔ جب واپس آتا ہوں تو ہر
چیز [illegible] سے اسی جگہ رکھی ملتی ہے۔

[illegible] مجھے یوں لگتا ہے جیسے کسی مصور نے یہ میری تمام چیزیں سجا رکھی ہوں۔ بس
صرف ایک صوت [illegible] کی دیر ہے [illegible] سے سب کے [illegible] اور [illegible]
[illegible] ایک دن مجھے ایک [illegible] پر [illegible] جانا پڑ گیا۔ [illegible]
[illegible] میں سوٹ کیس تیار کر کے دروازے پر رکھ دیا تھا۔ اور میری [illegible]

[illegible]

[illegible] چند دنوں سے میں [illegible] کرنے لگا ہوں۔ [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] نہیں۔ [illegible] لوگوں سے [illegible] کرنے کی [illegible] میں [illegible]
[illegible] میں [illegible] ہوں۔ [illegible] وقت [illegible]
[illegible] مجھے اس کام میں [illegible]

[illegible] وہ اپنی [illegible] میں [illegible] جاتا ہے

[illegible] کبھی [illegible] مجھے [illegible] ملازمت سے [illegible]
جو کبھی کبھار [illegible] کی ہی ہیں۔ شروع میں تو [illegible] شروع کیے
[illegible] کیسے [illegible] کچھ عرصے [illegible]
[illegible] شروع کر دیے۔

ایک [illegible] خوش [illegible] سے پہلے [illegible]
[illegible] میں ایک [illegible] وہ شاید [illegible]
[illegible] کے [illegible] اور [illegible]
میں خوشنما پھول [illegible]
[illegible] وہ میرے سامنے پانچ [illegible] بہت سارے [illegible] وہ

اس نے یہ سب کہاں سے سیکھا تھا؟
معلوم ہو، ایک بادشاہ کی صداقت کی کہانی کلاس میں پڑھ کر سنائی گئی تھی۔
میں چونک پڑتا ہوں۔ کون سا بادشاہ؟
اسے نام یاد نہیں۔
آپ اس کے دوسرے ہیرو؟
اسے یاد نہیں۔
میں اس سے کہتا ہوں کہ کم از کم کہانی ہی سنا دے۔
وہ شروع کرتا ہے لیکن پھر ایک دم خاموش ہو جاتا ہے جیسے کہانی اس کے ذہن میں گڈمڈ ہو گئی ہو۔
اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ اس کے رخساروں پر ندامت کی پہلی [illegible] سے ہیں۔
مجھے خیال آتا ہے، اس کو اگر اس وقت دوسرے زاویے سے دیکھا جائے تو دیکھنے والے کو اس کا چہرہ دیکھ کر خوف آ جائے۔
رات میں وہ مجھے [illegible] غسل [illegible] میں [illegible] میں بیٹھ کر [illegible] کے لیے [illegible] دیتا ہے، اور وہ [illegible] غسل خانے میں داخل ہوتا ہے [illegible] سے [illegible] رہتا، وہ [illegible] اٹھاتا ہے اور احتیاط سے میری [illegible] پر [illegible] شروع [illegible]
جب میں اس کی کوئی خدمت کرنا چاہتا ہوں تو مجھے کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔ دفتر سے واپسی پر میں [illegible] کرتا ہوں، "آج کھانا میں پکاؤں گا" مگر کھانا تیار ہو چکا ہوتا ہے۔ میں غسل میں [illegible] چاہتا ہوں۔ پتا چلتا ہے وہ پہلے ہی سب [illegible] چکا ہے۔
[illegible] دوسروں کے [illegible] میں [illegible] لوگوں کو اس کی موجودگی کی عادت ڈالنا دی ہے اور اب وہ اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتے جیسے [illegible] کو نوٹ نہیں کرتا۔
وہ ہمیشہ [illegible] میں بیٹھتا ہے، دیر سے آنے والوں کے لیے دروازہ کھولتا ہے [illegible] کرتا ہے اور کرسیوں کو [illegible] ہے، لوگ اسے خدمت گار سمجھتے ہیں اور [illegible] سے جا کر دیکھا جو ابھی جھاڑو اٹھائے کھڑا تھا۔
وہ اس سے کب بات کرتا ہوگا، میں آج تک نہیں بوجھ پایا ہوں۔
کیا وہ مجھ سے محبت کرتا ہوگا؟ کون کہہ سکتا ہے۔ لگتا ہے میرے رویے میں کوئی ایسی بات ہے جو اسے خوف زدہ کر دیتی ہے۔ شاید میری عمر یا میری خاموشی۔ جو کچھ بھی ہو وہ

میری موجودگی میں یوں سہما رہتا ہے جیسے اسے کسی بھی وقت چانٹا پڑنے کی حد ہو۔

حیرت ہے کیونکہ ہم دونوں کی دونوں [illegible] سے ہی مسکرا [illegible] رہے ہیں اور میں جانتا تھا یہ مسکراہٹ یہ خاموشی زندگی بھر رہے گی۔ میرا مطلب ہے جب تک ہم دونوں کا ساتھ ہے میں سوچتا تھا میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ اس کی خاموشی کے [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] لڑکی ہے جو [illegible] کی سرحد پر ہے مجھ سے دور۔

یہ سچ ہے کہ کبھی کبھی میرے اندر ایک خواہش جاگتی ہے کہ میں کسی سے چمٹ جاؤں۔ [illegible] میں [illegible] بھاگ جاؤں کہیں دور کسی کے [illegible] کے پاس چلا جاتا ہوں۔ وہ میری [illegible] سے [illegible] رہ جاتی ہیں۔

وہ مجھ سے محبت سے ملتی ہیں۔ میری گودی میں [illegible] جاتی ہیں۔ مجھ سے [illegible] ہیں۔ [illegible] ہم ایک دوسرے سے [illegible] کھڑے ہوتے ہیں۔ [illegible] دیکھتے ہیں۔ [illegible] میں [illegible] کی حرارت ہوتی ہے۔ پھر ہم [illegible] شب [illegible] ہیں [illegible] اور شکوے [illegible] ہیں۔ [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] کا اظہار لفظوں میں نہیں کرتے۔ شکایت کا ایک لفظ [illegible] نہیں لاتے۔ کیونکہ [illegible] طرح معلوم ہے کہ میں [illegible] نہیں [illegible] کر [illegible] اسی طرح [illegible]
میں [illegible] روز کی تلچھٹ [illegible] مجھ سے کچھ نہیں [illegible] کو [illegible] رات گزارتے [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] میں [illegible] مجھے [illegible] میں [illegible] اس کے وجود کا [illegible] میری موجودگی [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] پیار کرتے ہیں۔ [illegible] مجھے [illegible] [illegible] میں [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] کچھ نہیں ہوتا۔ [illegible] میں [illegible] میری پشت پر [illegible] ہوتی [illegible] اور میرے [illegible] میں اب [illegible] میں ایک شاعر ہوں۔ میرے [illegible] مجھے معلوم ہے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] حک پر رکھے ہوئے ہیں۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟

[illegible] مجھے [illegible] چہرہ ہی پسند ہے۔

سردیوں میں اکثر میں گھر کی [illegible] شام [illegible] چڑھ [illegible] اور پھر [illegible] وقت تک کیا کرتا ہوں؟ اخبار پڑھتا ہوں، ریڈیو سنتا ہوں۔ [illegible] کی ورق گردانی کرتا ہوں۔ وقت گزرتا جاتا ہے اور میں [illegible] میں [illegible] سے [illegible] رہتا ہوں۔

گرمیوں میں میں ساحل پر بیٹھتا ہوں یا سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا ہوں۔ اکثر میں [illegible] ہوتی عمارت کے سامنے رک جاتا ہوں اور سوچ میں ڈوبا گھنٹوں کھڑا رہتا ہوں۔

[illegible] میں گم۔

[illegible] میں جہاں کہیں بھی جاتا اپنے ساتھ ایک چھوٹی سی [illegible] رکھتا۔ [illegible] کی طرح جیسے کسی بازار میں بھٹک رہا ہو [illegible] کے شعروں کو [illegible] شعر [illegible]

Scanned with CamScanner

ملاپ [illegible] کو [illegible] اور آج [illegible] کوئی [illegible] نہیں

وہ کہاں ہے؟

میں کھڑکی سے باہر جھانکتا ہوں۔ وہ باغ میں ہے ایک موٹی عورت کو آسمان کے نیچے وہ درختوں اور جھاڑیوں کی وحشیانہ طریقے سے کاٹ چھانٹ کر رہا ہے پوری پوری شاخیں [illegible] رہا ہے [illegible] رہا ہے سب سے زیادہ جھنجھلاہٹ اسے پرانے چنار کے درخت پر ہے جس کی شاخ [illegible] شاخوں کو وہ بےرحمی سے اڑا رہا ہے۔ درخت پر چڑھ کر اس کی پھیلتی ہوئی سبز شاخوں کو کاٹ رہا ہے۔ درخت اس کے بوجھ سے جھکتا ہے [illegible] ہے۔

کبھی کبھی میری آنکھیں گھنٹوں اس پر لگی رہتی ہیں اور میں کوشش کے باوجود اس پر سے نظریں نہیں ہٹا پاتا۔ اس کی پرعزم [illegible] اس کی شدید [illegible] کے ساتھ اس کے چہرے پر رہتی ہیں۔ اور وہ [illegible] حد تک بوڑھا لگ رہا ہے [illegible] شیشوں کی چمک کی وجہ سے [illegible] شروع کی ہے اس کی [illegible] کی نظر کمزور ہے۔

مجھے معلوم ہے وہ ضرورت سے زیادہ کاٹ چھانٹ کر رہا ہے اپنی [illegible] میں [illegible] سمیت اکھاڑ کر پھینک رہا ہے۔ لیکن میں پھر بھی اس کو نہیں روکتا۔ کھڑکی میں خاموش [illegible] دیکھتا رہتا ہوں۔ [illegible] جو [illegible] وہ بہار میں پھول دیں گے [illegible] کا [illegible] ہو جائیں گے۔

پہلی دفعہ اسے کب پتا چلا تھا کہ میں شاعر ہوں؟ میرا مطلب ہے [illegible] ہم دونوں کو پچھلے ایک سال سے اپنی [illegible] میں لے رکھا ہے۔

پچھلی سردیوں کے آخر میں میں بیمار ہو گیا۔ میں نے اسکول سے کچھ دنوں کی [illegible] کی [illegible] وہ میری تیمارداری کر سکے کئی دنوں تک ہم تمام وقت مسلسل ایک ساتھ رہے وہ میرے پاس سے ہلا تک نہیں۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا کوئی [illegible] تھا جب میں شام کو [illegible] آوارہ گردی کے لیے لوگوں سے ملنے کے لیے کہیں [illegible] گیا ہے۔

میں بستر میں پڑا بخار میں پھنک رہا تھا۔ وہ گھر میں ٹہلتا یا اپنی نظریں مجھ پر جمائے میرے کمرے کے دروازے پر بیٹھا رہتا۔ کبھی میں اس سے چائے مانگتا اور وہ اٹھ کر باورچی خانے جاتا اور میرے لیے گرم گرم چائے کا کپ لاتا۔

[illegible] کے ساتھ گزرے ہو رہے تھے۔ سورج [illegible] نے کھڑکیوں کو ڈھانپ دیا تھا۔ [illegible] گھر [illegible] روشنی نہیں کی تھی۔ کیونکہ [illegible] سے میری آنکھیں [illegible] حساس ہو گئی تھیں۔

ہمارے درمیان [illegible] خاموشی تھی، کیا میں اس سے کوئی بات کر سکتا تھا؟

کیا [illegible] کر لیا ہے؟

[illegible] کمرے کے دوسرے کنارے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میں اس سے کیا بات کر سکتا تھا؟

[illegible]

شاعر تھا۔ میں بے بسی کی کیفیت میں پلنگ سے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔ کتابوں کے طاقچے کے پاس جاتا ہوں اور ایک ایک کر کے اپنے مجموعے نکالتا ہوں۔

وہ مجھے خاموشی سے دیکھتا ہے۔ اس کی عینک ناک پر کھسکی ہوئی ہے۔ اس کے بازو کرسی کے ہتھے پر بے جان سے پڑے ہیں۔

میں اس کی کلائی پکڑ کر کھینچ کر اپنے سامنے کھڑا کرتا ہوں۔ میں خشک ہاتھوں سے ان کتابوں کے صفحے کھولتا ہوں۔ چھوٹے چھوٹے خشک صفحات جن کو صدیوں سے چھوا نہ گیا تھا۔ میرے ہاتھوں میں پلک سے سرسراتے ہیں۔ بوسیدہ کاغذ پر الفاظ کی سیاہ لکیریں سامنے ابھرتی ہیں۔ سناٹا، خواب، بارش، نرکارے۔

اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ساکت ہے۔ نظریں جھکائے۔ خاموش، بالکل چپ۔

میں نے اسے کمرے سے باہر بھیج دیا۔ اور اپنی کتابوں کو ہاتھوں میں بھر کر پلنگ پر آ پڑا۔ رات گئے تک میرے کمرے کی بتی روشن رہی۔ اور میں تمام رات چاہت کی اس کیفیت کو محسوس کرنے کی سعی ناکام کرتا رہا جو کبھی میں نے ان قدیم نظموں میں سمو دیا تھا۔ سناٹا، روح، بکھرا، رسوائی۔

دوسرے دن میرا بخار کچھ کم ہو گیا تھا۔ میں نے اس کو اسکول بھیجا اور اپنے مجموعوں کو دوسری کتابوں کے بیچ میں ٹھونس دیا۔ مجھے یقین تھا اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ دوسرے دن میں نے دیکھا میرے پانچوں مجموعے سلیقے سے ایک قطار میں لگے ہیں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ کسی چیز نے اس پر اثر کیا ہے لیکن میں اکتا گیا۔

وہ اس کی اسکول کا آخری سال تھا۔ گو کہ اس حقیقت سے اس کی عادتوں میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ وہ اب بھی روزانہ شام کو آدھ گھنٹہ ہوم ورک کرنے میں گزارتا۔ کاپیوں میں جھکا کچھ لکھتا رہتا۔ [illegible] کلاس میں وہ اب بھی اسی طرح کونے میں بیٹھتا۔ لیکن اب وہ کلاس میں حاضری کم دیتا تھا۔ چونکہ [illegible] اکثر اس کو اپنے پاس بلا لیتا اور [illegible] میں ٹوٹے فرنیچر کی مرمت میں اس کی مدد لیتا۔

جب وہ کلاس میں ہوتا تو بت کی طرح ساکت بیٹھا رہتا اور اس کی آنکھیں استاد پر مرکوز رہتیں۔

اسکول کے آخری دنوں کا وہ بجھا بجھا ماحول۔۔۔

کلاسیں ختم ہونے سے دو تین ہفتے پہلے اس کی کلاس میں میری ایک نظم پڑھائی گئی۔ [illegible]

استاد نے وہ نظم کلاس میں پڑھ کر سنائی اور مشکل الفاظ کے معنی بتائے پھر ایک

[illegible]

طرکار میں تھک گیا اور اپنا سر تکیے پر گرا کر آنکھیں موند لیں۔ کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا۔ [illegible] عجیب و غریب خیالات [illegible]

اور پھر گمبھیر سکوت [illegible]

[illegible] مجھے چونکا دیا۔

[illegible]

میں نے آنکھیں کھولیں۔ وہ دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ اس کی نگاہیں مجھ پر تھیں۔

حیرت زدہ میں نے تکیے کے سہارے اٹھنے کی کوشش کی

[illegible]

[illegible]

کہ کلاس میں پیشوں کے بارے میں گفتگو ہوئی تھی

[illegible] نہیں۔

[illegible]

نہیں۔

پھر اس نے کیا سوچا تھا؟

اس نے کچھ نہیں سوچا تھا

دوبارہ سکوت [illegible]

[illegible]

استاد نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہونہار بیٹی ہماری ہے۔ یہ اس کے والد کی نظم ہے

یہ انکشاف سن کر تو کلاس میں میری لڑکی کی حیثیت ہی کچھ اور ہو گئی [illegible] کی [illegible] بہرحال کلاس ختم ہونے تک [illegible] اور شاعر دونوں بھلائے جا چکے تھے۔

بیٹی میرے ساتھ اس بات کو نہ بھولی۔ اس کا چہرہ دمکتا رہا۔ جب وہ کلاس روم سے باہر نکلی تو بہت دیر تک وہی [illegible] رہا [illegible] میں فرش سے [illegible] رہا [illegible]

میں جب شام کو لوٹ کر گھر میں داخل ہوا تھا۔ میں نے دروازہ کھولا تو اس کو اندھیرے میں [illegible] وہ [illegible] اور [illegible] قسم کا [illegible] شروع کر دیا۔ میں [illegible] اس نے مجھے [illegible] کرنے کا موقع [illegible] کھینچتے ہوئے ایک کمرے میں لے جا کر بتی جلائی [illegible] کتابیں [illegible] میں میری [illegible] پڑھنے لگی، [illegible] غلط جگہوں پر [illegible]

اس کی یہ شوخ کیفیت دیکھ کر میں [illegible] میں پھنس گیا۔ میں نے اس کو سینے سے چمٹا لیا اور اس کے بالوں کو سہلانے لگا۔ یہ بات واضح تھی کہ وہ نظم کو سمجھ نہ سکتی تھی کیونکہ نظم میں کوئی بہت گہرے معنی نہ تھے۔

اس نے میری [illegible] پکڑی اور پوچھا کہ میں نے یہ نظم کب لکھی تھی

میں نے کہا [illegible]

میری دوسری نظمیں کہاں ہیں؟

میں نے ان مجموعوں کی طرف [illegible]

میں صرف یہ پانچ مجموعے ہی [illegible] اس نے پوچھا [illegible]

میں مسکرا دیا اور میں نے [illegible] کی ایک الماری کھول کر [illegible] کاغذوں کے [illegible] میری ادھوری نظمیں [illegible] اور [illegible]

[illegible] کیوں نہیں مکمل کیں؟ [illegible] اس کا [illegible] چہرہ [illegible] رشک و فخر سے [illegible] وقت تھا [illegible]

میں نے [illegible] نظمیں [illegible] میں نے چھوڑ دی تھیں [illegible] کاغذوں [illegible] پھینک دیا جاتا ہے

میں نے [illegible] کو دکھلا کر اور [illegible]

وہ ان کو میری [illegible]

اس کے چہرے پر [illegible] چھا گئی تھی

گویا اس نے کوئی بڑی [illegible]

میں نے اس کے بال شدت سے پکڑے اور اس کا سر ہلایا۔

میں [illegible] اس کو جھنجھوڑ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد میں نے دیکھا کہ میری ذرا کبھی ہوش میں۔ اس میز سے سارے کاغذ غائب تھے ایک ورق تک نہ بچا تھا۔ میں نے اس کو [illegible] میں جا پکڑا۔ وہ ہاتھ میں [illegible] لیے [illegible] صاف کر رہا تھا۔ اس نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا خیال تھا مجھے ان کاغذات کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اس نے [illegible] کی صفائی کر دی کیا میں نے خود نہیں کہا تھا کہ میں لکھنا چھوڑ چکا ہوں؟

وہ سارے کاغذ نہ جانے کہاں چلے گئے؟

اس نے وہ سارے کاغذات پھینک دیے تھے جن پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ چھوٹی چھوٹی [illegible] اس نے ردی میں بیچ دی تھیں۔

میں نے اس کی خوب پٹائی کی۔ زندگی میں دوسری دفعہ اور اس دفعہ بھی [illegible] میں نے [illegible] پوری طاقت سے اس کے [illegible] پر [illegible]

وہ بری طرح کانپنے لگا۔۔۔

اس کی [illegible] بھینچ گئیں۔ [illegible] اس کی [illegible] وہ [illegible] مجھے مار سکتا تھا اس میں اتنی قوت تھی کہ وہ مجھے مار گراتا۔

[illegible] طرح بیٹھ گیا۔ تمام [illegible] پوری نظموں کی [illegible] کی کہ ہو چکیں، یہ [illegible] کیسی؟

کیوں؟ جب کہ میری خاموشی پر مہر ثبت ہو چکی ہے

اور پھر میں نے سوچا کہ [illegible] ہمیشہ کے لیے تمام ہوا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ [illegible]

گرمیوں کی [illegible] کٹ [illegible] نیلا آسمان۔ کبھی کوئی بھولا بھٹکا بادل کا ٹکڑا [illegible] آسمان کی ایک سرے سے [illegible] دوسری سمت نکل جاتا۔ [illegible] سارے [illegible] پر چڑیوں کے [illegible] شور مچاتے۔

شامیں [illegible]

[illegible] میں [illegible]

اور ایک ہی [illegible] سالانہ [illegible] کی تقسیم

اس کو [illegible] میں ملا [illegible] وہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ تقریب میں شریک [illegible] اسٹیج پر [illegible] وہ کوئی [illegible] اور [illegible] کر تقریریں سنتا رہا۔ پرنسپل [illegible] اساتذہ اور اسکول کے [illegible] جب [illegible] کا نام [illegible] تو میں نے دیکھا میرے بیٹے کی [illegible] مجمع میں اس کو تلاش کرنے لگیں۔ میں ہال کے [illegible] کرسیوں کے [illegible]

Scanned with CamScanner

[illegible]
شروع ہو۔

دو چھوٹی عمر کی لڑکیاں اسٹیج پر چڑھیں اور کپکپاتی جھجکتی آواز میں اعلان کیا کہ وہ جس [illegible] پر ایک [illegible] پیش کرنے جا رہی ہیں وہ کسی نامعلوم موسیقار نے کئی سال پہلے مرتب کی تھی۔ وہ ایک پرانے پیانو کے پیچھے بیٹھ گئیں اور چار ہاتھوں سے اس میں سے آواز نکالنے لگیں۔

[illegible] سے [illegible]

ایک چھوٹا سا گھونگھریالے بالوں والا لڑکا [illegible] پر [illegible]
یہی دوسرے گمنام موسیقار کی دھن تھی۔

میں نے آنکھیں بند کر لیں

مجھے گمنامی کا خیال چھو گیا

[illegible] تالیاں بجیں۔

[illegible]
دور سے مجھے کچھ فاصلے پر چوکیدار بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر [illegible] سے سر ہلایا۔

اس کے بعد دو لڑکیاں اسٹیج پر آئیں اور کچھ پڑھنا شروع کیا۔ ٹھیک ویسے ہی ایک ہی جیسی حالت دونوں کی تھی۔

[illegible] کی آواز کانوں میں پڑتی ہی میں [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سطروں سے مجھے تلاش کرنے لگا۔ [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کہ وہ [illegible] اسٹیج کے پیچھے لوگوں کے سامنے کھڑا کسی کو تلاش کر رہا ہے۔ اس کے [illegible] نے [illegible] کرسی پر [illegible] لیکن وہ کھڑا رہا۔ اس کی نظریں میری تلاش میں ہیں کہ چاروں طرف بھٹکتی رہیں۔ [illegible] اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں اور وہ [illegible] سے [illegible] پر سر ہلا رہا تھا۔ اس نے [illegible] چاہا۔ لیکن وہ مجھے نہ پا سکا۔ میں نے خود کو [illegible] نے [illegible] تقریباً [illegible] کر لیا تھا۔

جیسے ہی تقریب ختم کو پہنچی میں جلدی سے باہر نکل آیا اور گھر پہنچا۔ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ [illegible] کے [illegible] تک [illegible] کو [illegible] کرتا رہا تھا۔

وقت پہنچ چکا تھا کہ اس کی قسمت کا فیصلہ کیا جائے۔ میں [illegible] کو [illegible] کہ وہ سرحد پر تھا۔ [illegible] کی سرحد پر۔ کیا میں نے وقت کو [illegible] کر دیا؟ کیا وہ [illegible] میرے قابو میں ہے؟

[illegible] وہ میرے ساتھ گھر میں رہنے لگا۔ [illegible] کر [illegible] پھر وہ [illegible] کی طرف [illegible] لگا۔

[illegible] وہ [illegible] کرنے لگا تھا

[illegible] وہ سب کچھ بے شک اس کے پاس محفوظ تھا۔ اس [illegible] چاروں طرف [illegible] جھوٹ بولا تھا
مجھے وہ سارے کاغذات اکٹھے کرنے میں شروع میں [illegible] کی [illegible] کوشش کی [illegible] مجھے [illegible] گھر میں [illegible] اس کی [illegible] سے [illegible] نظر آئی۔ اس کی چادر [illegible] گھر [illegible] کسی کام سے باہر بھیجا تو وہ کاغذ کا ایک ٹکڑا [illegible] کام کی [illegible] بڑی بڑی [illegible] میں درج کر [illegible] غلطیوں سے بھرپور۔

میں گمنامی میں ڈوب چکا ہوں۔ ایک دن اچانک اس نے مجھ سے کہا۔

میری چھوٹی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] میری پرانی بیاضوں میں سے ایک جو کبھی میری زندگی کا [illegible] اس کو میں کسی [illegible] سے ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا تھا تاکہ [illegible] کوئی [illegible] کوئی سطر۔

[illegible] پیشانی پر پسینے کے قطرے [illegible] بڑھا۔ اس نے [illegible] بیاض میرے حوالے کر [illegible] کمزور [illegible] ہاتھوں سے اس کے صفحے [illegible] صفحے۔ [illegible] اور پھر ایک [illegible] سطر۔ میرے [illegible] خط میں "میں گمنامی میں ڈوب چکا ہوں" اور پھر خالی صفحے۔ [illegible]
مجھے [illegible] اس نے بیاض مجھے لوٹانا چاہی، لیکن میں نے اصرار کیا کہ وہ اسے اپنے پاس رکھیں۔

وہ چلا گیا

اور اس کے کمرے میں جا کر میں نے اس کی میز کی تلاشی لی لیکن مجھے کچھ نہ ملا۔ پھر میں نے اس واقعے کو فراموش کر دیا۔ شام کو میں نے اپنی میز پر پیلا سا کاغذ کا ٹکڑا دیکھا۔ اس میں میرے ہی خط میں تحریر تھا "یہ پیلا سناٹا، [illegible] کے مقابل۔"

اور "پیلا سناٹا" ایک مدھم سی [illegible] سے کہتا ہے۔

میں اس کے کمرے کی طرف دوڑا۔ وہ وہاں بیٹھا تھا۔ میرے [illegible] انتظار میں۔ [illegible]
[illegible]
شام کھانے کے بعد مجھے پھر اپنی دو موٹی [illegible] سطریں نظر آئیں

"یہ وقت پھر تمہارے سامنے

یہ طویل [illegible] سرخیاں

اور کاغذ میں نے اسی وقت پھاڑ دیا۔

اور دوسرے دن میرے [illegible] تکلیف دہ خط میں،

[illegible]

اور اس کے گرد خوشبو اور میری [illegible] ہوئے الفاظ۔

اور اس پیلے میرے کاغذ کے پاس گلدان میں ایک سرخ پھول رکھ دیا۔

اب میں پھولوں کے بارے میں لکھتا ہوں۔

کمرہ اب پھولوں سے بھر گیا تھا۔ خاموشیوں میں [illegible] پرانے بوسیدہ گلدان ہر طرف پھولوں سے بھر گئے۔ [illegible] صبح [illegible] کمرہ [illegible] گلاب [illegible] لاتا۔ [illegible] خوشبوؤں سے بھر گئے۔ [illegible] مرجھائے ہوئے پھولوں کی پتیاں قالین پر بکھری رہتیں۔

میری میز پر کورے کاغذ کی دستے سلیقے سے رکھے رہتے [illegible] لکھی ہوئی [illegible] قریب ہی رکھی ہوتیں۔

اور میں اپنے ذہن کو [illegible] دوبارہ شاعری [illegible] کی کوشش میں لگ گیا۔

شروع میں میں کافی محظوظ ہوا۔ میں چھوٹے چھوٹے پرزے اٹھاتا۔ ادھوری تحریریں پڑھتا اور انہیں پھاڑ کر پھینک دیتا۔ پھولوں کو سونگھتا۔ [illegible] اور بکھرے [illegible] دستخط کرتا۔

لیکن جلد ہی اس کی یہ حرکتیں بڑھتی گئیں۔ ناقابل برداشت ہو گئیں۔

[illegible] ہوئے وہ کاغذ پورے گھر میں [illegible] کاغذ [illegible] بستر کے قریب [illegible] صبح [illegible]

[illegible]

میں [illegible] پڑھتا [illegible] اور پھینک دیتا۔

[illegible] محسوس ہوا [illegible] میرے ذہن میں [illegible] خیالات [illegible]

[illegible]

[illegible] میری شکستہ تحریر [illegible] کاغذ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترتیب کی کوشش کی تھی۔ اگلی صبح پھر خالی صفحے پر اس کے ہاتھ کی لکھائی

"اور پھول ہر کمرے میں۔

اور آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا۔"

میرے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔ میں غصے سے پاگل ہو گیا اور اس کے کمرے میں دندناتا ہوا پہنچا۔ وہ میز پر بیٹھا کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ وہی میرے خط کی نقل۔ میں نے بجلی جیسی پھرتی سے [illegible] اور میں نے اس کی آنکھوں کے سامنے پورے پورے ٹکڑے کر دیے۔ میں نے گھر کے تمام گلدانوں سے پھول نوچ ڈالے اور دروازے پر ڈھیر کر دیے اور اس کو حکم دیا کہ انہیں باہر پھینک کر آئے۔

"اب کچھ ختم ہوا؟" میں نے اس سے کہا۔

اس نے پھول سمیٹے اور گھر کے قریب بہتی ندی میں [illegible] کر چلا گیا اور پھر واپس نہیں آیا۔ وہ پورا دن گھر سے باہر رہا۔ دوسرے دن میں نے پورے شہر کی خاک چھان ڈالی۔ (اس شام میں گھر گھر سے [illegible] اور باورچی خانے میں جھوٹے برتنوں کا انبار لگ گیا)

تیسرے دن سہ پہر کو وہ واپس لوٹا۔ دھوپ کی شدت سے اس کا رنگ جل گیا تھا اور اس کے کپڑوں میں مٹی کی خوشبو تھی۔

میں نے غصے کو قابو میں کیا اور اس کو اپنے سامنے پکڑ کر بٹھایا۔

وہ کہاں گیا تھا؟ کیا ہوا تھا؟ وہ گھر سے کیوں بھاگ گیا تھا؟

وہ گھر کے قریب ایک میدان میں سوتا رہا تھا۔ جب میں گھر سے باہر نکلتا تو وہ چپکے سے اپنے کمرے میں آ کر چھپ جاتا۔ ایک دفعہ میں اچانک گھر آ گیا تھا اور وہ اپنے کمرے میں موجود تھا لیکن مجھے علم نہ ہو سکا تھا۔ وہ کیوں بھاگ گیا تھا؟ وہ تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں چاہتا ہوں وہ میری نظروں سے دور ہو جائے۔ اس کا خیال تھا میں [illegible] شاعروں کے بارے میں [illegible] کی شہرت کے بارے میں۔

وہ منحوس استاد۔

یا یہ سب اس کی مکاری تھی؟

اب وقت آ گیا ہے کہ میں اس کا فیصلہ کروں۔ وہ اب سرحد کی اس پار [illegible]

میں نے انتہائی صبر کے ساتھ اس سے دیر تک بات کی۔ تم اب کیا چاہتے ہو؟ میں نے اس سے کہا۔ مجھے جو کچھ لکھنا تھا میں لکھ چکا۔ میں شاعری ترک کر چکا ہوں۔ آخر تم کیا چاہتے ہو مجھ سے؟

اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے اور اس کے منہ سے شدت جذبات سے کچھ الفاظ نکلے جو میں بڑی مشکل سے سمجھ پایا۔ اس کا خیال تھا کہ میں دکھی ہوں، میں خوش نہیں ہوں۔

کاش اس لمحے ہم نے اسے دیکھا ہوتا۔

Scanned with CamScanner

وہ ضعیف العمر لڑکا [illegible] کی سرحد پر کھڑا ہوا اس کی [illegible]
کی [illegible] پر پہنچتی ہوئی [illegible]

[illegible] شام کے وقت [illegible] کمروں سے گزرتی ہوئی [illegible] گھر سے
موسیقی کی [illegible] کوئی [illegible] کی [illegible] مشق کر رہا ہو [illegible]
[illegible] سی چیخ نکلتی ہے

اچانک مجھے یہی [illegible] میں سوچ سکتا ہوں کہ [illegible] میں [illegible]
[illegible] رہی تھی

[illegible] وہ [illegible] محبت۔

میں [illegible] میں کہتا ہوں۔ میں [illegible] سکتی ہو۔"

وہ [illegible] اپنی [illegible] کر کے دوبارہ [illegible]

[illegible] وہ پھر سرگوشی [illegible]

[illegible] وہ میں [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] وہ [illegible] مجھے [illegible]
اکیلا چھوڑ گئی [illegible] واپس [illegible]

تم میری مدد کرو گی [illegible]

"میں تمہاری کوئی مدد نہیں کروں گی"

مجھ پر [illegible]

میں اٹھ کر [illegible] کے گھر کی
[illegible] شہر کی طرف [illegible]

رات کو جب میں [illegible] مجھے [illegible]
[illegible]

میرا خیال تھا کہ وہ گھر سے [illegible] رات کو [illegible] اس وقت
[illegible] کمرے کی [illegible] کمرے کو [illegible]
[illegible]
[illegible] کی کوشش کریں۔

[illegible]

دوسرے [illegible] کمرہ خالی [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

Scanned with CamScanner

میں ریٹائرمنٹ کے بارے میں سوچنے لگا۔ کچھ [illegible] انداز میں، ملازمت چھوڑ
دوں [illegible] اور [illegible] کسی دور دراز مقام پر، کسی
قدیم [illegible] میں رہائش اختیار کر لوں، اور وہاں سے کسی بڑے شہر کی [illegible] میں
[illegible] جا کر [illegible] کے چکر لگانا
شروع کر دوں [illegible] گھر کے باہر [illegible]
[illegible]

[illegible] بارش ہوئی۔

ایک جمعہ کو میں [illegible] سے [illegible] گیا اور [illegible] وہاں گزر رہی [illegible]
[illegible]

میرا [illegible] گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

میں پوری شام [illegible] باتیں کرتا رہا [illegible] میں [illegible] موضوع [illegible]
[illegible]
کسی [illegible] ضروری ہے۔ [illegible]
[illegible] ذمہ داری [illegible] وہ کسی کی بھی
[illegible] ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ [illegible]
[illegible] اب وہ [illegible] چلا ہے۔

میں نے [illegible] کے بارے میں ایک لفظ نہ کہا۔

پہلی بار میرے [illegible] لڑکیاں چکرا گئیں [illegible] ہو گئیں "تم
دونوں کے درمیان کیا ہوا ہے؟" [illegible] کرسیوں میں
بیٹھ گئیں [illegible] ہاتھوں کو [illegible] ایک
[illegible] گزرا تھا۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ایک دوسرے کی طرف یوں دیکھنے لگیں [illegible]
[illegible]

اور پھر وہ [illegible] اچانک اٹھ کھڑی ہوئیں [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] کمروں میں چلی گئیں۔

تب مجھے پتہ چلا پوری شام باہر [illegible] ایک [illegible] کی شدّت

بستر تک پہنچنے کی کوشش کرتا رہا۔ جب میری آنکھ کھلی ہر سو خاموشی تھی۔ موسم بدل چکا تھا۔ آسمان صاف تھا۔ سوائے بادلوں کے چند ٹکڑوں کے جن میں سے [illegible] سورج کی طرف سے کچھ خاموش کھڑے تھے، صرف چند [illegible] پتے کھڑکی کی منڈیر پر پڑے ہوئے تھے۔

میں دوپہر میں گھر واپس چلا گیا۔ میرے والدین نے اس دن مجھ سے ملازمت تلاش کرنے کا وعدہ کیا۔ میری بھیجی ہوئی کسی نیم سرکاری ادارے کا تذکرہ کیا۔

سردیاں گویا رخصت ہو چکی تھیں۔ سڑک اور فٹ پاتھ کے درمیان سبزے میں تالاب سی [illegible] عکس [illegible] اور [illegible] میں بکھر گیا۔

وہ گھر پر نہیں تھا۔ اس کا کمرہ مقفل تھا۔ میں باہر نکل گیا اور کھڑکی سے اس کے کمرے میں جھانکنے کی کوشش کرنے لگا۔ کھڑکی کھلی تھی اور کمرہ بالکل صاف ستھرا تھا۔ [illegible] میز پر چمک رہی تھی۔ [illegible] کچھ رکھا ہوا تھا۔ میں واپس مڑا [illegible] کی کوشش کی [illegible] اور ایک [illegible] کھڑکی کے نیچے [illegible] چڑھنے لگا۔ [illegible] میری [illegible] لگیں۔ میں [illegible] چلا تھا۔ چھٹک میں نے سوچا "وہ میرا [illegible]" میں [illegible] دوستوں کی تلاش میں کیفے کی طرف چل پڑا۔

[illegible] سڑکوں پر شور [illegible] کیفے کے باہر [illegible] جمع تھے۔ [illegible] کمروں میں [illegible] کو مسکراتے ہوئے [illegible] سے [illegible] تو [illegible] کرسی [illegible] سگریٹ [illegible] فرش پر [illegible] اور [illegible]

چھٹک چند [illegible] ایک گروہ باہر کی میز [illegible] تھے۔ [illegible] کو دیکھ کر [illegible] [illegible] کے پیچھے چلا [illegible]

وہ [illegible] کرسیوں پر [illegible] ایک کرسی میں [illegible] کی صورت [illegible] کوئی [illegible] لگی تھی۔ میری [illegible] ایک نظم پڑھنا شروع کرتا ہے۔ کوئی توجہ نہیں [illegible] ایک [illegible] ہیں۔ کوئی [illegible] کو [illegible]

[illegible] کسی کو اس کا نام نہیں معلوم۔ [illegible]

ہوں، سیاہ سمندر کو دیکھتا ہوں اور پھر کمرے میں صوفے پر لیٹ جاتا ہوں۔ صدر [illegible] ہوں اور ورق گردانی کرنے لگتا ہوں۔ ادبی صفحے پر نظر ڈالتا ہوں۔ ایک نظم کی دو تین سطریں پڑھتا ہوں، افسانے کا ایک پیراگراف، اور رک جاتا ہوں۔ اب مجھے بور کرتا ہے۔ [illegible] اور پھر ٹی وی سر جاتا ہوں۔ لباس تبدیل کیے بغیر۔ خواب دیکھتا ہوں کہ مجھے آپریشن کے لیے لے جایا جا رہا ہے۔ مجھے بے ہوش کرنے کا انجکشن دیا جا رہا ہے اور پھر میری چیرپھاڑ شروع ہو جاتی ہے لیکن مجھے درد کا احساس نہیں ہوتا۔ میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر بے ہوشی، [illegible] گوشت کے لوتھڑے کی طرح۔ سب میری سمجھ میں آتا ہے۔ میرے چہرے پر روشنی پڑ رہی ہے۔

میں سردی سے ٹھٹھرتا ہوا بیٹھا ہوں۔ میرے کپڑوں پر شکنیں ہیں۔ باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔ میں باورچی خانے میں جاتا ہوں۔ کیتلی چڑھاتا ہوں اور پانی کے ابلنے کا انتظار کرتا ہوں۔ جھوٹے برتنوں کا انبار لگا ہوا ہے۔

ایک بڑی سی چمکتی کار، جس کی بیہاں گلی ہیں، ہماری تنگ گلی میں رینگتی ہوئی آتی ہے۔ ہمارے گھر کے سامنے روشنی [illegible] کے بیچ ہونک کی چرچراہٹ آواز کے ساتھ رکتی ہے۔ اندر سے شوروغل کی آوازیں آتی ہیں۔ پھر خاموشی کا ایک طویل وقفہ۔ ایک دروازہ کھلتا ہے اور کسی کو اتارا جاتا ہے۔ چہرا زرد [illegible] ہے اس کے نقوش ساکن ہیں۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ کا سایہ تک نہیں۔ ایک اور دروازہ کھلتا ہے اور ایک شخص کھسک کر باہر نکلتا ہے۔ سڑک کے بیچوں بیچ شراب کے نشے میں چور۔ وہ میرے لڑکے کی طرف بڑھتا ہے۔ اس کا ہاتھ تھامتا ہے اور جوش سے ہلا ہلا کر مصافحہ کرتا ہے اور پھر کار میں واپس دھنس جاتا ہے۔

کار کے اندر سے انسانی ہجوم کی چیخنے چلانے کی آوازیں۔ خاموشی کا ایک طویل وقفہ [illegible] ہوئی گلی سے باہر نکل جاتی ہے۔

میرا بیٹا کھسک کر بیچ کھڑا ہے۔ میں اسی جگہ جہاں اس کو اتارا گیا تھا، کتنی دیر تک وہ ساکت کھڑا رہتا ہے۔ اس کا جسم ہلکا سا آگے کو جھکا ہوا ہے۔ اچانک وہ تیورا کر جاتا ہے اور قے کرتا ہے۔ آستین سے منہ صاف کرتا ہے اور لڑکھڑاتا ہوا گھر کے اندر داخل ہوتا ہے۔ باورچی خانے کی طرف سے ہوتا ہوا گزرتا ہے۔ میری موجودگی سے بے خبر، وہ اپنے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیتا ہے۔ شراب کی مدھم سی بو ہال میں تیرنے لگتی ہے۔

سردیاں بارش کے پہلے چھینٹے کے ساتھ ہی یہ بستی ہلاکت دلدل میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔

ایک بوڑھا شاعر جو اب تقریباً اندھا ہو چکا ہے، جو مسلسل اصطلاحِ [illegible] نظمیں جیسے کو موجودہ شاعروں کے دل جیتنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، سڑک پر مجھ سے ٹکرا

[illegible] کی حقیقت سے [illegible] کے ساتھ مجھے اختلاف ہے [illegible] کے ساتھ وہ
[illegible]

کچھ نوجوانوں سے کیا وہ لکھتا ہے؟

چاروں طرف سے افواہیں مجھے گھیر لیتی ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے وہ [illegible] میں [illegible] کہ [illegible] خوشی کی [illegible] گروہ میں [illegible] اس کے علاوہ وہ [illegible]

میں اس کو [illegible] میں ہی بھولا [illegible] ہوں۔ لیکن وہ [illegible] مجھے دیکھتا تک نہیں۔ اس کا چہرہ [illegible] میں کچھ [illegible] روحانی سی کیفیت [illegible] مجھے معلوم ہے [illegible] کچھ نکل [illegible] مجھے بدنام کرے گا۔ [illegible] جھنکار میں [illegible]

جب وہ کمرے میں [illegible] کسی [illegible] کی طرح [illegible] مجھے یقین ہے کہ وہ [illegible]

میں [illegible] پکڑ کر [illegible] میں [illegible] "محترم [illegible]؟"

وہ میرے ہاتھ کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ [illegible] اس کی کچھ سمجھ میں نہیں [illegible] اور وہ مجھے خوف [illegible] سے دیکھتا ہے [illegible]

[illegible] کمرے میں [illegible]

[illegible] پوچھتا ہوں وہ کون ہے [illegible] ملاقات کر رہا ہے

وہ جیسا چاہتا ہے [illegible] طرح [illegible]

جاتا ہے۔"

اس کی سمجھ میں نہیں آتا وہ اسی طرح [illegible] سنجیدہ صورت لیے کھڑا ہے۔

"[illegible]" وہ سرگوشی کرتا ہے۔

"[illegible]" میں غصے سے دہاڑتا ہوں۔ "[illegible] کیوں؟"

وہ [illegible] لگتا ہے۔

"اور پھر تمہیں [illegible] سے کیا کرنا ہے [illegible]؟"

وہ کوئی جواب [illegible] سے [illegible] کرتا ہے اور اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے [illegible] کمرے میں [illegible] ہے [illegible] میں چونک پڑتا ہوں۔

"اب کیا؟"

"[illegible]" وہ ہکلاتا ہے۔

"[illegible] کیا مطلب؟"

"[illegible]"

ایک بار پھر [illegible] کی [illegible] اور میں کہ [illegible] رہا ہوں کہ [illegible] ہوں اور [illegible] تلاش کرنے لگتا ہوں۔

اس دوران میرے ریٹائرمنٹ کے منصوبے کی تیاری ہو رہی ہے وقتاً فوقتاً لوگ گھر دیکھنے [illegible] کمرے دکھاتا ہوں [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ہوں [illegible] میں [illegible] کی خصوصیت گنواتا ہوں [illegible] سال گزرے ہیں اور پھر [illegible] سے مکان کی قیمت بتاتا ہوں۔ میں [illegible] نام پوچھتا ہوں [illegible] میں اپنا نام سنتا ہوں۔ وہ کاغذ پر جھک کر میرا نام لکھتے ہیں [illegible] نام [illegible] کے چہروں پر اس نام سے مانوسیت کی کوئی [illegible] نہیں [illegible] شاعری نہیں پڑھی؟ غالباً میں اس [illegible] سے گمنام ہی [illegible]

[illegible] اور [illegible] لڑکا [illegible] سے [illegible] ہے۔ [illegible] کی آواز لگاتا ہوں اور ہر روز [illegible] ہوں۔

[illegible] ایک گھنٹہ پہلے۔ شام چار بجے [illegible] کافی دیر تک میری خدمات کو سراہا گیا [illegible] میں [illegible] کسی نے میری شاعری کا تذکرہ نہیں کیا۔ [illegible]

میرے احساسات کو مجروح کرنا نہ چاہتی ہوں، اور تقریب کے اختتام پر ایک اداسی [illegible]
یک [illegible] مثلاً [illegible]

میں سارا سامان باندھتا ہوں۔ کتابوں کے سامنے تذبذب میں کھڑا ہوں۔ کسے ساتھ لے جاؤں، کسے چھوڑ جاؤں۔ میں اپنے شاعروں کو ترکی کے مستقبل کے بارے میں [illegible] خطوط ارسال کرتا ہوں۔ میں [illegible] سے بات کرتا ہوں اور [illegible] کرتا ہوں کہ کچھ کریں۔ [illegible] وہ مجھے ایک ہی شہر کی ایک چھوٹی سی کیفے میں ملاقات کی رات دیتے ہیں۔ میں کو [illegible] کو وہ مجھے یہ منصوبہ بتاتے ہیں۔ انھوں نے معلومات کر لی ہیں اور یروشلم کو [illegible] ایک بوڑھے جلدساز نے ترکی کو [illegible] سیکھنے کی سادگی کا اظہار کیا ہے۔ ترکی کی [illegible] وہ رہنے کا انتظام بھی ہو گا۔ بوڑھے جلدساز کا ایک بیٹا ہے جو کسی بیماری میں [illegible] ایک شرط رکھی ہے اگر لڑکا بیمار ہو جائے مثلاً گر سے [illegible] کی ڈوری [illegible] کچھ [illegible] تو اس کو فوراً واپس لے جانا ہو گا۔ وہ لڑکا بہت [illegible] دیکھ بھال اور ہمدردی کی ذرا برابر بھی نہ [illegible]

یہ میرے شاعروں نے مزید کھوج کے بعد ایک بہت بوڑھی عورت تلاش کر لی ہے جو جلدساز کے گھر کے قریب ہی رہتی ہے وہ ترکی کو بیماری کی حالت میں [illegible] کو تیار ہے [illegible] کچھ پیسوں کی خواہش [illegible] مجھے صرف ان دونوں انتظامات کی کاغذات پر رضامندی کے دستخط کرنے ہیں۔

وہ کاغذات نکالتے ہیں۔

میں فوراً دستخط کرتا ہوں۔ لیکن میں [illegible] کہ [illegible] ہو رہا ہوں۔

جہاں تک ترکی کی ڈوری وغیرہ کا تعلق ہے ہم لوگوں کا [illegible] سمجھنی ہوں، سمجھیں معلوم [illegible] [illegible] [illegible] لاتی [illegible] ایک دفعہ [illegible]
[illegible] میں [illegible] ہی [illegible] کرتے۔

میرے شاعر کاغذات سمیٹتے ہیں اور [illegible] مجھے [illegible] چھوڑ دیتے ہیں۔ [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے مجھے دیکھتے ہیں۔

"دیکھا [illegible] آپ [illegible] کا [illegible] رکھیے۔"

دوسرے دن میں پھر کاغذات پر دستخط کرتا ہوں۔ اس دفعہ مکان کی فروخت کی کاغذات پر۔ مجھے ایک مناسب گاہک مل ہی گیا۔ بہرحال مکان بیچ کر مجھے اچھی خاصی رقم مل گئی ہے جو کہ صرف زمین کی قیمت ہے مکان کو مسمار کر دیا جائے گا۔

گھر کی [illegible] مکان کی قیمت میں [illegible] مزدور [illegible] گھر خالی کرنا شروع کر دیا۔ تمام چیزیں جلد ہی [illegible] دو عدد گدوں کے انھوں نے [illegible] جس پر وہ بیٹھ کر لکھ رہا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہو گیا۔ کاغذوں کو دراز میں [illegible] خالی مکان میں جھنکتا رہا۔ چند کاغذات پھسل کر فرش پر گر گئے اور ایک مزدور نے [illegible] کو [illegible] شروع کر دیا۔ وہ [illegible] ہو کر [illegible] مزدور [illegible]

اور اس کو دانت سے کاٹنے کی کوشش کی۔

مجھے احساس ہوا کہ شام کے وقت اس کے حواس بالکل گم ہو جاتے ہیں۔

نوٹوں سے میری دراز بھر گئی ہیں۔ گو کہ مجھے جائداد کی اصل قیمت کا ایک چوتھائی ہی ملا ہے [illegible] ہیں [illegible] ایک [illegible] کچھ [illegible] جو نہیں بیچ سکتا، اسے باندھ دیتا ہوں۔ کتابوں کے انبار میں رہ دوستوں کے گھر پہنچاتا رہا ہوں۔ [illegible] ترکی [illegible] بیچ دیتا۔

ہم تہ خانے کے پچھلے لگاتے ہیں اور پرانے کپڑے جھاڑو کیں، مزید کتابیں، مسودے، میرے اپنے اور دوسروں کے — بیکار، فضول اشیاء، ٹوٹی پھوٹی چیزیں نکالتے ہیں۔ تہ خانے کی [illegible] پر [illegible] کی تک گرد و غبار کا طوفان سا چھایا رہتا ہے۔

[illegible] میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں "آخرکار اس طرح آزاد ہو جاتا ہے [illegible]"

ساتھ ساتھ میں باقاعدگی سے شہر کی چھوٹی سی بندرگاہ پر روز جاتا ہوں تاکہ سیاحت [illegible] جہاں [illegible] جانے کا [illegible] میں [illegible] کھوٹ [illegible] بات چیت کرنے کی کوشش کرتا۔ میں ابھی تک یہ سوچ رہا ہوں کہ کہاں جاؤں۔ پہلے میں نے سوچا تھا یوروپ میری منزل ہو گی۔ پھر خیال آیا کیوں نہ یونانی جزیروں پر جا کر رہ جاؤں۔ میری ایک ترک جہاز کے کپتان سے باسفورس کے سفر کی بات چیت چل رہی تھی کہ [illegible] میں نے ایک مناسب قیمت پر قبرص تک نیم جانی کا جہاز کا ٹکٹ خرید لیا۔ میں نے جہاز میں چڑھ کر بھی دیکھ لیا [illegible] کیبن کے دروازے کو چھو کر بھی دیکھا۔

یہ سفر میری جہاں گردی کا نقطہ آغاز ہو گا۔ اس کے بعد ترکی اور سفر، ترکی اور سفر۔

میرا بیٹا مسلسل لکھتا رہتا ہے گھنٹے گزرے گویا عبادت میں مصروف ہو۔ اس کی کاغذ لہرکی کی مسودے پر بکھرے رہتے ہیں جس کو وہ میز کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ کاغذوں کے قریب ایک چھوٹی سی لغت رکھی رہتی ہے جس کو اس نے اس تمام ہنگامے میں کسی طرح [illegible] ہے [illegible] مجھے [illegible] کسی [illegible] معلوم ہو [illegible] جنگ [illegible] میری [illegible] شعبے میں مصروف ہے۔ ایک دوپہر میں نے بڑی مشکلوں سے اسے اس خوبی سے نکالا اور اپنے ساتھ بوڑھے جلدساز سے ملاقات کرنے یروشلم لے گیا۔

وہ سردیوں کا ایک لطیف سا دن تھا۔ بادل چھائے ہوئے تھے لیکن بارش نہیں ہو رہی تھی۔ یروشلم کے بس اسٹیشن پر بوڑھا جلدساز سامان ڈھونے والی پرانی چھوٹی سی ٹرک میں ہمارا [illegible] پچھلے حصے میں [illegible] کے [illegible] بھی

Scanned with CamScanner

وہ بھی شہر کے مضافات میں لے گیا۔ فرشتوں سے لدی چھوٹی وادی کے دامن میں ۔۔۔ کے قریب کی آبادی میں اس کا گھر تھا۔ اس نے خاموشی سے مجھے گھر میں داخل ہونے کا اشارہ کیا اور اس کی بیوی نے خاموشی سے ہمارا استقبال کیا۔ چائے اور کیک سے ہماری تواضع کی گئی اور میں کھانے کی میز کے گرد بیٹھ گیا۔

میں ان لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوا۔ مجھے اس بات پر بھی بہت حیرت ہوئی کہ وہ مجھے دیکھ کر خوشی سے کھِل اٹھے لیکن یہ دونوں ہی طبیعت کے سنجیدہ ضرور تھے۔ غالباً وہ بدتر حالات کی توقع کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ ہماری ۔۔۔ بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ میں یہ جان کر حیران رہ گیا کہ جلدساز میرے نام سے واقف تھا اور اس نے میری کوئی تحریر پڑھ رکھی تھی (گو یہ معلوم نہیں اس کا عنوان کیا تھا)۔ لیکن یہ برسوں پرانی بات تھی۔

سچ تو یہ ہے کہ میں بہت مشکور تھا۔ باہر ۔۔۔ رہی تھی۔ میز پر رکھے ۔۔۔ میں چائے موجود تھی (عجیب و غریب قسم کی)۔ جلدساز کے گھر کے باغ میں ایک درخت پھل سے لدا ہوا تھا ۔۔۔ سورج کی شفق تھوڑی دیر پہلے ختم ہو رہی تھی۔ ۔۔۔ سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا۔ وہ میرے برابر بیٹھا تھا ۔۔۔ دن ڈوبنے کا ۔۔۔ چائے کا ۔۔۔ اس کے سامنے ۔۔۔ رکھا تھا۔ ٹھیک طور سے ۔۔۔ وہ بھی ۔۔۔ بیٹھا تھا۔ اس کی ۔۔۔ تھی۔ وہ ہماری گفتگو میں ۔۔۔ گم تھا۔ ۔۔۔ کاغذ ۔۔۔ رکھ دیا ہے۔

ہماری گفتگو ۔۔۔ بوڑھا جلدساز اور اس کی بیوی اس کو حیرت سے دیکھنے لگے۔

[illegible]

[illegible] کرتا ہوں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسی لمحے باہر بارش شروع ہو گئی۔ شام کی مدھم روشنی کمرے میں بھر گئی۔ وہ کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا۔ لگتا تھا جیسے اس کی سانسوں سے شعلے اٹھ رہے ہوں۔

وہ مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھتی رہی۔ اور وہ قلم اس کی انگلیوں میں پھنسا ہوا سب پر خاموشی کا گہرا ۔۔۔ ڈالتا ہے۔

"آپ نظموں کا مجموعہ چھپوائیں گے؟ ہم اس کی جلد بنا سکتے ہیں۔" میں ۔۔۔ نے کہا۔

جلدساز کی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا میں اس کا مذاق اڑا رہا ہوں؟ بالآخر ایک شک میں لپٹی ہوئی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل جاتی ہے۔

"یقیناً اس کی کتاب چھپے گی، ہم اس کی جلد بنائیں گے۔"

"مفت میں؟" میں پوچھتا ہوں۔

"ہاں، مفت میں۔"

میں ہنستا ہوں۔

"ٹھیک ہے، وعدہ رہا۔ سنا تم نے۔" میں اس سے مخاطب ہوتا ہوں۔

اس نے نہیں سنا۔

(پھر نکلنے سے پہلے جلدساز اور اس کی بیوی مجھے ایک کونے میں لے گئے اور یاد دلایا کہ لڑکے کی بیماری کی صورت میں وہ اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ میں نے انہیں تسلی دی کہ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی اور یہ کہ اس صورت میں انتظام کر لیا گیا ہے۔)

ہم باہر نکل آئے۔ جلدساز ہمیں بس اسٹیشن تک نہ چھوڑ سکتا تھا کیونکہ اس کی ٹرک ۔۔۔ ہم دونوں ۔۔۔ خاموشی سے ۔۔۔ بیچ سڑک پر چلنے لگے۔ وہ گہری بے حسی کی حالت میں تھا۔ ۔۔۔ کی سڑک پر ۔۔۔ گھسٹتا ہوا چل رہا تھا۔ ہم بس اسٹیشن پر پہنچے اور اسٹینڈ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ہمارے ۔۔۔ مشہور ۔۔۔ شہر ۔۔۔ کی تباہی کی یاد باقی رہے گی۔

میں اس کی طرف مڑا اور میرے منہ سے صاف اور واضح الفاظ نکلے۔

"جلدساز اور اس کی بیوی بہت اچھے لوگ ہیں۔ لیکن تمہیں ان کے ساتھ تمیز کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔"

وہ خاموش رہا۔ ایک سائیکل سوار قریب سے گزرا۔ اس کی نظر لڑکے پر پڑی اور اس نے چہرہ فوراً موڑ لیا۔

اب ۔۔۔ رہائشی علاقوں میں ۔۔۔ ایک ایک کر کے ۔۔۔ ہو رہی تھیں ۔۔۔ دونوں ۔۔۔ کھڑے تھے۔ اچانک میں نے کہا ۔۔۔ میں نے اس کے سامنے پر نظر ڈالی تھی اس میں ایک نظم لکھی ہوئی تھی۔ دیکھا تم نے، تم خود سے لکھ سکتے ہو۔ تمہیں میری ضرورت نہیں ہے۔"

اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور خاموش رہا۔

میں اس کے قریب ہو گیا، بہت قریب۔

"مجھے وہ نظم دکھاؤ۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

Scanned with CamScanner

"نہیں نہیں۔ میں نہیں پھاڑوں گا۔"

اور میں نے کاغذ لینے کو ہاتھ آگے بڑھایا۔ بیگی وا پیچھے ہٹ گیا۔ میں تو زبردستی [illegible] سے کاغذ لینے کی کوشش کر بیگی وا مدافعت کرنے لگا۔ اس دفعہ وہ مجھے یقیناً مار سکتا ہے۔

ایک اور سائیکل قریب سے گزرتی۔ دور سے [illegible] بس کی آواز سنائی دی [illegible]

یہ اس کی نظم کے بارے میں [illegible] بات [illegible]

مجھے معلوم نہ تھا۔

یہ میرے [illegible] کی بات نہیں۔

یہ موسم کب جاری ہو [illegible] ٹھوکروں پر برف کی [illegible] جیسے [illegible] رہی ہے [illegible] سردی [illegible] رات اور دن صبح کے وقت [illegible] ایک دراز پہرے [illegible] کی طرح [illegible] چمکتی ہوئی [illegible]

میں اب رخصت ہونے والا ہوں۔ ایک کشتی [illegible] دوسری کشتی میری منتظر ہے [illegible] اب دو جسم [illegible] اس کو صبح کی [illegible] وہ میری کوئی [illegible] میں [illegible] اپنا [illegible] کر رخصت ہو جاؤں۔ کل [illegible] وہ مجھ پر [illegible] کر دے گا۔ [illegible] اس مکان پر زندگی بھر کی جمع پونجی [illegible] کچھ [illegible]

میں اب [illegible] کے پاس [illegible] کا [illegible] انتظار کر رہا ہے [illegible] گردش شروع کر دی ہے [illegible] کا انتظار کیا [illegible] وقت [illegible] کے قریب [illegible] کی بہت سی [illegible]

[illegible] میرے ہاتھوں کی [illegible] فرش گیلا ہے [illegible] گئی [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اور صبح کی روشنی [illegible] خاموشی [illegible] ہوئی۔ [illegible]

کیا میرے اندر لکھنے کی کوئی خواہش [illegible] کیا میں [illegible] جواب تھا کہ کچھ [illegible] کہنے کے لیے اب کیا باقی رہا تھا۔ میں جانتا ہوں [illegible] ایک [illegible]

پر گئی ہیں، پتھروں پر کائی جم رہی ہے

ایک [illegible] کی [illegible] چاند، روئی کے گالوں جیسے بادلوں میں [illegible] واپس [illegible] پر [illegible] اور [illegible] سلامت کو [illegible]

میں شاعر ہوں جیسے شاعری سے چھٹی مل گئی ہے۔ [illegible] بارش ہو رہی ہے [illegible] کر [illegible] میں واپس اندر جاتا ہوں۔ مکان میں ایک اداس سی خاموشی چھائی ہوئی ہے [illegible] کی مدھم آواز [illegible] میں اوپر اس کے کمرے میں جاتا ہوں۔ [illegible] پر [illegible] ہوا، میرا بھاری [illegible] دروازوں پر پڑتا ہوں۔

وہ فرش پر بچھے گدے پر سو رہا ہے [illegible] پر رکھا ایک چھوٹا سا لیمپ [illegible] روشن ہے [illegible] روشنی [illegible] کھڑکی [illegible] صبح کی روشنی [illegible] اندر آ رہی ہے

میں خاموشی سے [illegible] اس کو سوتا ہوا دیکھتا ہوں۔ [illegible] کے پاس فرش پر [illegible] میں فوراً جھک کر [illegible] کھڑکی کے قریب [illegible] صبح کی [illegible] روشنی ہے

[illegible] تاریخ [illegible] شروع ہونے والا ہے [illegible] ہاتھوں سے [illegible] ایک صفحے کے حاشیے [illegible]

[illegible]

چانک خاموشی گہری ہو جاتی ہے [illegible] کی آواز رک گئی ہے۔ وہ آنکھیں [illegible] تلاش کرتے ہیں۔ وہ [illegible] اور کھڑکی کی طرف مجھے دیکھتا ہے ایک [illegible] اس کے چہرے [illegible]

[illegible] میری نظر پڑتی ہے [illegible] جو نظم کے اوپر شکستہ خط میں لکھا ہوا ہے

صلاح الدین محمود

سم

اب تم ہلاک ہو مگر کبھی ایک بچی تھی
کہ جس کا ایک قلفتی دوپہر
میں تو جاپ میں انتظار کی تھی
مگر وہ وہیں نہ سکی تھی
اور وہ ہلاک ہو گئی تھی
تم اب تو ہلاک ہو ہلاک میں ہو
مگر کبھی تمہارے دوپہرے سار کے
سکھی باتوں سے پہلی بار
میں نے ہلاک کو چھو کر
اس عورتوں کی میرے
پہلی بار پر پایا تھا
[illegible]
دور زمین کی جسم سے بھر کر
پہلی بار
سیاہ گلوریوں کی ایک [illegible] تھا
تمہاری جسب تمہارے سرہانے کی جگہ
میں دستوں کا پہلی لایا ہے
وہ کہتے ہیں بھی اب ہلاک ہیں
وہ [illegible] ہلاک کی مر

اور [illegible]
کہ جس کو اُلٹ دیکھو دیکھو کر
ہم جوان ہوئے تھے
اور جس کی مٹھی کو مرجھائی
ایک عکس وقت دور سے
ایک پیلے شعلے کو تم نے
اس ٹہنی کے جیب کی طرح
روشن پایا تھا
اس ہی شعلے کو تم نے مرتے وقت بھی یاد کیا تھا
بس یہ شعلہ ابھی تک ہلاک نہیں ہوا ہے
اور ابھی تک تمہارے عشق کے سائے میں
جلتا ہے
مگر اب وہ بھی
تمہارے بچپن کو یاد کرتی کرتی
خود ہلاک ہونے کو ہے

ابھی ابھی

ابھی ابھی
میں وہاں تھا کہ جہاں
رات کی رنگت میں مہک
تمہارے لب کی تھی

ابھی ابھی
میں وہاں تھا کہ جہاں
چاند کی جنبش میں جہاں
اپنی انگلیوں میں دبا کے
کا گمان ہو کر ہے
اپنے اندر روشنی
ایک میدان سے گزر کر باہر

کو سامنے
گردن نہیں

ابھی ابھی
یہی اسکولوں کی سیاہی کی طرح
میں ابھی وہاں تھا کہ جہاں
ہم نے سمجھوتہ کیا تھا
چیزوں کے سمجھے جانا تھا

ابھی ابھی
میں وہاں تھا کہ جہاں
کہ سیاہی کا سکندہ تھا جہاں
سر کی سس میں عمر
ان سمجھ
پاس پاس کی کمک کہ سب گھر
جلا جیب
میری مد کی شجر سے چیزوں کو
سب میدان میں کبھی
سہ کو چھپاتا تھا کبھی

ابھی ابھی
میں وہاں تھا کہ جہاں
ہم نے سمجھوتہ کیا تھا
چیزوں کے سمجھے جانا تھا

ابھی ابھی
دل کی لکنت کے سوا
کچھ بھی نہیں
ایک یکساں پرسش
تب میرے کہ سوا
کچھ بھی نہیں

پھر بھی
میں کہاں تھا کہ جہاں
ہم بھی نہیں
میں بھی تھا

عیب کا عنقا پانی

موت نہ مٹی نہ پانی
نہ خوشبو کی ویرو سی
ساحل نہ ظاہر
نہ غیب میں گم حیرت سی
موت نہ لمحہ نہ پہر

موت نہ پوروں سے بیکل
شبنم کی ہلکی رحمت
موت نہ ڈوبتے ہاتھوں میں
ڈوبتے سمندر کی جاں
موت نہ سکھے ہم جسموں تک
ہمدموں کی پہچان
موت نہ نتھنی و دوں میں
نہ بالک کی ہنسی میں
موت نہ میرے چہرے میں
نہ امید کی شب میں
موت نہ میری جان کے بھیتر
باہر ایک پردہ
موت نہ ہر رنگت کے اندر
رنگت ہی کو زندہ
موت نہ میری سب حسرت
نہ میری بینائی
موت نہ میرے بوسوں تک

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
دور تک حسن کی چھاؤں میں

[illegible]

[illegible] جنگل جیسی مٹی جیسے
بچپن سے میں میں ہے
[illegible]
حسن کی محبت میں ہے

بچپن سے میں میں ہوں کو
خوب بڑے دیکھو ہے
[illegible] دونوں [illegible]
کی رنگت میں میں ہے

[illegible] کو [illegible]
[illegible]
[illegible] کے [illegible]
شب کی صورت میں ہے

ایک شعر سے پہلے سے
سورج بھی پہلا ہے
جھوٹوں کو جیسے تم بستی میں
جھوٹوں کے باہر ہیں ہے

چاند کی ساعت ہو بولی بھی
جھوٹوں کے ذرو یہ سے

رات کے جنگل میں ایک شب
سب جنگل میں ہے

ایک جسم ہے جس کو
پھر سے پاس ہے
بارش کی بوندوں کے بدن
میں جیسے میں ہے

نظم

روکو مجھ کو کوئی سے
ظاہر کو ذرا
خاک کو پاس
پاس کو پھر بھی بارش
بارش کو شفاف سمندر
[illegible]
روکو مجھ کو مرنے سے
سمندر جیسی
کی محبت کو
[illegible] کی بدن جسم بھر کو
جنگل میں آگ کو جسم سے
روکو رب کو دیکھو دیکھو
آگ کی حسب جیسی سے
تاریکی کو تاریکی سے
چھپی کو سورج سے سے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
روکو میرے بدن کو گھر کو

Scanned with CamScanner

فہمیدہ ریاض

مردمک چشم میں

مردمک چشم میں

[illegible]

مردمک چشم میں

[illegible]

ذرہ ذرہ دھیمے سے

[illegible]

Scanned with CamScanner

[illegible]

نیر مسعود

سلطان مظفر کا واقعہ نویس

[illegible]

[illegible]
اس سے بات کرنے پر مجبور ہوا۔

"اب میری نگاہ ٹھیک کام نہیں کرتی۔" میں نے اس سے کہا۔

"ظاہر ہے۔" وہ میرے پاس کر قریب آ کر بولا۔ "آپ نے کہ مجھے دیکھنے کے بعد بھی [illegible] نہیں ہو۔"

اور مجھے یاد آ گیا۔

"حشی؟" میں نے کہا۔ "تم ہو؟"

وہ شاخ توڑنے سے مر گیا۔ درخت کی ایک ابھری ہوئی جڑ سے اس نے ٹھوکر کھائی اور شاید چوٹ بھی لگی۔ جب وہ واپس ہو رہا تھا تو اس کے پاؤں میں ہلکی سی لنگ تھی۔ شاید اسی لیے میں اس سے پہلے گھر سے باہر نکلا۔ کچھ دور چل کر میں رکا اور جب گماشتے مجھ سے چند قدم آگے ہو گئے تو میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

سلطانی باغ کے حکام نے گر واپس آئے تو میں نے بھی [illegible] ہدایت کے مطابق بازاروں والا [illegible] چکر لگائے۔ کئی چھوٹے بازاروں میں رک رک کر وہاں کی خرید و فروخت کو دیکھتے ہوئے میں بڑے بازار میں داخل ہوا۔ بازار قریب قریب ویسا ہی تھا جیسا میں نے اسے پچھلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اب مجمع وہاں پہلے سے زیادہ نظر آ رہا تھا۔ بازار والوں کی مصروفیت اور جگہوں میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے میری نظر سیدھی ان مالیوں پر پڑی جو رستے پر پھول پودے بیچا کرتے تھے۔ لیکن ان میں وہ بوڑھا مالی دکھائی نہیں دے رہا تھا جس سے میں [illegible] اور کبھی کبھی بلاضرورت بھی پودے خرید لیا تھا۔ دوسرے مالیوں کے برخلاف وہ [illegible] کو اس طرح سلیقے سے سجا کر بیٹھتا تھا کہ اس کے سامنے ایک چھوٹا سا باغ لگا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ دوسرے مالیوں کی طرح وہ بھی سلطانی باغ میں کام کرتا تھا اور ان پودوں کو بازار میں لاتا تھا جو مالیوں کی [illegible] سے زیادہ پیدا کرنے کی وجہ سے [illegible] ہو جاتے تھے۔

بازار کے اس سرسبز حصے میں اس وقت میرے علاوہ صرف ایک گاہک اور تھا۔ مالیوں نے مجھے دیکھتے ہی پکار پکار کر مختلف پھولوں اور پودوں کے دام گنانا شروع کر دیے۔ [illegible] لیکن وہ بوڑھے مالی کی جگہ پر خاموش رہے تھے۔ اس وقت پھر میں نے [illegible] مالیوں کے مجمع میں ایک نوجوان کو اسی جگہ بیٹھا دیکھا۔ میں اس کے سامنے جا کر رکا تو وہ خاموشی سے سامنے رکھے ہوئے پودوں کو ادھر سے ادھر کرنے لگا۔ میں نے [illegible] کچھ پودے اٹھا کر دیکھے پھر پوچھا

"یہاں ایک بوڑھا بیٹھا کرتا تھا۔ پودوں کو سجا کر۔"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور میں نے دیکھا کہ دوسرا گاہک بھی میرے قریب آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور ایک بڑے زرد پھول کی پنکھڑیوں کو چھیڑ رہا ہے۔ میں نے نوجوان مالی کو ایک نظر دیکھ کر اس میں بوڑھے مالی سے مشابہت تلاش کی۔

"وہ تمھارا کون تھا؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"دادا۔" اس نے کہا۔

"تم بھی سلطانی باغ میں کام کرتے ہو؟"

اس نے پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اپنے دادا کی جگہ ہو؟"

"باپ کی جگہ ہوں۔" اس نے کہا۔

میں نے پورے بازار پر نظر دوڑائی اور پھر محسوس کیا کہ مجمع زیادہ ہو جانے کے سوا اس میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی ہے البتہ میرے ذہن میں [illegible] چبوترے پر تماشا دکھاتی تھی وہ پہلے سے کچھ زیادہ اونچا معلوم ہو رہا تھا اور اس کے کنارے جگہ جگہ سے کٹ گئے تھے۔ چبوترے پر مجمع بازار کے دوسرے حصوں سے زیادہ تھا۔ لیکن وہاں پہلے بھی مجمع زیادہ رہتا تھا۔ میں پھر مالی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"بڑے موسموں کے پودے نہیں ہیں؟"

اس نے کچھ پودے الگ کر کے میرے سامنے رکھ دیے۔ میں نے پودوں کو سرسری طور پر الٹ پلٹ کر دیکھا۔ دوسرا گاہک اب بھی زرد پھول کو چھیڑ رہا تھا اور اس کی دو پنکھڑیاں بیچ سے الگ ہو گئی تھیں۔ لیکن وہ پھول کے بجائے میری طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم اسے خراب کر رہے ہو۔" میں نے اس سے کہا۔

"یہ میں نے لے لیا ہے۔" اس نے مالی کو بتایا اور پھول کے پودے کو کھینچ کر باہر نکال لیا۔

اس کے بعد بھی وہ وہیں بیٹھا رہا۔ مجھے خیال ہوا کہ کسی وجہ سے وہ میرے ساتھ ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ میں نے ایک بار اس کو غور سے دیکھا۔ لیکن اس کی صورت میری پہچانی ہوئی نہیں تھی۔ میں نے اپنی یادداشت پر زور دے کر اسے دیکھا۔ لیکن اس میں مجھے ایسی کسی جانے والے کی مشابہت بھی محسوس نہیں ہوئی۔ پھر بھی وہ بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اس لیے مجھے الجھن سی ہوئی اور میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے لگا۔ لیکن اسی وقت میری نظر مالی کے پہلو میں رکھے پودوں کے ایک چھوٹے سے ڈھیر پر پڑی۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر اٹھ کر گھوم کر مالی کے پہلو میں آیا۔ میں نے ایک ایک پودے کو اٹھا کر دیکھا۔ پھر مالی سے کہا

"ان کی جڑیں نہیں ہیں۔"

"یہ لگانے کے لیے نہیں ہیں۔"

"پھر؟" دوسرے گاہک نے پوچھا۔

"لوگ لے جاتے ہیں۔" مالی نے کہا۔ "ابھی کھلانے کے لیے۔" اور اس نے [illegible] چبوترے کی طرف اشارہ کیا۔

دوسرا گاہک اب میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ اس نے جھک کر ان میں سے دو تین پودے

[illegible] میں کیا خاص بات ہے؟

[illegible] میں سمجھ گیا کہ چبوترے پر کوئی لوگ تماشا دکھا رہے ہیں۔ میں نے [illegible] سے [illegible]

[illegible] سے پوچھا۔

"یہ لوگ پھر سے نکلے ہیں؟"

"کیا یہ لوگ پہلے بھی آتے تھے؟" میں نے [illegible] سے پوچھا۔

"وہ لوگ پہلے بھی تھے جب صحرا [illegible] کا مسکن تھا اور ہر سال تماشوں کے موسم میں یہاں [illegible] شہر کی طرف [illegible] ہوتے تھے۔ وہ دوپہر سے لے کر سورج ڈھلنے تک یہاں تماشے دکھاتے [illegible] جب تک وہ چبوترے پر موجود رہتے، دوسرے تماشا گروں کی طرف کوئی رخ نہ کرتا [illegible] کبھی کبھی دوسروں سے ان کا جھگڑا بھی ہو جاتا جیسے [illegible] تماشائی ختم کر دیتے تھے۔

[illegible] کچھ کہا [illegible] تماشائی [illegible] ڈھونڈ ڈھونڈ

[illegible] کوئی [illegible] جبور [illegible]

[illegible] صحرا کے [illegible] تماشوں سے [illegible]

[illegible] دیکھ کر کبھی [illegible] زمین پر بیٹھ جاتے کبھی خوف زدہ ہو کر

پیچھے ہٹنے لگتے [illegible] کبھی [illegible] تماشے سے [illegible] تماشائی کی

[illegible] چبوترے پر [illegible]

دوپہر سے لے کر سورج ڈھلنے تک کسی بھی وقت کے بے ہوتے تھے۔

[illegible] صحرا کی سمت شروع ہونے سے کئی موسم پہلے ہی [illegible] لوگوں نے شہر میں [illegible]

چھوڑ دیا تھا۔ [illegible] چبوترے پر [illegible] صحرائی [illegible]

[illegible] یہ لوگ نہیں [illegible] شہر میں [illegible] دیکھنے میں [illegible]

[illegible] وقت وہ تماشا [illegible] چبوترے پر [illegible]

[illegible] چبوترے پر [illegible]

[illegible] طرف [illegible]

[illegible] میں نے [illegible] کو [illegible] سے کہا

دوسرے [illegible] تماشوں [illegible] دوسرے [illegible]

[illegible]

[illegible] کو [illegible] کی بعد میں بھی [illegible] مجھے [illegible] کی [illegible] سنائی دی۔

[illegible] کا کوئی [illegible] نہیں ہے۔ وہ کہہ رہا تھا "[illegible] شہر کے [illegible] نہیں نکالا جائے۔

[illegible] میں [illegible] تک ہے" میں [illegible] چبوترے کی طرف بڑھ گیا۔

Scanned with CamScanner

سورج ڈھلنے میں ابھی دیر تھی۔ چبوترے کے قریب پہنچ کر میں رکا۔ دوسرا گاہک میرے برابر سے ہوتا ہوا چبوترے پر چڑھ گیا۔ میں نے اسے تماشائیوں کی بھیڑ میں گم ہوتے دیکھا لیکن جب میں [illegible] سے آگے بڑھ کر صحرا کے راستے پر مڑا تو وہ کچھ فاصلے پر میرے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ میں خاموشی کے ساتھ آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ شہر کی حد ختم کے قریب پہنچی اور دور ہی صحرا کا حاشیہ نظر آنے لگا۔ میں رکا اور [illegible] ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ میرے سامنے کھڑا تھا۔ میں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ بھی خاموشی کے ساتھ مجھے دیکھ رہا تھا۔ آخر میں نے اس سے پوچھا:

"کیا مجھے پہچانتے ہو؟"

اس نے میرے قریب کے پتھر پر بیٹھ کر انگڑائی سی لی۔

"پہچانتے ہو؟" میں نے پھر پوچھا۔

"[illegible] کا واقف ہوں۔" اس نے اعلان کرنے کے سے انداز میں کہا۔ "اس مقبرے کی [illegible] کا حال لکھنے کے لیے مقرر ہوں جسے اس نے بستے نہیں دیکھا۔"

[illegible] کے بعد وہ یوں چپ ہو گیا جیسے اس نے کچھ کہا ہی نہ ہو۔

[illegible] کا کارندہ، میں نے سوچا اور اس سے پوچھا:

"کیا تم مجھے اذیت دینے کے لیے مقرر ہوئے ہو؟"

لیکن وہ خود کسی اذیت میں مبتلا معلوم ہوتا تھا۔ مجھے اس کے ساتھ مبہم سی ہمدردی محسوس ہوتی۔

"میں تمہیں مقبرے کو دیکھتے ہوئے دیکھنے پر مامور ہوں۔" اس نے کہا۔

"صرف دیکھنے پر؟"

[illegible] جب [illegible] کی تعمیر کا واقعہ لکھو لو تو میں اس کی تاریخ لکھوں۔

مجھے حیرت ہوئی [illegible] کہ اس کی عمر زیادہ نہیں معلوم ہوتی تھی۔

[illegible] سورج؟" میں نے پوچھا۔ "اور وہ جو تم سے پہلے تھا؟"

مجھ سے پہلے کئی تھے۔

"جو صحرائی [illegible] کے زمانے میں تھے۔"

[illegible]

اسی وقت صحرا کی طرف سے [illegible] لوگوں کا ایک جتھا ہمارے قریب سے گزرا۔ یہ دوسرے شہروں کے [illegible] معلوم ہوتے تھے۔ پھر کچھ اور جتھے گزرے۔ صحرا کی طرف جاتا ہوا مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ کچھ دیر تک ہمارے آس پاس سناٹا رہا۔ پھر راستوں پر عارضی دکانیں لگانے والے اپنے اپنے مال کی گٹھڑیاں لیے ہماری طرف آتے دکھائی دیے۔ ہمارے قریب پہنچ کر [illegible] کسی کی طرف نہ دیکھ کر آگے بڑھ گئے۔ پھر مجھے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے محسوس ہونے لگا کہ اب صحرا میں سناٹا ہے۔

وقت ہو گیا۔" اس نے کہا اور صحن کی طرف چل دیا۔

میں نے سورج کو ڈھلتے ہوئے دیکھا اور اٹھ کر اس کے برابر برابر چلنے لگا۔ ہم خاموشی کے ساتھ راستہ طے کرتے ہوئے صحن کے حاشیے تک گئے۔ مجھے دور پر ایک عمارت کا ہیولا نظر آیا۔ اس تک پہنچنے کے لیے ایک نسبتاً سیدھی سڑک بنا دی گئی تھی۔ سڑک پر پتھر کی [illegible] دونوں [illegible] اور ہر سمت بیچ میں خاموشی [illegible] پھیلی گئی تھی۔ سڑک دونوں کناروں پر اتنی ڈھلوان تھی کہ اس پر جمع ہونے والی ریت دیواروں کے بیچ خالی [illegible] باہر گر رہی تھی جیسے شہر کی برساتی [illegible] مکانات ہیں۔ ہم اس سڑک کو بھی خاموشی کے ساتھ طے کرتے رہے۔ [illegible] اب نظر نہیں آ رہا تھا اور سڑک رفتہ رفتہ بلند ہوتی جا رہی تھی یہاں تک کہ اس کا حصہ ایک اونچے چبوترے کی سیڑھیوں پر ختم ہو گیا۔ ہم سیڑھیاں چڑھ کر چبوترے پر پہنچے۔ چبوترے کی دوسری جانب ویسی ہی ایک سڑک نشیب کی طرف جا رہی تھی۔ اس سیدھی سڑک پر بہت آگے جہاں اس کی دونوں دیواریں قریب قریب ملتی ہوئی نظر آ رہی تھیں، مقبرہ اس کے وسط میں حائل تھا [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ سڑک ایک نوک کی طرح سے چیرتی ہوئی صحن کے آخر تک پہنچ گئی ہے۔

میں پھر تھک گیا تھا۔ صحن کی ہوا کے گرد [illegible] کو بڑھا رہی تھی لیکن اس قریب آتی ہوئی شام کی خنکی بھی شامل ہونے لگی تھی۔ اس نے بھی [illegible] کچھ دیر چبوترے پر [illegible] کا فیصلہ کیا۔ چبوترے کا [illegible] سنگی فرش گرم تھا پھر بھی میں اس پر بیٹھ گیا۔ اتنی فاصلے سے مقبرے کی عمارت میں مجھے کوئی نمایاں بات محسوس نہیں ہوئی۔ اس کی [illegible] چھت پر ڈھلتے ہوئے سورج کی روشنی پڑ رہی تھی۔ میں نے کہا

"اس کی چھت..."

"ہاں ہاں۔" میں [illegible] بولا۔ "صرف دور سے نظر آتی ہے۔

قریب چل کر دیکھیں۔"

"نہیں۔" اس نے کہا۔ "جب تک نگران نہ [illegible]۔"

نگران کے انتظار میں ہم کو سنگی فرش پر کچھ دیر اور بیٹھنا پڑا۔ [illegible] کہ وہ اس سڑک سے آ رہا ہے جس سے ہم آئے تھے [illegible] ہم نے پیچھے سے گھوم کر اسے دیکھا۔ وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا چبوترے پر چڑھا [illegible] سامنے جھک کر [illegible] سے پیچھے مڑ کر ہمارے آگے چلنے لگا۔ چبوترے سے مقبرے کا فاصلہ [illegible] سے کم تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم اس کے پھاٹک کے سامنے کھڑے تھے۔ یہاں پہنچ کر نگران نے [illegible] شروع کیا۔ [illegible] کی پہچان [illegible] پتھر [illegible] ہر طرف [illegible] اس طرح بیان کیا جیسے مجھے مقبرہ نہیں دکھا رہا ہو۔ کہیں کہیں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا کہ میں اس کا لکھا ہوا سبق نہیں رہا ہوں بلکہ یہ لکھا ہوا پڑھ رہا ہوں۔

بیان ختم کرنے کے بعد نگران چبوترے کی سمت بڑھا تھا کہ میں نے اس کے سامنے پر [illegible]

تم نے سب کچھ بتا دیا ہے؟" میں نے کہا۔ "لیکن میں اسے دیکھنا بھی چاہتا ہوں۔"

پھر میں پھاٹک کے اندر داخل ہو گیا۔ مجھے ہر طرف دیواروں ہی دیواریں نظر آئیں۔ اونچی نیچی دیواریں مختلف زاویوں سے ایک دوسرے کے قریب آتیں پھر دور ہو جاتیں۔ سب سے اونچی دیواریں سمت سے پیچھے تھیں۔ یہ نیم دائرے کی شکل میں نہایت گنجان تھیں اور میں دور سے چھت کا فریب دیتی تھیں۔ دیواروں کی کثرت سے [illegible] کچھ اس وجہ سے کہ سورج ڈھل چکا تھا، مقبرے کے اندر اندھیرا اندھیرا سا تھا [illegible] پر چھت کا نہ ہونا محسوس نہیں ہوتا تھا۔ دیواروں کے بیچ ادھر ادھر گھومتی ہوئی راہ داریوں کی بھول بھلیاں سی بنا دی گئی تھی جس کے وسط کا پتہ لگانا مشکل تھا۔ اور جب میں نے باہر نکلنا چاہا تو مجھے راستہ نہیں ملا۔ شاید میں نے لوگ دور دور سے مقبرے کو دیکھنے آتے تھے۔ میں دیر تک ان راہ داریوں میں بھٹکتا پھرا یہاں تک کہ نگران مجھے ڈھونڈتا ہوا آ پہنچا۔

کچھ دیر بعد ہم پھر اسی چبوترے پر تھے۔ میں نے نگران سے کہا

"مجھے کچھ اور بھی معلوم کرنا ہے۔"

وہ کچھ پریشان سا نظر آنے لگا۔

"میں نے شروع سے آخر تک سب بتا دیا ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"تم نے اسے شروع سے آخر تک سب دیکھا ہے؟"

وہ خاموش رہا۔

"اسے بنانے میں صرف شہر کے لوگوں سے کام لیا گیا تھا؟" میں نے پوچھا۔

[illegible]

[illegible] وہ مقبرہ بنا رہے ہیں؟"

"مقبرہ [illegible] پہلے ہی بنا دیا گیا ہے۔"

"[illegible] وہ سلطان کا مقبرہ بنا رہے ہیں۔"

وہ پھر چپ رہا اور پہلے سے زیادہ پریشان نظر آنے لگا۔

"مقبرے کے لیے جگہ کس نے مقرر کی تھی؟"

"سلطان نے۔"

"پتھر کہاں سے آیا؟"

"تم جانتے ہو، مقبروں والی وادی کے پار جو پہاڑوں کا سلسلہ ہے..."

"وہاں سے لایا گیا تھا۔ مگر کس عمارت کے لیے؟"

"وہ مقبرے میں لگایا گیا ہے۔"

"مقبرہ ٹھیک اس جگہ پر ہے جہاں صحرائی مہم والا قلعہ تھا۔ قلعے میں کوئی سا پتھر

"اس نے قدرے حیرت سے میری طرف دیکھا اور بولا
"مجھے مقبرے کی جاں بخشی کا حکم ہوا ہے۔ اللہ میں نے نہیں دیکھا۔"
"سے کو جو کیا تھا؟" میں نے اس کو بتایا۔
سگریٹ خاموش کھڑا رہا۔ میں نے مقبرے کی طرف جاتی ہوئی سڑک کو دیکھا پھر شہر میں کی طرف سڑک کو۔ دونوں سڑکیں ایک سی تھیں بلکہ اگر چبوترہ نہ ہوتا تو وہ ایک ہی سڑک تھی۔
"یہ چبوترہ؟" میں نے چبوترے کی خوبصورت ترشی ہوئی سفید [illegible] کو دیکھ کر پوچھا
"یہ چبوترہ کس نے بنایا گیا ہے؟"
"[illegible]" اس نے جواب دیا۔
"اس کے بعد؟"
"معلوم نہیں" اس نے کہا۔
"اس نے سمجھ لیا ہے؟"
"[illegible]"
"اس کی جگہ بھی سلطان ہی نے مقرر کی تھی؟"
"نہیں سلطان کے دربار میں سے کسی نے" وہ بولا۔ "مگر سلطان ہی کے حکم سے۔"
"ہے" میں نے بھی کہا۔
وہ [illegible] سورج کی طرف دیکھ رہا تھا۔ [illegible] سوال کیا
"یہ سب کیوں ضروری نہیں ہے کہ مقبرے میں لوگوں کو [illegible] ہو ہے؟"
[illegible]
[illegible]
[illegible] پھر وہ میرے سامنے کی طرف [illegible] بولا [illegible]
[illegible] سمجھ نہیں آ رہی ہو گی۔
وہ چبوترے سے شہر کی طرف والی سڑک پر [illegible]
[illegible] سڑک کے دونوں کنارے پر [illegible]
[illegible]
سورج کی روشنی میں [illegible] کی طرح چمکتے نظر آئے۔
[illegible] یاد دلا دیا تھا۔ [illegible]
غور سے دیکھا۔ [illegible] میں نے [illegible] سے پوچھا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اس نے کئی مقبروں کے نام گنائے۔
"اور تاریخ؟"
"صرف ایک، صحرائی مہم کی تاریخ۔"
مجھے تو صحرائی مہم کی رسوائی والا مورخ یاد آیا۔ وہ میرا واحد شخص تھا، مجھے جس کی آواز یاد تھی اور یہ بھی کہ جب وہ ہنستا تھا تو اس کی سسکیوں ایسی آواز بند ہو جاتی تھی۔
"تم نے کیا تھا کہ مورخ مر گیا ہے؟" میں نے پوچھا۔
"ہاں، صحرائی مہم کی تاریخ سلطان کو پسند نہیں آئی تھی۔"
"لیکن وہ بہت اچھا مورخ تھا۔"
"اس نے تاریخ میں وہ سب لکھ دیا تھا جو صحرائی مہم کے واقعہ نویس نے لکھا تھا۔" اس نے
بولا، کچھ رکا پھر بولا "یہ بات اس نے اپنی صفائی میں بھی کہی تھی۔"
"صفائی میں؟" میں نے پوچھا۔ "اور اس پر الزام کیا تھا؟"
"یہی کہ اس نے تاریخ میں وہ سب لکھ دیا تھا جو واقعہ نویس نے لکھا تھا۔"
"وہ کس طرح مرا ہے؟"
"کسی درخت کے زہریلے پھل کھا کر۔"
"سلطان کے حکم سے؟"
اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے پھر پوچھا
"سلطان کے حکم سے؟"
"سلطان کے حکم سے وہ تاریخ اب میں لکھ رہا ہوں۔"
"وہ اب تمہارے پاس ہے؟"
اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"اور واقعہ نویس کا بیان بھی؟"
"واقعہ نویس کا بیان بھی۔"
"اسے ضائع نہیں کیا گیا؟"
"کیا جائے گا، جب میں تاریخ لکھ کر سلطان کو پیش کر دوں گا۔ مجھے یقین دلایا گیا ہے۔"
"کہاں تک لکھ چکے ہو؟"
"صحرا میں سلطان کا پہنچنا۔۔۔"
"۔۔۔اور قلعے میں۔۔۔"
"۔۔۔وہاں کوئی قلعہ نہیں تھا۔"
میں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا، اور اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا:
"کوئی قلعہ نہیں تھا، اور قلعے میں کوئی عورت نہیں تھی۔"
میں نے اور زیادہ حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

Scanned with CamScanner

[illegible] وہ تو [illegible] میں نہیں لکھوں گا مجھے اس کا حق دیا گیا ہے"
"اس لیے یہ تمہارا فرض بھی ہے" میں نے دھیمی آواز میں کہا۔
"مگر ہم اس کی مہم کی بات کیوں کر رہے ہیں؟" اس نے کہا۔ پھر مجھے چبوترے کے سنگی فرش پر بیٹھے دیکھ کر میری طرف بڑھا اور بولا "کچھ دیر میں یہاں اندھیرا ہو جائے گا۔"

"میں یہیں رہوں گا" میں نے کہا۔ "شاید یہاں مجھے صبح ہو جائے۔"
"[illegible] شروع کر دو گے؟"
"نہیں، [illegible] مجھ کو ملی ہے" میں نے کہا پھر اسے بتایا "[illegible] سلطان [illegible] پر ہوئی ہے۔ [illegible] سلطان کی مہم میں ہو گی اور وہ [illegible] سے جاتی رہی۔"

[illegible] اس وقت مجھے خیال نہیں رہا کہ اس کے پاس ایک [illegible] موجود ہے اور خود وہ تاریخ لکھنا شروع کر چکا ہے۔ اس نے میری بات کو سنجیدگی سے [illegible] یہاں تک وہ مجھ سے [illegible] اس نے میرے [illegible] پر بیٹھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ [illegible] سوچتا ہوں سوال؟"
"اس مقبرے کا [illegible] ہم لوگوں [illegible] ساتھ ساتھ چلیں؟"
پھر مجھے بھی اس سنائی میں کہا ہوا کہ [illegible] وہ [illegible] مقبرے کی [illegible] نے لکھا ہے
[illegible] کچھ دیر [illegible] پھر میرے کندھے پر زور دے کر [illegible] اور بولا
مجھے دیر ہو رہی ہے
[illegible] کام میرے بعد شروع ہو گا" میں نے کہا "ابھی آرام کرو"
"[illegible]" اس نے قدرے تشویش کے ساتھ کہا۔ [illegible] ہو رہی ہے
"[illegible] ہو گی" میں نے کہا۔ [illegible]
اس وقت مجھے خیال آیا [illegible] کہ مقبرے میں [illegible] رہی ہے۔
اس کے جانے کے بعد صحرا میں اندھیرا پھیلنا شروع ہوا اور میرے سامنے مقبرے کی عمارت دھندلا گئی۔ میں کئی بار [illegible] آرام سے بیٹھا [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ سامنے کوئی عمارت ہے اور اس عمارت کی [illegible] میں مجھ کو [illegible] صحرا میں ہوں۔ کچھ دیر بعد یہ عمارت ایک بہت بڑے قلعے کی طرح ہو گئی اور دیکھتے [illegible] کا تصور اسے کوئی بھی شکل دے سکتا تھا۔ میرے تصور نے اسے قلعے کی شکل دی اور دیکھتے دیکھتے مجھے اس کے برج اور فصیل نظر آنے لگی۔ شہر کی [illegible] پر سے [illegible] ہوئے صحرائی پرندوں کے پروں کی سنسناہٹ میرے قریب ہوتی ہوئی دور نکل گئی اور مجھے

سلطان کی صحرائی مہم یاد آئی۔ میں نے اسے بھلانا چاہا، لیکن یہ بے سود تھا

۲

مجھے قلعے کے مشرقی برج میں بٹھایا گیا تھا [illegible] کاغذوں کا پلندہ میرے سامنے تھا۔ سفید پتھر کا ایک خوبصورت [illegible] اسے دبائے ہوئے تھا تاکہ ہوا [illegible] ہمیشہ تیز رہتی ہے، کاغذوں کو اڑا نہ لے جائے۔ ہر کاغذ کی پیشانی پر سلطان کی سرکاری مہر [illegible] دو [illegible] سایہ کیے ہوئے ایک [illegible] ہوئے سورج کی [illegible] میں [illegible] برج میں اس وقت [illegible] سورج [illegible]
اس لیے میں ان لوگوں کو نہیں دیکھ سکا جو مجھے برج تک لا کر خاموشی سے نیچے اتر گئے [illegible] ایک ہاتھ رکھے [illegible] کہ اس کی روشنی [illegible] دیکھوں [illegible] دیکھنی ہیں قلم اس کو کاغذ پر لے آئے یہ میرے لیے آسان تھا۔ اس لیے کہ میں جو کچھ دیکھتا اور لکھتا تھا اس کو سمجھنے سمجھانے کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہوتی تھی۔ اور صحرائی مہم کے بارے میں تو مجھے کچھ بتایا بھی نہیں گیا تھا۔ اس شہر کے بازاروں میں صرف یہ سنا تھا کہ مہم شروع ہو چکی ہے اور سلطان خود بھی صحرا میں ہے۔ پھر آدھی رات کے وقت میری [illegible] اور اندھیرے ہی میں مجھے سلطانی کاغذ کے پلندے کے ساتھ مشرقی برج میں بٹھا دیا گیا۔ [illegible] برج میں [illegible] کی [illegible] عرصے چوکی [illegible] صحرا میں دور دور تک جو [illegible] ہر وہ مجھے صاف دکھائی دے۔ اس لیے میرا دماغ بالکل خالی تھا اور میں روشنی کا انتظار کر رہا تھا

[illegible] روشنی پھیلی تو مجھے اپنے سامنے قلعے کی فصیل نظر آئی جس کے پیچھے خاموش [illegible] کچھ نہ تھا۔ میرے برج اور فصیل کے درمیان ایک چھت تھی اور اس چھت پر میں نے سلطان کو کپڑوں کے ایک ڈھیر پر جھکے ہوئے دیکھا۔ وہ اسی طرح جھکا رہا [illegible] فصیل [illegible] اس نے [illegible] پر کھڑے ہو کر فصیل کے باہر [illegible] وہ چھت [illegible] ہو گیا [illegible] فولادی [illegible] پر سورج کی کرنیں پڑنے سے ستارے سے چمکتے تھے
[illegible] اس کی [illegible] کچھ کچھ [illegible] سی معلوم ہوئی۔
"صحرا میں [illegible]؟" اس نے پھر کہا اور مجھے گمان ہوا کہ وہ مجھ سے مخاطب ہے، لیکن اس وقت مجھے چھت پر کپڑوں کے ڈھیر میں حرکت نظر آئی اور میں نے [illegible] پر ایک [illegible] کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس کا چہرہ [illegible] سے چھپا ہوا تھا [illegible] اس کو صورت

خبر کی عورت میں سے۔ [illegible] لباس نے اس کے بدن کے زیادہ حصوں کو ڈھانپ رکھا تھا پھر بھی محسوس اس کی گردن اور ہاتھوں پر کچھ زیوروں کی چمک نظر آتی۔

"میں دیکھوں" اس نے سلطان کے قریب پہنچ کر کہا اور دونوں ہاتھ فصیل پر رکھ کر اس طرح زور لگایا جیسے وہ فصیل کو [illegible] بلکہ فصیل کو اپنی طرف کھینچ رہی ہو۔ سلطان کچھ دیر تک اس کی کوشش کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے عورت کے دونوں شانے پکڑ کر اسے اوپر اٹھایا اور عورت کو [illegible] اور ایک طرف [illegible] برج سے ٹکرائی اور دوسری طرف دور کہیں [illegible] سلطان نے اسے [illegible] عورت کے بال اس کی [illegible] حصوں میں الجھ گئے تھے اور وہ [illegible] میں تھی۔ سلطان نے مشکل سے [illegible] اس کے دونوں شانے پھر پکڑ لیے

"دیکھو" اس نے عورت کو اوپر اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن وہ تڑپ کر اس کی گرفت سے نکل گئی۔

"مجھے نہیں دیکھنا" وہ [illegible] اور چھت پر [illegible] کے پاس [illegible] کر بیٹھ گئی۔

کچھ دیر بعد سلطان بھی [illegible] کر اس کے قریب بیٹھ گیا اور دیر تک بیٹھا رہا۔

اس [illegible] کو دیکھ کر مجھے یہ [illegible] یاد نہیں رہا کہ میں برج میں [illegible] محسوس کر [illegible] میں چپ چاپ [illegible] دیکھتا رہا یہاں تک کہ دھوپ تیز ہو گئی اور سلطان کا چہرہ کچھ اور سرخ ہو گیا۔

"دھوپ بڑھ رہی ہے" اس نے عورت سے کہا برج کے پہلو کی طرف اشارہ کیا اور [illegible] لہجے میں بولا "ادھر چلو، چھت کے نیچے۔"

"چھت کے نیچے نہیں" عورت نے [illegible] لہجے میں جواب دیا "وہاں میں مر جاؤں گی۔" [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ سلطان یہ جواب کئی مرتبہ سن چکا ہے [illegible] کچھ کہے بغیر [illegible] فصیل تک گیا اور باہر جھانک کر پھر عورت کے پاس [illegible] گیا۔

"مجھے واپس جانا ہو گا" اس نے کہا "اور تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"

"شہر میں نہیں" عورت نے پھر اسی لہجے میں جواب دیا "وہاں گھٹ کر مر جاؤں گی۔" دھوپ [illegible] اور برج پر کی [illegible] میں گرمی [illegible] سلطان نے پھر جا کر فصیل سے باہر جھانکا اور برج کے دوسرے پہلو کی طرف [illegible] کسی کو آواز دی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" میں نے پوچھا۔ باہر کچھ ٹھیک دکھائی نہیں دیتا۔

جواب میں [illegible] سلطان کارندے کی آواز سنائی دی جس میں ہنگامی سی گونج تھی۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس نے کیا کہا۔ البتہ اس آواز نے مجھے یاد دلا دیا کہ میں سلطان کی سمراٹی مہم کا واقعہ سن رہا ہوں۔

"ابھی گھبرا نہیں کرو" سلطان نے کہا۔

کارندے نے کچھ اور کہا۔ سلطان بولا

[illegible]

کارندے کی کسی اور سوال کے جواب میں اس نے کہا:

"یادگار ہیں" اس نے عورت کی طرف مڑ کر دیکھا، "اور ثبوت بھی۔"

اس کے بعد اس کی توجہ عورت کی طرف سے قریب قریب ہٹ گئی اور وہ زیادہ تر اسی کارندے سے سوال جواب کرتا رہا۔ کارندے کی بات مجھے کبھی سنائی دیتی کبھی نہ سنائی دیتی، کبھی سمجھ میں آتی کبھی نہ آتی پھر بھی اس طرح مجھے سمراٹی مہم کی کچھ ایسی تفصیلیں معلوم ہو گئیں جن کی واقف نویسی میں اسکیں دیکھے سطروں کی طرح کر سکتا ہے اور میں نے اپنے ذہن میں ان سطروں کو ترتیب دینا بھی شروع کر دیا ہے کہ مجھے پرندوں کی [illegible] ڈال اور چھت پر سائے سے گذرتے دکھائی دیے۔ ان سایوں کے ساتھ لمبی لمبی لکیریں حرکت ہوتی تھیں۔ میں فصیل سے آگے نکل کر جو میں نے دیکھا کہ یہ صحرائی پرندوں کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں تھیں، اور ان ٹکڑیوں کا ہر پرندہ تیر سے چھوٹا ہو رہا تھا۔ سلطان نے ان کو حیرت سے دیکھا۔ مجھے بھی حیرت ہوئی۔ [illegible] کہ یہ پرندے اپنے لمبے پروں کو پھیلائے ہوئے اطمینان کی ساتھ ہوا میں تیر رہے تھے۔ سلطان نے یہ ظاہر ہے آپ سے آپ [illegible]

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سمندر کی طرف سے آ رہے ہیں۔"

لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ فصیل سے آگے نکل جانے کے بعد یہ پرندے پر پھڑپھڑا کر اور نیچے میں ہوتیں ٹکڑیاں ہوئے نیچے کو جاتے تھے۔ کوئی کوئی پرندہ اسی تیزی سے ہوتا کہ اس کی بدلی میں چھپے ہوئے تیر سے [illegible] میں ذرا سا بن جاتا۔ یہ منظر میں نے [illegible] شکاریوں میں بار بار دیکھا تھا اور اس کی ولچسپی ختم ہو گئی تھی۔

کئی اور ٹکڑیاں چھت کے اوپر سے گذریں۔ سلطان فصیل سے پیٹھ لگائے انہیں غور سے دیکھ رہا تھا جیسے پرندوں کا شمار کر رہا ہو۔ اچانک اس نے اپنی کمر سے خنجر کھینچ لیا کئی قدم آگے بڑھ گیا

"ان میں ایک بہت عجیب [illegible] رہا ہے" اس نے وہیں سے اپنے کارندے کو بتایا "اور اس کے پیر میں [illegible]"

اس وقت میں نے دیکھا کہ عورت جھکی ہوئی سلطان کے قریب آئی۔ سلطان نے اسے کھینچ کر اپنے پیچھے کر لیا اور خود بھی پیچھے کی طرف ہٹ کر خنجر تانا۔ پرندوں کی پھڑپھڑاہٹ [illegible]

[illegible]

ریت کا بادل سا تھا [illegible] آہستہ آہستہ سرکتا ہوا فصیل کے قریب آنے لگا۔ [illegible] کارندے کی [illegible] صاف سنی۔

"کچھ ہونے والا ہے" وہ کہہ رہا تھا۔ "آپ کہیں جگہ پر ٹھہرنا ٹھیک نہیں۔"

"میں یہیں رہوں گا" سلطان نے جواب دیا۔ "انہیں کہو [illegible]

کہ [illegible] اندر بھیج دی جائیں۔"

"وہ یہیں رہنا [illegible]۔"

"شاید [illegible] چاہیں۔"

"نہیں چاہیں گی" سلطان نے بڑے [illegible] کہا۔

جواب میں کارندے نے کچھ کہنا شروع [illegible] شور میں [illegible] [illegible] جگہ پر [illegible] [illegible] دونوں [illegible] خود کو [illegible] کی طرح فرش پر [illegible] [illegible] ریت [illegible] [illegible] [illegible] ریت کا بادل جو دور پر تھا فصیل سے قریب [illegible] وہ کبھی [illegible] کبھی [illegible] اور کبھی [illegible] [illegible] کی طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سر [illegible] پسند کر بولا

"[illegible] کیسا ہے؟"

کچھ دیر بعد کارندے کی [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] اسی وقت [illegible] [illegible] کارندے کی [illegible] [illegible] کچھ [illegible] [illegible] کے چہرے [illegible] پھر سلطان کی [illegible]

"[illegible] کی کلیاں [illegible]؟"

[illegible] جواب نہیں ملا [illegible] اور پھر بند ہوگئی۔

"[illegible] کیا ہو رہی ہیں؟"

[illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کی [illegible] فصیل کی [illegible]

پروں کی کلیاں بہت جلدی جلدی اُبھریں اور غائب ہونے لگیں۔

"یہ کیا حال ہوا؟" سلطان نے پکار کر پوچھا لیکن وہ شاید ایسے موقعوں پر جواب نہ پانے کا عادی تھا۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا زمین پر پڑی ہوئی عورت کے سرہانے پہنچا۔ دیر تک اُسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر جھکا اور عورت کو ایک ہاتھ میں [illegible] لٹکاتے ہوئے اٹھا۔

"سب تیرے ہے" اُس نے [illegible] ہوئی سرگوشی میں کہا "سب تیرے ہے"

اس کی سرگوشی عجیب ہوا کے شور کے باوجود سنائی دی۔ اور اُس وقت میری نظر پہلی بار عورت کی پورے کھلے ہوئے چہرے پر پڑی۔ شاید بند [illegible] کی وجہ سے وہ مجھے مری ہوئی سی معلوم ہوئی۔ سلطان اس کو لے ہوئے اُس طرف گھوما جدھر سے کارندے کی آواز آتی تھی۔

"اسے چھت کے نیچے کھینچ لو" اُس نے پوری آواز سے کہا۔

عورت کا بدن ہلکے سے تھرتھرایا۔ [illegible] اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر تک وہ ٹکٹکی کے انداز میں سلطان کے چہرے کو دیکھتی رہی۔ سلطان کی گھورتی ہوئی آنکھوں میں [illegible] [illegible] [illegible] پر کوئی اثر نہیں کیا۔ اُس نے آہستگی لیکن مضبوطی کے ساتھ خود کو سلطان کی گرفت سے چھڑایا اور ہلکے قدموں سے کارندے کی آواز کی سمت چلی۔ لیکن سلطان نے مڑ کر اُس کی آہستگی اور مضبوطی کے ساتھ اُسے پکڑ لیا اور پھر پوری [illegible] سے کہا

"رسیاں پھینکو۔"

اس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ [illegible] رسیوں کے [illegible] اس کے قدموں میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کئی۔ ریت کا بادل فصیل کے اوپر رکھا ہوا معلوم ہو رہا تھا اور بادل کے پیچھے ابھرتے اور غائب ہوتے ہوئے پروں کے کچھے صاف نظر نہیں آتے تھے۔ میں نے پھر چھت کو دیکھا۔ سلطان وہاں تب [illegible] تھا۔ ایک ہاتھ دوسرے شانے پر رکھے وہ کسی چیز کا منتظر معلوم ہوتا تھا۔

اس وقت مجھے لمحہ بھر کو وہم سا ہوا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں، لیکن اسی لمحے ہوا کا ایک تھپیڑا میرے منہ پر پڑا اور گرم ریت میری کھلی ہوئی آنکھوں میں گھس گئی۔ میں نے سر جھکا لیا [illegible] اپنی آنکھوں سے پانی بہنے دیا، یہاں تک کہ اس کے ساتھ ریت کے سارے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان [illegible] چپ چاپ کھڑا تھا۔ اُدھر کارندے کی آواز آئی، جس کے ساتھ کئی آوازیں شامل تھیں جو سلطان کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ سلطان نے ایک ہاتھ اوپر اٹھا کر [illegible] فصیل تک کیا۔ کچھ دیر تک باہر دیکھتا رہا، پھر مڑا اور بولا

"[illegible] نے [illegible]۔"

ور مجھے پھر کبھی ہوا نہ وہ مجھ سے مخاطب ہے اور چھت پر سلطان کے سوا کسی اور کو نہ دیکھ کر مجھے اب کسی یقین میں بدلتا محسوس ہوا لیکن وہ میری جانب نہیں دیکھ رہے۔

"سب حکم کے منتظر ہیں" کارندے کی آواز میں کہا۔

"واپس؟" سلطان نے جواب دیا پھر ذرا رک کر بولا "اور اسے بتا دو وہ بھی ساتھ جائے گی۔"

رسے کارندے کی ہچکچاہٹ رفتہ رفتہ دور ہوئی وہ ختم ہو گئی

سلطان نے فصیل سے پیٹھ لگا لی۔

"کس طرح؟" میں نے پوچھا۔

"گھبرا کر شاید۔"

"کیا کوئی چھت کر گری؟" میں نے پوچھا اور کئی قدم آگے بڑھ آیا۔

"جیسے ہی شک ہو رہی لیکن وہ گھبرا کر مری ہے" ان کے چہرے سے اب یہی معلوم ہوتا ہے ان کا چہرہ۔

"ہاں" سلطان نے بات کاٹ کر کہا "رات مری ہے پہلے قلعہ خالی ہو جائے۔"

"اور وہ؟"

سلطان نے دیوار کی طرف دیکھا، میرے برج کی طرف دیکھا، گردن موڑ کر فصیل کی طرف دیکھا پھر شمال کی طرف دیکھ کر بولا:

"اسے صحن میں دفن کر دو کچھ دن میں وہ پھر ریت ہو جائے گی۔"

*

ڈھلتے ہوئے سورج کی روشنی مجھے ریت کی لہروں پر دوڑتی دکھائی دی۔ مقبرہ میرے سامنے تھا۔ رات بھر صحن میں چبوترے پر بیٹھے بیٹھے میں خود اکڑ گیا تھا۔ میں نے دھوپ کو کچھ دیر ہونے کا انتظار کیا اور جب میری ہڈیاں گرم ہو گئیں تو میں نے ایک بار پھر مقبرے کو قریب سے جا کر دیکھا۔ واپسی کے راستے کو دھیان میں رکھتے ہوئے میں ان کے پھاٹک میں داخل ہوا اور ہم دائرے میں ہی ہوتی آخری دیواروں تک پہنچ گئے۔ ایک دیوار پر مجھے شک ہوا کہ اس میں اس برج کے پتھر استعمال ہوئے ہیں جس کے فرش پر مجھ کو صحرا کی سب کو وقتی حویلی کے لیے بنایا گیا تھا اور میں نے وہاں کچھ نہیں لکھا تھا۔ صحرا کی سمت کی روداد میں نے اپنے گھر کے باغ میں بیٹھ کر لکھی تھی جہاں اس وقت تک کوئی بھی سایہ دار درخت نہیں تھا اور اس روداد میں زیادہ تر ایسی باتیں تھیں جن کو میں نے آنکھوں دیکھے منظروں کی طرح بیان کیا تھا۔ مگر اس میں وہ بھی تھا جو میں نے برج میں بیٹھے بیٹھے ہر آنکھوں سے دیکھا تھا جس کی وجہ سے ایک سلطانی مورخ کو، جو میرا حاسد دشمن ہے، موقع ملا تھا۔

اور اب مجھے اس مقبرے کی تعمیر کا واقعہ لکھنا تھا جسے میں نے بنتے نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بننے کا حال مجھے سرکار نے بتایا لیکن اس کو بنتے ہوئے میں نے بھی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ مجھے ایک سلطانی مورخ اور اس کی کم عمری یاد آئی اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا مقبرے کے پھاٹک سے باہر آ گیا۔

چبوترے پر سے مقبرے کی گنبدوار چھت جو سہمی سہمی خوب صورت معلوم ہو رہی تھی میں دوسری طرف کی سڑک پر اترا۔ راستے میں مجھے لوگوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں دور دور سے مقبرے کی سیر کو آتی نظر آئیں۔ نیم صحرائی پرندوں کے جھنڈ شام کی جھاڑیوں کی طرف جا رہے تھے۔ میں کسی بھی طرف دیکھے بغیر بڑے بازار اور چھوٹے بازاروں سے ہوتا ہوا اپنے گھر میں داخل ہو گیا جہاں سلطان کا کارندہ میرا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے سلطان کی مہری کاغذوں کا بنڈل میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ ہم دونوں نے ایک ساتھ کاغذوں کو گنا اور کارندہ واپس چلا گیا۔

میں باغ میں آ کر درخت کے سائے میں بیٹھ گیا۔ کاغذوں کو ایک بار پھر گن کر میں نے ارادہ کیا کہ ابھی لکھنا شروع کر دوں۔ کچھ دیر تک سلطان کی مہری مہر پر نظریں جمائے رہا۔ تاج اور تلوار کے اوپر سایہ کرتے ہوئے پھول اس درخت سے مشابہ تھے جو صحن پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ میں لکھنے کے بجائے اس مشابہت پر غور کرنے لگا یہاں تک کہ مجھے نیند آ گئی۔

یہ سب شروع سے آخر تک میں نے سلطان کی مہری کاغذوں پر لکھا ہے جو کئی دن مجھے دیے گئے ہیں اور لے کر مجھ سے واپس لے جائیں گے۔ واقعہ نویس کا سلطانی کاغذوں کو اپنے مصرف میں لے آنا ایک بڑا جرم ہے جس کی سزا بھی سخت ہونا چاہیے۔ سلطان کو سزائیں ایجاد کرنے کا سلیقہ بھی ہے اور میں نے ان سزاؤں کی بھی واقعہ نویسی کی ہے۔ لیکن اب مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سلطان کے مقبرے کی تعمیر کا واقعہ لکھوں، اور میں سمجھتا ہوں کہ میں اس حکم کی بھی تعمیل کر دوں گا۔ اگرچہ خاص منشیوں کے دربار کی بہت سی باتوں کی طرح میں واقعہ نویسی کے قاعدے بھی بھول سا گیا ہوں۔ اپنی خاص منشی کی مدت بھی میں نہیں گنا سکتا لیکن اس ساری مدت کا حاصل چھوٹی کی شکل کا یہ درخت ہے جس کے نیچے میں [illegible] اور پھر میں نے کر بیج بو کر اگایا ہے۔ میں روز ہی دیکھ رہا ہوں۔ شاید اسی لیے اس کے سائے میں نیند آتی ہے۔

Scanned with CamScanner

Yannis Ritsos

[illegible]

[illegible]

Scanned with CamScanner

یانس رتسوس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک ملاقات کا موقع ہے

[illegible]

[illegible]

یانس رتسوس

پس خوردہ

میرے پاس کچھ نہیں اور مجھے کچھ یاد نہیں ہے لیکن تو کیا ہے

موسموں کی بدلی میں پھیکی پڑتی رنگ

کتنی بری بہاریں گی ... دوپہروں میں سمندر کی ...

یا ایک رات جب ہم نے دیا سلائی جلائی

[illegible]

بس یہی کچھ

باقی ہر چیز کو پرندوں کے ساتھ چلے جانا ہو

کاغذی رومالوں اور انگور کے پتوں کے ساتھ اڑا لے گئی

صبح

اس نے دریچے کے پٹ کھولے۔ اس نے پردے سرکائے اور شہر پر نظر ڈالی۔

ایک چڑیا نے سیدھے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ میں سب ہوں، اس نے سرگوشی کی۔

میں زندہ ہوں۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ آئینہ بھی ایک دریچہ ہے

اگر میں اس سے چھلانگ لگاؤں تو ... بازوؤں میں گر پڑوں گی

جادوگر

وہ مجھے دیکھ کر چراغ کی لو دھیمی کر دیتا ہے، کرسیوں کو چھوٹے میز تک کھسکا دیتا ہے

پھر ہاتھ کی ایک طویل حرکت سے وہ کار کے پیچھے سے تاش کے سب پتّے نکالتا ہے
ڈر کو مسکرا دینے والا ایک سبز ستارہ
چمچے کے پیچھے سے پانی کے گلاس میں گھولتا ہے پانی اور چمکتا ہی جاتا ہے
وہ شفاف ہو جاتا ہے، اس کے سینے کے اندر ایک سنہرا مچھلی سی کوئی دکھائی دینے لگتی ہے
سب تھک کر وہ صوفے پر بیٹھ جاتا ہے اور آنکھیں بند کر لیتا ہے
[illegible]
دو ڈیوٹیکل پرزوں کو ساتھ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

سمندر

وہ سیڑھی اتر کر پانی میں بیٹھے سمندر کو دیکھ رہے تھے
ایک سمندر کی سطح کو دیکھ رہا تھا، دوسرا [illegible]
[illegible] وہ بہت گہرے سمندر میں تھا۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] وہ ایک ڈوبے ہوئے جہاز کو تلاش کر رہا تھا۔
[illegible]
"ڈوب گیا؟" ایک نے پوچھا۔ دوسرے نے کہا "ڈوب گیا"
میں سمندر کی تہہ میں سے خاموشی سے دیکھ رہا تھا
جیسے کوئی ڈوبے ہوئے لوگوں کو دیکھتا ہے

ہوا

کھڑکی کے سامنے سورج مکھی کے بڑے بڑے پھول
[illegible]
[illegible]
اس کے چہرے پر [illegible] روشنی [illegible] سورج مکھی کے پھول [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کر کھڑکی بند کر دیتی ہے

منظر

وہ ساحل پر بالکل برہنہ کھڑا ہے
آسمان اس کے بالوں کو چومتا ہے، زمین قدموں کو
ڈوبتے سورج نے اس کے سینے کی چوڑائی پر
ایک سرخ ربن باندھ دیا ہے
جس کا سرا اس کے پتلے گھٹنے تک لٹک رہا ہے

اپنے شغل میں تنہا

ساری رات وہ سفر کرتا رہا خوف زدہ
اپنے گھوڑے کی پسلیوں میں مہمیز [illegible]
اسے بتایا گیا تھا، وہاں اس کا انتظار کیا جا رہا ہے اسے لازماً پہنچنا تھا۔
یہ بہت ضروری تھا۔ صبح کے وقت جب وہاں پہنچا
تو کوئی اس کا انتظار نہیں کر رہا تھا۔ کوئی نہیں تھا۔
اس نے اردگرد دیکھا سوئے مکان، بند دروازے
وہ سو رہے تھے
اس نے اپنے پہلو میں اپنے گھوڑے کو ہانپتے ہوئے سنا۔ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔
پسلیاں زخمی تھیں اور پیٹھ چھل گئی تھی۔
اس نے اپنے گھوڑے کی گردن میں بانہیں ڈال دیں اور رونے لگا۔
گھوڑے کی بڑی بڑی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھیں دو ستاروں کی طرح تھیں،
اس کے بہت قریب، بہت دور
بارش کی ایک لینڈسکیپ میں۔

تقریباً

اس نے دونوں ہاتھوں میں عجیب بےجوڑ چیزیں چن چن کر اٹھا رکھی ہیں:
ایک پتھر، چھت کی ٹائل کا ایک ٹکڑا [illegible]
سامنے والی دیوار کی ایک زنگیائی ہوئی کیل
کھڑکی کے راستے اڑ کر آیا ہوا ایک پتا
پانی دیے ہوئے گملے سے ٹپکتے قطرے

Scanned with CamScanner

ایک تنکا، جو ہوا نے کل تمھارے بالوں میں لا اٹکایا تھا
[illegible] کہ وہ اُس کو یقیناً ایک درخت بنانا چاہے
[illegible]
[illegible] دیکھو سمجھے ہو

سپردگی

اس نے کھڑکی کھولی، ہوا کا سرد جھونکا کمرے میں در آیا
[illegible]
اس نے کھڑکی بند کی [illegible] دوہری ہو کے
بستر پر گر کر اس کو تکیہ لگے، اس نے پھر منہ چھپا لیا
اور خاموشی سے رونے لگی

ایک سمندر آدمی کی نظم

[illegible]
اور دھوپ میں سوکھ کر چٹانیں سخت ہو رہی ہیں
پرندے جھنڈوں سے ایک ستمبر کو منہ کر کے میرے جسم پر آ جاتے ہیں
[illegible] پروں کی سنسناہٹ میں میٹھا گورا گھر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جنبی حِطوں میں

[illegible]
[illegible]
[illegible]

Scanned with CamScanner

مگر وہ خود؟
ایک شاخ جھیل کا عکس ہے [illegible] رہا ہے
گلابی جھیل، سہرے تاروں والی
وہاں اُدھر [illegible] اور کچھ جھوڑ دیے ہیں
اب وہ یوں پوچھے [illegible] کس طرح کھڑا رہا؟
اور اب وہ کس طرح ایک [illegible] میں آ جائے؟

احساس کی پرتیں

گلابی نارنجی سورج ڈوب چکا۔ سمندر تاریک۔ گہرا سبز۔ بہت دور ایک کشتی
ایک سیاہ، ہلتا ہوا نشان، کوئی ہی جگہ سے اٹھا اور چلایا، "کشتی! کشتی!"
کچھ لمحوں میں سب نے اپنی کرسیاں چھوڑ دیں اور دیکھا
واقعی ایک کشتی تھی۔
[illegible]
خجل ہو کر مجھے دیکھنے لگا اور دھیمی آواز میں بولا،
[illegible]

رشتہ

اس نے کہا، لنگر!
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور جانا کہ اس کی زنجیر چھت کی پار سیدھی اوپر بڑھتی چلی گئی ہے
اور اس کے سر سے بہت اوپر کسی پرسکون سطح پر
ایک بڑی سی اندھیری کشتی کو تھامے ہوئے ہے۔
کشتی کی بتیاں بجھی ہوئی تھیں
[illegible]
[illegible]
[illegible] موسیقی کو سنتا رہا
جو چاندنی اور سمندر میں سے گزر کر اس تک پہنچ رہی تھی۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کوزہ گر

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ضرورت

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

احتیاط

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پانیرس کے قیدیوں کا ٹرانسپورٹ سیکشن

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Scanned with CamScanner

منظر

[illegible]

سرئے موت کا منظر

[illegible]

مشکوک

[illegible]

وہی رات

[illegible]

تلاشی

[illegible]

Scanned with CamScanner

[illegible]

لیٹنے سے پہلے

[illegible]

چہرہ یا مجسمہ

[illegible]

[illegible]

دستک

[illegible]

Antoni Shammas

انطون شماس

انطون شماس کی یہ تحریر دراصل ایک لیکچر ہے جو انھوں نے ۵ مارچ ۱۹۹۰ کی شب وسکانسن یونیورسٹی کی میڈیسن کیمپس پر دیا۔ [illegible] لیکچر کا ایک حصہ ہم یہاں پیش کر رہے ہیں [illegible] اس بات کی وضاحت ہو جاتی کہ ایک اوسط درجے کا جدید عبرانی ناول ایک اوسط درجے کی عربی ناول سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ "عربی ناول" کی جگہ اگر "اردو ناول" رکھ دیں تو [illegible] ہو کیا کوئی بڑا سب جوڑا فرق پڑ جاتے گا؟

اس لیکچر کے بعض اور مطالب بھی ہمیں کافی جانے محسوس ہوئے، مثلاً یہ کہ کسی کہانی کا انحصار "حافظے" پر ہوتا ہے اور فکشن کا "تخلیق" پر کہ ناول خود کی شمولیت میں جنم لیتا ہے کہ جدید ادب کی اصل "روایت" (orality) سے "خواندگی" (literacy) کی طرف حرکت [illegible] کوئی جس کی روشن ترین مثال [illegible] کتاب الف لیلہ و لیلہ ہے۔ آج بھی [illegible] [illegible] کے خیالات کی بازگشت [illegible] "الف لیلہ" کے بارے میں [illegible] کا احساس [illegible] یہ براہ راست یا کم از کم [illegible] کارلوس فوینتس اور میلان کنڈیرا کی بجائے [illegible] صاحب [illegible] کا شکار [illegible] شروع کر دیں اور [illegible] وغیرہ کے نام اضافہ کر کے بھی جا سکتے ہیں۔)

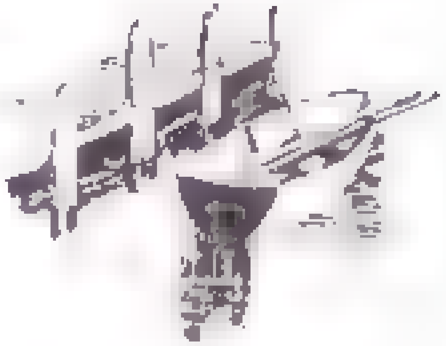

Scanned with CamScanner

ہوتا ہے اور یہ کہ میں نے انتظار حسین کی بعض تحریروں کی تلاش بھی ہوئی ہے جس میں ان کو ترجمہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کی صحیح ماخذ پر جب میں نے خطوط میں یہ ارادہ کا ذکر کیا تو انہوں نے بہ خوشی اجازت دے دی۔

انطون شماس ۱۹۵۰ میں فسوطہ، الجلیل (اسرائیل) میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک فلسطینی، اسرائیلی ادیب ہیں جو عبرانی میں اپنی بیشتر تخلیقات لکھتے ہیں جس سے عربی۔

انہوں نے ہیبرو یونیورسٹی (یروشلم) میں عربی اور انگریزی زبان اور ادبیات اور آرٹ ہسٹری کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۷۰ سے ۱۹۷۴ تک یروشلم سے نکلنے والے عربی کے ادبی ماہنامے "الشرق" کے شریک مدیر رہے۔ ۱۹۷۰ سے ۱۹۸۹ تک اسرائیلی ٹی وی (یروشلم) میں عربی کے ادبی پروگراموں کے پروڈیوسر رہے۔ ۱۹۸۲ سے ۱۹۸۸ تک فری لانس صحافی اور ہفت وار کالم نویس کی حیثیت سے عبرانی کے اخبار "کول حاعیر" (یروشلم) اور "حاعیر" (تل ابیب) سے منسلک رہے۔ ۱۹۸۱ کی خزاں اور ۱۹۸۲ کے سرما میں [illegible] جہاں آئیووا یونیورسٹی کے انٹرنیشنل رائٹنگ پروگرام سے منسلک رہے [illegible] ۱۹۸۷ - ۱۹۸۸ کے تعلیمی سال یونیورسٹی آف مشی گن کی درسگاہ مشرق قریبہ کی مرکز میں [illegible] کی حیثیت سے [illegible] انسٹیٹیوٹ آف [illegible] کی حیثیت سے اور ۱۹۸۹ کے تعلیمی سال کے [illegible] یونیورسٹی آف مشی گن، اور ان سات مشرقِ قریب کی شعبے میں ایسوسی ایٹ پروفیسر رہے۔

انطون شماس کی اب تک تین شعری مجموعے چھپ چکے ہیں: "اسیر الغشی و نوم" جو عربی [illegible] ہے اور ۱۹۷۴ میں شائع ہوا اور "گرفتہ گشتہ" اور "شیطان [illegible]" جو عبرانی میں ہیں اور علی الترتیب ۱۹۷۴ اور ۱۹۷۹ میں شائع ہوئے۔ ان کے علاوہ انطون نے عبرانی میں ایک کتاب بچوں کے لیے بھی لکھی ہے۔

مغرب، بالخصوص امریکہ میں انطون شماس کی شہرت کا دارومدار ان کے عبرانی ناول "[illegible]" (مطبوعہ ۱۹۸۶) کے انگریزی ترجمے پر ہے جو ہارپر اینڈ رو نے ۱۹۸۸ میں نیویارک سے [illegible] کی ہمراہی کی سمت شائع کیا ہے۔ [illegible] چھوٹا موٹا شاہکار تصور کیا جاتا ہے (چھوٹا ...

[illegible] ان کے ادبی کارناموں کی صحیح قدروقیمت [illegible] سے متعلق [illegible] کوئی گرج سے زیادہ اس نسل کے معتبروں کی سب مشکل روشنی ہے جس سے سکتا ہے جو وقت کی گذر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہوئی [illegible]۔

انطون شماس نے [illegible] ماحول اور [illegible] اور بعض دوسرے ادیبوں کی نگارشات کا عربی اور عبرانی میں ترجمہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں ان کی بہت سی متفرق تحریریں مثلاً جیسے ادبی تبصرے، مشرقِ وسطیٰ کی معاصر سیاسی اور ثقافتی مسائل سے متعلق مضامین [illegible] رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: "گرانٹا"، "دی نیویارک ریویو آف بکس"، "حاریرز"، "لاس اینجلز ٹائمز" اور "دی نیویارک ٹائمز میگزین"۔

مضمون میں وارد ہونے والی قرآنی آیات اور حدیث کے اقتباسات کا اردو ترجمہ "القرآن الحکیم" مع ترجمہ و تفسیر از مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی (لاہور، تاج کمپنی لمیٹڈ ۱۹۵۲) اور کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہدنامہ (لاہور، بائبل سوسائٹی ۱۹۵۶) سے مستعار ہیں۔ جہاں کوئی لفظ یا فقرہ وضاحتاً بڑھانا پڑا ہے تو وہ قوسین کے اندر بڑھایا ہے جو کہ مترجم نے اپنی طرف سے اضافہ کیے ہیں۔

محمد عمر میمن

انطون شمّاس

عربی، عبرانی اور قصّہ گو کی قمیص

مجھ جیسے کسی شخص کو — جو قصہ گو ہے اور [illegible] میں ہوا تیسری دنیا سے ہے رخ خود مغرب کی طرف آیا ہو — ثقافتی منظر سے تہہ و بالا کرنے کے لیے روزمرہ کی یہ امریکی حقیقت ہی کافی ہے کہ یہاں قمیص کی گردن ہی کا نہیں بلکہ آستین کا ناپ بھی ہوتا ہے جس میں کہنی سے آگے رہ جاتی ہے۔ وہاں جہاں تک قمیصوں کا تعلق ہے، آدمی کی گردن کے ناپ تک کی سرے سے کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ بازوؤں کی پیمائش کا تو ذکر ہی کیا۔ مشرقِ وسطیٰ کی طرح، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا، بیرونی سرحدوں سے داخلی اور ماسوا سے [illegible] عربی کو ترجمے میں غرق ہونا اور چند آثار بھی کہہ رہے ہیں کہ ایک طویل مدت گذرنے کے بعد ہی کہیں جا کر نہیں، یہی آستین کے ناپ کی ہیئت شکل کی طرف متوجہ ہونے کا موقع مل سکے گا، اس شکل کی حیثیت اب جو کچھ بھی ہو۔

چند ماہ قبل رشدی سے متعلق "نیوزویک" کی کور اسٹوری کے مطالعے کے بعد یہ شاید بات کی کہاں ممکن ہے یا بلکہ یوں کہیے، قمیص کی لسّی ہے — کہ آرام و مرہ کی میں رنگ رلیاں منانے کے مترادف معلوم ہو۔ خاص طور پر اس وقت جب رشدی کی سی کچھ مشق قصہ گو ہے سال سے زیر ہو۔ چاہتا ہے کہ یہی گردن ناپ کر دکھ رہے، اور یوں بیچارے قصہ گو کی گردن کو ایک دردناک حد تک پہنا دیے ہیں، یہیں کہ قصہ گوئی کی گرم و گداز (ہرچند کہ چند روزہ اور کھردرا) تنہا سے حقیقی مرد کو ذہنی اور خارجی حقیقت کی ذبح میں (جو ختی کے بغیر عملاً رہی ہیں) اپنی گردن نکالنا تاکہ کوئی شخص پھندے کا درست ناپ معلوم کرنے کی وضاحت کی گردن کا ناپ لے جائے۔ تاہم، اگر ادبی رشدی کی حال اور اس کی تاریخ کا حسب ضرورت مطالعہ کرے تو عجب نہیں جو وہاں قدیم مشرقِ قریب (Near East) کی پسِ منظر کے طور پر اسے ایک قمیص مل جائے۔ ایک عربی اون قمیص۔

[illegible]

[illegible] mended tunic [illegible]

[illegible]

[illegible] (Muse des beaux arts) [illegible]

About suffering they were never wrong,
The Old Masters: how well they understood
Its human position; how it takes place
While someone else is eating or opening a window or just walking dully along;
How, when the aged are reverently, passionately waiting
For the miraculous birth, there always must be
Children who did not especially want it to happen, skating
On a pond at the edge of the wood:
They never forgot
That even the dreadful martyrdom must run its course
Anyhow in a corner, some untidy spot
Where the dogs go on their doggy life and the torturer's house
Scratches its innocent behind on a tree

[illegible]

Scanned with CamScanner

حال میں بہت کافی رنجہ ہے)

میں یہ قصہ آپ کو نہیں سناؤں گا اس کی دو وجہیں ہیں؛ ایک تو یہ کہ آپ میں سے سبھی یا زیادہ تر اصحاب اس سے واقف ہوں گے دوم یہ کہ خالص خود غرضانہ وجوہ کی بنا پر جو غالباً اس گفتگو کے دوران خود بخود آپ پر واضح ہو جائیں گی۔ میں فی الواقع، قصے کی بجائے آپ کی دینی اہمیت کو ترجیح دیتا ہوں، چنانچہ میں قصے کی بعض دلچسپ تفصیلات ہی کو اجاگر کرنے پر اکتفا کروں گا۔

بائبل کے بیانیے کی یہ شکل عالمانہ مطالعے سے یہ عیاں ہو چلا ہے ... اور یہ بات "کتاب پیدائش" کے بیشتر بیانیوں پر صادق آتی ہے کہ جب انیسویں صدی میں مسیح میں کسی وقت بائبل کا مرتب [illegible] (editor/redactor) سے مدون کرنے بیٹھا تو اس وقت اس کے سامنے قصے کی دو روایتیں تھیں، روایت یا ورژن "جے" اور روایت "ای" جو علی الترتیب "یہووہ" (Yahweh) اور "ایلوہیم" [illegible] کی ہے (کنگ جیمز ورژن کے مطابق) "لارڈ" (Lord) اور "گاڈ" (God) کے قائم مقام ہیں۔ صرف اسی طرح ہم مثلاً اس ابہام کی وضاحت کر سکتے ہیں جو جوزف کے پہلے شناختیوں (Ishmaelites) کے ہاتھوں فروخت ہونے اور بعد ازاں ایک سطر کے، مدیانیوں (Midianites) کے ہاتھوں پہلے تاریک گڑھے سے نکالے جانے اور بعد میں شناختیوں کو فروخت کر دیے جانے میں پایا جاتا ہے۔

دو روایتیں جو بعض قدیم مشرقی قریب میں صدیوں سے چلتی رہیں، کے بعد کاغذ پر تحریر میں آئیں (بائبل کے ریڈیکٹر کے توسط سے) اور یوں مل ملا کر یک واحد بیانیے میں مجسم ہو گئیں۔ یہ بیانیہ مناسب وقت گذرنے پر بجائے خود یک مستقل زبانی روایت بن گیا۔ ظاہری طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قصہ جوزف کا معروف متن زبانی سطح پر صدیوں زبانی طور پر روایت کردہ دو بیانیوں کا ملغوبہ [illegible] ... پڑھ کے یہ ... (بلند خواندگی) ... ایک سطح حاصل ہو گئی یعنی زبانی، یہ زبانی روایت یہی ایک مخصوص روایت میں قرآن میں راہ پا گئی۔

قرآن "سورت یوسف" (نمبر ۱۱) اسی قصے کے بیان کا اعلان خود ہی کرتی ہے: "ہم ہی ہیں کہ (قرآن کی) طرف سے آپ سے یک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں" (نحن نقص علیک احسن القصص، سورت ۱۱ آیت ۳)۔ ... جو قرآن کی عام روش سے ہٹ کر ہے یعنی قرآن بعض ... کو ایک بیانیے کی حیثیت سے ... کی دعوت دیتا ہے محض ایک ... اور واعظانہ بیان (discourse) کی حیثیت سے نہیں۔

میں یہاں اس قصے میں ... چاہتا کہ قصہ یوسف کا مصنف کون ہے ... کون؟ یعنی ... "ہم" استعمال ہوا ہے ... "ہم" کون ہے ... اور ... کی ذات سے ... (Wayne Booth) "مصنف مضمر" (implied author) ...

موسوم کرتا ہے اور یہ زیر نظر سورت کے سیاق و سباق میں، اس کے بمراد "مقدر قاری" (the Real Reader) ہے، کیوں کہ اس میں بہت سے الوہی بعض چھوٹ جانے کا احتمال ہے ... میں یہ مختصر سی عرض ... ضرور ... یہ کہوں ... کہ قرآن کا مست ہے کہ کوئی "حقیقی" مصنف اللہ کے نام کا، ضرور موجود ہے تو پھر بیانیے کی شق میں ہم بھی "حقیقی" قاری اور ہمارا شق بھی "مقدر" قاری دونوں ایک ہی ہیں ... دیگر قرآن میں یوسف کا بیانیہ صرف اس وقت عمل پذیری کا مرور ہو سکتا ہے جب اس ... ہم نہیں رکھیں۔

تھوڑا سا غور وفکر کیجیے تو پتہ چلتا ہے کہ اس بیانیے کی نسبت سے جو چند تصور ہے وہ یورپ کا پورا غلط ہے پہلے تو یہی کہ وہ دنیا جس سے تعلیق کیا تھا فعل "پڑھنا" سے جو معنی مراد نہیں تھی وہ اس معنی سے مختلف ہیں جو ہم مراد لیتے ہیں۔ قرآنی لفظ "قرأ" کا مطلب ہے "اسنانا/تلاوت کرنا"۔ کیا ہم واقعی یہ تصور بھی کر سکتے ہیں کہ ایک ایسی قوم میں جس کا دارومدار زبانی مفاہمت پر ہو ... بلند پڑھا جا رہا ہو تو ... کی نسبت ... مخصوص ... اطلاق اس چیز پر کرنے میں حق بجانب ہیں جو، مانا کہ اپنا تعارف ایک قصہ کی حیثیت سے ... کی قصہ کی تعریف ... کی جاتی ہیں وہ مختلف ہیں؟

قصہ یوسف کی جو روایت قرآن میں آئی ہے میں اس کے صرف دو پہلوؤں کی وضاحت قدرے شرح و بسط کے ساتھ کروں گا۔ پہلا پہلو کا تعلق سازباز کرنے والے بھائیوں سے ہے ... "آپس میں ... ان میں سے ایک کہنے والا ہے کہ یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ انہیں (یوسف) اندھیرے کنویں میں ڈال دو کہ انہیں کوئی راہ گیر (بعض السیارۃ) نکال لے جائے" (قرآن ۱۰:۱۲) اس کے ٹھیک اگلے بیوں بعد "اور ایک قافلہ آ نکلا سو انہوں نے اپنا سقہ بھیجا اور اس نے ... (قرآن ۱۹:۱۲)۔ یعنی ... بائبل کی روایت "ای" کا انتخاب کیا ہے ... جس میں مدیانیوں کے یوسف کو تاریک گڑھے سے نکالنے کا ذکر ہے۔

تاہم جس ترغیب دلانے والے منظر میں قرآنی روایت بڑے ماہر خط تطیف کی حامل ہے ... یوسف ... کی آستین کا ناپ لینے کا واسطہ نہیں ... جو اس کشمکش میں پھٹ جاتا ہے ... "کہ ... ۱۹)۔

صورت پیوست ہیں جب میری نظر اس تفصیل پر گئی تو سمجھ میں آیا کہ ایک مصر [illegible] کو
کی بوجہ ضعیف کارک گری لکھائی [illegible] بعد میں جا کر مصر نے دریافت کیا کہ "مدراش"
(Midrash)(۱) سے جوڑوں کے متن بیرائے میں جوہری طور پر موجود دیگر بیانیہ حکایات کا [illegible] "سیفر ہاماشال" (Sefer Hamashal) (۲) میں تھا جو
عربی مشہور مصنف کی قرون وسطیٰ کی پیداوار تھی۔ سمجھ میں آ سکتی ہے کہ قرآن یہودی روایت کی زبانی ترسیل [illegible] زیادہ قریبی تعلق ہے [illegible] جو خود قرآن ہی سے مخصوص اور زبانی یہودی روایات کو مستحکم کیا ہو (ٹھیک اسی طرح "سیفر ہاماشال" میں بائبل کی "بڑے درندے" کی بجائے قرآن "تحریر" کا ذکر کیا گیا ہے [illegible] معنی "مدراش" میں ملتی ہے وغیرہ وغیرہ)۔

یہاں پہنچ کر یعنی بائبل اور قرآن کی [illegible] اختلافات میں سے ایک کا علم ہونا [illegible]
[illegible] اور جمع قرآن [illegible] آج بھی یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ اس نسخہ مقدس کی حفظ کی ہوئی شکل پہلے تحریر شدہ آیت کی مدد سے بھی زیادہ مستند اور معتبر سمجھی جاتی ہے [illegible] سکتا ہے کہ قرآن پر کسی کو بہت زیادہ قابل اعتبار نہیں گردانا [illegible] کہ دوری حفظ و تحریر کا [illegible] ہو سکتی ہیں [illegible] کو معتبر نہیں سمجھا [illegible] سے جو حافظے میں محفوظ کیا جا چکا ہو۔ اسلام حافظے ہی کو [illegible] وجود (تحریر ۴۰) میں [illegible] روایت کی اپنی حافظے پر دوسری طرف یعنی Scriptures یعنی لکھی ہوئی [illegible] وجود لے و محض حروف کی [illegible] ہے۔

افلاطون کی [illegible] میں سقراط فیدروس [illegible] کو حروف تہجی کی ایجاد کی کہانی سناتا ہے کہ کس طرح مصر کے شہر نوقراطیس [illegible] میں تھوت (Thoth) نامی ایک مشہور قدیم دیوتا [illegible] جو [illegible] کا موجد تھا اور جس کو [illegible] حروف تہجی [illegible] "تھاموس" (Thamus) پورے مصر کا بادشاہ تھا، تھوت اس کے پاس [illegible] ایجادات دکھائیں۔ جب حروف تہجی کی باری آئی تو تھوت نے کہا "یہ مصریوں کو زیادہ عقلمند بنائے گی اور ان کے حافظے کو فروغ دے گی۔" تھاموس نے جواب دیا [illegible] جو حروف تہجی کا موجد ہو [illegible] ولادت سے ایک ایسی خصوصیت منسوب کر رہے ہو جو [illegible] دریافت [illegible] کی روح میں فراموشی کو دے گی۔ کیوں کہ وہ اپنے حافظے کو استعمال ہی نہیں کریں گے [illegible]

(۱) مدراش: تورات کی شرح، تفسیر اور تاویل [illegible]
(۲) ایک [illegible]

ہوئے حروف پر بھروسا کرنے لگیں گے۔ یہ چیز جو تم نے دریافت کی ہے یہ حافظے (memory) کی افزائش میں مدد نہیں دے گی بلکہ یادآوری کی افزائش میں، اور تم اپنے شاگردوں کو سچائی نہیں، محض اس کی مشابہت ہی عطا کرتے ہو" (فیدروس ۲۷۵)۔

"حافظے کی قدرت" اب جانتے ہی ہیں، اس چیز کی سرشت میں موجود تھی جسے "قصہ ہومری" (Homeric Question) سے موسوم کیا جاتا ہے اور جسے سو سال پہلے ملمین پیری (Milman Parry) نے [illegible] اس سوال کا ایک طرح کا [illegible] [illegible] گوئی کی [illegible] (oral) ذرائع اس پر عائد کرتی ہیں یہ عروض (متعلق بہ اوزان شعر) ضروریات ہی ہیں جو [illegible] طور پر ایسے شاعر سے جو پابند (موزوں) شعر کہے کا جزو ہو الفاظ کا انتخاب کرواتی ہیں۔ "ایلیڈ" (Iliad) اور "اوڈیسی" (Odyssey) میں استعمال ہونے والے الفاظ کا بیشتر حصہ ہی ایسا تھا جو مروجہ ترکیب (formulas) اور پہلے سے [illegible] (epithets) کا مجموعہ [illegible] مشکل اور یادگار مشکل ہونے کے عمل سے گذرنے کے بعد ہی کہیں جا کر دونوں رزمیہ داستانیں "ایلیڈ" اور "اوڈیسی" [illegible] تحریر میں لائی گئیں اور یہ اس رسم الخط میں لکھی جانے والی پہلی طویل نظمیں تھیں۔

۱۹۶۳ میں ایرک ہیولاک (Eric Havelock) نے اپنی تصنیف *A Preface to Plato* [illegible] روایت پر رہا ہو۔ علم اپنے حاصل ہو جانے کے بعد مسلسل تکرار کا محتاج بنا رہتا تھا، ورنہ محو ہو جاتا تھا، چنانچہ مقررہ اور [illegible] فکری سانچے دانش مندی اور مؤثر تعلم و نسق کے لیے [illegible] ضروری ہوتے تھے۔

یہ جاننا [illegible] کہ افلاطون کے دور میں (۴۲۷ تا ۳۴۷ قبل مسیح)، [illegible] "تحریر" کو [illegible] طور پر اپنا چکے تھے علم کی ذخیرہ اندوزی کا یہ طریقہ [illegible] حافظہ [illegible] تحریری شکل میں آ رہا تھا، یونانیوں کی [illegible] انسانی کو نسبتاً زیادہ [illegible] (original) اور مقابلتاً زیادہ تجریدی (abstract) خیال کی [illegible] ہیولاک نے ثابت کر دکھایا ہے کہ افلاطون نے شعر کو اپنی مثالی جمہوریت سے بدر کر دیا تھا تو محض اس لیے کہ وہ خود ایسی فکری [illegible] روایتی شاعروں کو مرغوب ہوا کرتے ہیں، [illegible] ہو چکے تھے جہاں تک افلاطون کا تعلق ہے [illegible] اس کا لاشعور [illegible] کر ڈالا فیدروس میں [illegible] ہم دیکھ چکے ہیں وہ [illegible] لکھائی کے سخت خلاف ہے، چنانچہ یہ علمی تاریخ میں ایک اہم [illegible] یا تقریر سے [illegible] ہوتی ہے

ہیں کہ تحریر اور تقریر کے درمیان تصادم کا یہ لمحہ عربی ادب کی تاریخ میں کہیں [illegible] [illegible] خصوصی [illegible] تو میرا خیال ہے کہ یہ وہاں ضرور [illegible] چکا ہے، مینار یا برج بابل [illegible] [illegible] کے قصے میں جس کی طرف میں جلد ہی متوجہ ہونے والا ہوں۔

مائیکل زویٹلر (Micheal Zwettler) نے اپنی معرکہ آرا تصنیف "قدیم عربی شاعری کی زبانی روایت" (The Oral Tradition of Classical Arabic Poetry) میں پیری اور لارڈ کے پیش کردہ فارمولائی یا بندھے ٹکے طرز کے نظریے کو قدیم عربی شاعری پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے جو میرے خیال میں، ایک حیثیت سے ذرا کاوش سے زیادہ [illegible] [illegible] وہی تنقیدی نظام جسے وہ ماقبل جدید (pre modern) معاشروں کے کم از کم بعض حلقوں میں شرح خواندگی میں نسبتاً زیادہ [illegible] [illegible] [illegible] لکھے ہوئے لفظ کی پرورش کی ہے جیسے قدیم ہندوستان، عرب اسلامی تمدن — انہیں تنقیدی مقاصد میں [illegible] علم اور [illegible] علم کے واسطے جن ذرائع پر خاص طور پر اعتماد کیا وہ [illegible] کرنا اور قرأت کرنا تھیں [illegible] طور پر مطالعہ کی ہوئی، سیکھی ہوئی اور زبانی دہرائی ہوئی چیزوں میں نمایاں مربی [illegible] ہیں۔ تاہم مجھے یہ بھی کہیں کہ زویٹلر کا اشارہ اس بے حد نمایاں مماثلت کی طرف ہے جو [illegible] میں جو اطلاعوں اور محمد کی شاعری سے ناخوشی کی بابت پائی جاتی ہے۔ محمد کی ناخوشی قرآن کی متعدد سورتوں سے صاف ظاہر ہے، خاص طور پر "سورت الشعرا" کی ان آیوں سے — "والشعراء یتبعہم الغاوون۔ الم تر انہم فی کل واد یہیمون۔ وانہم یقولون ما لا یفعلون" یعنی "اور رہے شاعر تو ان کی پیروی بہکے ہوئے لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ [illegible] [illegible] میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے وہ ہیں جو وہ کرتے نہیں" (قرآن، [illegible])

[illegible] اسلام میں، خاص طور پر علم القرآن اور علوم متن کی حفاظت کو وسطی حیثیت حاصل کرنے اور زبانی روایت کو پورے قرون وسطیٰ کے دوران — جزواً وقتی طور پر جزواً مستقل [illegible] کی حیثیت سے — تقدم حاصل رہا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ لکھی ہوئی کتاب کی ایک بڑی [illegible] اور [illegible] روایت بھی چلتی رہی ہے۔ زویٹلر اس طرف توجہ کرتا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] الجاحظ جیسا متشدد حمایتی بھی سیکھنے کے عمل میں زبانی روایت [illegible] [illegible] کی ضرورت کی اثبات کا بے جھجھک قائل ہے۔

میں یہاں ایک مخصوص شاعرانہ تصرف (poetic license) سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وحشی (or immortal beast) کا اطلاق کرنا ہوں تاکہ ہم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہر حصے کو سکیں یعنی قصص [illegible] [illegible] کے سبب

[illegible] صاحب اس تجربے سے یعنی قصصوں [illegible] [illegible] مضمون کے [illegible] [illegible] [illegible] اس وقت ہو [illegible] میں پہلی بار [illegible] (منٹی گی) کی ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کو دیکھ کر [illegible] میں محفوظ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]) کو دیتے ہیں۔ برقی زینے کی سواری کا لطف میں نے ایک نوعمر لڑکے کی حیثیت سے جب کی شہر میں رہنے دور ریل گاڑی کے سٹیشن میں اٹھایا تھا۔ یہ کم و بیش بیس سال پہلے کی بات ہے۔ تاہم چھپن برس سال سے یروشلم کا باشندہ ہونے کے باوجود میں اس سواری سے دوبارہ لطف اندوز نہیں ہوا ہوں۔ ڈپارٹمنٹ اسٹور میں جانے کا اتفاق ہو بھی تو وہاں میں بہشت سے بھی بہتر (elevators) کو ایسکلیٹر پر ترجیح دیتا۔

[illegible] جیسا کہ میں آگے چل کر معلوم ہونے والا تھا [illegible] کو میں پسند کرتے بچپن گرمیوں میں میری نظر رسالہ "ہارپر" Harper کی مئی کی اشاعت میں ایک بڑے ہی پرکشش اور دلکش سے جھلکتے ہوئے مضمون پر پڑی جو لفٹ اور ایسکلیٹر کے بارے میں تھا۔ اس ادبی پارے کے مصنف جیری ہیرون (Jerry Herron) تھے (جو ڈیٹرائٹ سٹی کی وین سٹیٹ یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد ہیں)۔

ایک سرنجیدہ کی طرح ہر کسی پر طاری کرتا ہے (ہیرون لکھتا ہے) ایسکلیٹر کا مقصد [illegible] (containers) اور [illegible] (conveyors) ہے یہ سوال کہ راستے کی سمت حرکت کرتا ہوا لے جاتے ہیں، اور جوں جوں یہ حرکت آگے بڑھتی جاتی ہے یہ سوال [illegible] کا مقصد [illegible] [illegible] [illegible] بڑے فطری طریقے پر ظاہر ہونے لگتا ہے [illegible] ایک ڈاور میں بلاٹ کی بتدریج ارتقا کی طرح ہے یہ عمارت لفٹ کی سواری کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کو کبھی معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ کہاں ہے وہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں کہ ہم کہاں ہیں؟ کیا اس منزل کا قصد تھا؟"

[illegible] یہ مضمون پڑھ کر خیال آیا کہ برج بابل کے قصے کا اس سے زیادہ مناسب اور [illegible] [illegible] [illegible] کیا ہو سکتا ہے "کہ بابل کے برج کی تعمیر اس پر چڑھنے بغیر ممکن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] طور پر مدعی ہے "تو شاید اس کام کی اجازت مل جاتی" یعنی اگر [illegible] پر لفٹ [illegible] کے ذریعے چڑھا جا سکتا تو کام کی اجازت مل جاتی۔ یہ الفاظ دیگر اگر [illegible] کی سیڑھیوں سے چڑھنے پڑتیں تو کام کی اجازت مل جاتی۔ ایسا لگتا ہے کہ خدا نے کیا ہو گا جیسا [illegible] اجازت لیکن کسی سے اس کا "ذکر" نہ کرنا کسی سے اوپر اور چڑھنے کسی کا "ذکر" مت کرنا۔ بہرحال، اہل بابل نے صرف یہ کہ "نام کمانے" کی خواہش میں تھے ایک خاص طور پر بزرگ و ذات کی قصہ جوانی کی بھی۔ اور یہی اسی بات کا خدائی شے کرد [illegible] [illegible] [illegible] کو محض سے زیادہ خوف تھا۔

بابل کی [illegible]، "کتاب آفرینش" کے گیارہویں باب میں نقل ہونے کے باوجود، حقیقت میں بابل کی وہ [illegible] باب ہے جس کا پس منظر قدیم مشرق قریب کی دیومالا ہے۔ یہ اُس داستان کی تکمیل کرتا ہے جو آفرینش سے شروع ہوا تھا اور سیلاب نوح سے ہوتا ہوا آگے بڑھا تھا۔ اسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا حرف موقع کب چاہیے جو بہتی سنہری بہاں انجام ہوتا ہے [illegible] ہمارا آغاز، بیابے کا مقصد، مجسمہ دیگر باتوں کی شے

کامیاب ہو جائے لیکن بُرج پر چڑھنے کے لیے برج تعمیر کرنا شرط ہے۔ [illegible] برج پر [illegible]
[illegible] کی دریعے [illegible] سکتا ہے [illegible] بابل میں [illegible]
[illegible] بابل کا حقیقی برج ہے۔

ٹھیک اسی لیے اگر برج بابل میں [illegible] جاتے تو [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] سے برج کی تعمیر کرے [illegible]
[illegible] کا فائدہ ہی کیا اگر آدمی [illegible]
[illegible] میں فرق پڑتا ہے [illegible]

[illegible] بابل سے متعلق جو [illegible] "مدرش" [illegible]
مطابق "برج بابل" کا [illegible] آج بھی دیکھا جا سکتا ہے [illegible]
[illegible] کہ اس پر حافظہ کبھی نہیں [illegible]
[illegible] برج [illegible] دیکھ [illegible]
("مدرش رباہ") (۴)۔ [illegible] بابل کا برج [illegible]
[illegible] (حروف تہجی کی ایجاد کے ساتھ) [illegible]
[illegible] کبھی [illegible] اس کا [illegible] برج بابل

عربی ادب کی ایک مشہور حکایت ہے (جو [illegible])
[illegible] (Ulrich Wickert) [illegible]
[illegible] (وفات ۸۱۴ [illegible])
[illegible] شعر [illegible]
[illegible] موضوع پر [illegible] شعر کہنے کی قدرت نہیں رکھتا ہوں) [illegible]
[illegible]
[illegible] شعر کہنے کی [illegible]
[illegible] (قصیدہ) [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حکم کی [illegible]
[illegible]
[illegible]

(یہ حکایت [illegible])

(۴) "مدرش" [illegible]
[illegible]

لیکن میرا مرنا اس قسم کے حافظے سے ہے۔

والٹر بن یامین (Walter Benjamin) اپنے مضمون "قصہ گو" (The Storyteller)
میں، جو ۱۹۳۶ میں Reflections on the works of Nikolai Leskov کے ذیلی عنوان
کے ساتھ شائع ہوا، اس بات پر اپنے غم اور مایوسی کا اظہار کرتا ہے کہ قصہ گوئی کا فن اب
ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارا سابقہ ایسے لوگوں سے کم ہی ہوتا ہے جن میں سچائی سے قصہ
گوئی کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔ اس کا سبب، جیسا کہ بن یامین نے کہا ہے، یہ ہے کہ اب
تجربے کی قدر و قیمت گھٹ گئی ہے (یاد رہے کہ یہ ذکر ۱۹۳۶ کا ہے) اور تجربات کو سننے
سنانے کی ہماری صلاحیت زائل ہوتی جا رہی ہے۔ ناول کی ارتقا اور چھاپے خانے کی ایجاد سے
قصہ گوئی کے زوال کی ابتدا ہوئی۔ کیونکہ جو بات ناول کو کہانی (story) سے، یا بلکہ زیادہ
صحیح طور پر قصے (tale) سے ممیز کرتی ہے، وہ اس کا کتاب پر ناگزیر انحصار ہے۔ جہاں
[illegible] تنہا ناول کی جائے پیدائش ہوتا ہے اور جہاں ناول نگار خود کو جمعیت سے علیحدہ کر لیتا
[illegible]
[illegible] "صلاح مشورہ" (counsel) بھی رکھتا ہے جو کوئی کارآمد شے ہوتی ہے
[illegible] دوسری طرف ناول نگار نہ خود صلاح
[illegible] صلاح مشورہ دے سکتا ہے [illegible]
منسوب کی جاتی ہیں، اس کا ماخذ پہلے سے مہیا شدہ معلومات ہوتی ہیں، اور یہ داستان قصہ گو
کی "دیانت" کے برخلاف ہوتی ہے، جو کہیں بہت دور سے، یاد کے سہارے سہارے چلی آ رہی ہے۔
بن یامین کے عقیدے کی اگر بڑی تفصیل سے تشریح کریں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ [illegible]
حافظہ اور تحریر [illegible] جو علی الترتیب قصہ گو اور ناول نگار کے اوزار ہیں۔

حافظہ، بن یامین کے مطابق، "روایت کے اس سلسلے کو خلق کرتا ہے جو واردات یا واقعے
کو ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچاتا ہے۔" یہ اس بافت کی ابتدا کرتا ہے جسے سارے
[illegible] ایک طرح دوسری طرح سے [illegible]
ہیں جیسا کہ تمام عظیم قصہ گو، خاص طور پر مشرقی قصہ گو، ہمیشہ سے یہ سہولت بسیار
دکھاتے چلے آئے ہیں۔ جس پر ہیں (حالیں خودبینی اور خود نمائی کے جذبے کی باعث) اصناف
[illegible] کے نقش و نگار
کی الٹ پھیر، باہم پیچیدگی اور آمیزش (interchanging, interlacing, interweaving)
میں یہ آسانی دکھاتے چلے آئے ہیں۔ (۳) اور جس طرح عظیم قصہ گو "الف لیلہ و لیلہ" کے
[illegible]
اپنے مضمون میں شہرزاد کا ذکر لے بیٹھتا ہے، جو شاید سب سے عظیم اور پُرگو قصہ گو تھی۔
"اس کہانیوں میں، جو کافکا ہمارے لیے چھوڑ گیا ہے"، بن یامین کے خیال میں، "جینے کا فن

(۳) اشارہ غالباً بن یامین "عربیسکس" کی طرف ہے

Scanned with CamScanner

ہم نے ایک سلسلہ شروع کیا جس کو اب تک دو سال ہو چکے ہیں جس میں ہم نے مختلف کتب کو سافٹ میں منتقل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ریختہ کی قابل تعریف ویب سائٹ سے بھی کتب کو پی ڈی ایف میں منتقل کیا۔ ہماری ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ دوستوں کے لئے نایاب و اہم کتابوں کو سافٹ میں پیش کیا جائے۔

معروف ادبی جریدے "آج" کو سافٹ میں منتقل کرنا بھی اسی کوشش کا حصہ ہے اور ادبی ذوق رکھنے والے دوستوں کے لئے ایک تحفہ

محمد ثاقب ریاض / ایڈمن بزم کتب

آپ ہمارے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں تاکہ مزید اس طرح کی شاندار کتب تک آپ کی رسائی ہو سکے

ہمارا وٹس ایپ گروپ جس کے منتظمین کے نمبر ذیل میں ہیں

گروپ میں شمولیت کے لئے:

محمد ذوالقرنین حیدر: +92-3[illegible]

محمد ثاقب ریاض: +92-344-[illegible]

Scanned with CamScanner

[illegible]

میں بصرہ میں پیدا ہوئے تھے۔ نسلی اعتبار سے دونوں ہی غیر عرب تھے: ابن المقفع ایرانی نژاد تھا اور الجاحظ افریقی (اصلاً دونوں ہی بہ قول [illegible] (Decoure) اور گوئٹری (Guattari)، ایک مستعمل "ادب صغیر" (minor literature) کی اصطلاح کا اطلاق بہ آسانی ہو سکتا ہے: "ایک صغیر ادب ایک صغیر زبان کا راشیدہ نہیں ہوتا بلکہ اُس اقلیت کا جو وہ کسی اکثریت کی زبان کے اندر رہتے ہوئے خلق کرتی ہے"۔ بہرحال یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۷۵۶ میں ابن المقفع کی کرائی ماریے کی اصل وجہ یہی تھی کہ وہ عربی زبان کو [illegible] اور [illegible] کی اصطلاح میں "اقلیم" (deterritorial) کرنے کی کوشش تھا، اور بعض میں خود ستائش تیر الجاحظ نے بھی کیا۔ اسی سیاق و سباق میں ۷۵۹ میں بصرہ میں ابن المقفع کا قتل، ناجع حدائق اندار میں ادب عربی میں خود بیانیہ کے فن کا علم ہو جاتا ہے۔ ابن المقفع نے جس بے کم و کم صرف حد تک "کلیلہ و دمنہ" میں شائستہ اور پسندیدہ عربی اسلوب کا استعمال کیا ہے اُس نادر امکان کی طرف کی مماثلگی بھی کرتا ہے جب عربی زبان اگر چاہتی تو بیانیہ کی طرف متوجہ ہو سکتی تھی۔ "کتاب کلیلہ و دمنہ" میں بیان کردہ جانوروں کی حکایتیں وہ نادر سطور ہیں جس میں ہم ادب عربی کی بیانیہ سے موافقگی کی طرف گریز کے مصری احتمالات کو پہچان سکتے ہیں۔ اور ترجمہ ہونے کے باوجود اُس ادب میں بیانیہ [illegible] کی کتاب جھلک دیکھ سکتے ہیں۔

(بدیع الزمان) الہمذانی کی کتاب "المقامات" بابت میں شخیل کو ایک امر کے طور پر استعمال کرنے والی "پہلی" عربی بیشت ہے تاہم [illegible] سو سال بعد ہی الحریری، اور اُس کے [illegible] دور کر کے رکھ دیتے ہیں۔ عربی "اسلوب" پھر سے غالب آتا ہے، اور بیانیہ کا سلسلہ خوردہ روایت میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ "الف لیلہ" کی زبانی روایت ہی ہے جو بیانیہ کے سلسلے کو زندہ رکھتی ہے۔

"الف لیلہ" کی قصہ گو نہویک کافکا کے مشہور ادبی پارے "تعمیر چین" کے معماروں اور مزدوروں کی طرح ایک دوسرے سے بے خبر نہیں تھی۔ یہ یوں محسوس کرتی تھی کہ کہیں نہ کہیں قصوں کا ایک مجموعی شیرازہ میں موجود تھا، جس سے اپنے تخیل کی شاخیں میں اس [illegible] جیسا کہ [illegible] جس طرح [illegible] میں کونیک کلیت کا [illegible] تصور کیا ہے۔ جدید عربی [illegible] میں [illegible] جائیں [illegible] پانچ سو [illegible] بعد ہی شاخی کو باقاعدہ ایجاد کرنا پڑا۔ یعنی اگر ہم ہی چاہیں سے اتفاق کریں تو [illegible] لکھ سکیں۔

دوسری طرف عرب ذہنوں کو بتا چلا کہ اب نہ اُس کا حافظ رہا ہے اور نہ اسی لیے ایسے [illegible] قصہ گوئی کی طرف بولنے سے بھی معذور ہیں۔ ۱۴۹۲ میں سقوط غرناطہ اور اندلس سے عرب [illegible] عرب شعور میں [illegible] دیگر باتوں کے، حافظے کے ختم اور "صلاح مشورے" کے زوال کا علم بھی ہے۔ گویا عرب قصہ گو روپوش ہو گیا چار سو سال کے لیے۔ وائل انیسویں صدی تک وہ جوڑ بھی روپوشی کے دور میں تھا جب سترھویں صدی کے طلوع پر مزاحمت سے اپنا "آغاز"

[illegible]

مسلم

"ناول کی جانب پیش رفت" یہ یاد رکھیں کہ یہ قول "فرد قلب ہے" جدید عربی ادب کبھی سب میں ہوتا کہ معاشرہ اُس کا خاتمہ بھی کھوتے دے رہا ہو اور اس کی [illegible] میں مبتلا نہ رہا ہو۔ سب میں اسی بعد وقت گھیرے ضرور رہتا ہے۔ یہ ایک ایسا معاشرہ ہے جو اُس سے بے وقت مکمل وفاداری اور بیعت قائم کردہ آداب شائستگی کی بجاآوری کا مطالبہ کرتا ہے تاہم ایسا معاشرہ پوشیدہ اور خوابیدہ (utopia) قصہ گوئی کی پیدائش کے بے سبب سرکار ہے۔ جب تک آپ کی قصہ گوئی چلتی رہتی ہے سننے والوں کا کبھی کال نہیں پڑتا۔ خود شہرزاد بھی بادشاہ کی اسی ہی ضرورت مند ہے جتنا بادشاہ اُس کا ہے۔ پوری ایک ہزار ایک راتوں میں جانبر ہونے کے لیے دو کی ضرورت ہوتی ہے۔ قصہ گو اور کم از کم ایک سامع۔ یہ شرطیں کہ قصہ، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ "مستقبل کو ملتوی کر سکے"۔ یہ شرط کہ سننے والے کی روح میں کرم کا کچھ نہ کچھ مادہ ضرور ہو، وہ "سنے" پر راضی ہو۔ جو مشرق قریب کے بیشتر ممالک میں، جہاں تک حکمرانوں کا تعلق ہے، بہرحال مشکل نہیں۔ مشرق قریب کی بیشتر ریاستیں، جیسا کہ شاید آپ کو معلوم ہو، مورو ہیں مثلاً شہرزاد حالت میں ہیں۔ آپ چاہیں تو سلمان رشدی سے پوچھ لیں۔

جدید عربی ناول نگار ریمیتہ ( ) کی ایک طویل اور جلیل القدر روایت سے بہت کر لکھتے ہوئے ایک "خواندہ" (erudite) قصہ گو ہے اور ساری مصیبت یہی درحقیقت ہیں یہ اُس کی [illegible] ناقص اصطلاحات ہیں جو بدہ قصہ گو [illegible] صرف بیس حفوت کی جستجو کر سکتا ہے جو ہوشی کی ہیں ہوں، بصورت دیگر اُسے یہ خود خود ہی سمجھے یہ قول ہے [illegible] (écriture-errante paradox) قبول کرنا ہوگا۔ ایک خوابیدہ قصہ گو جب قصہ گو ہر پہی کہانیاں سنتا نہیں، بلکہ اُنہیں لکھتا ہو جب قصہ کو جس نے مجنوں کے حق میں منصب کو بیچ دیا ہو۔ ایوبوسی کے معاصرین یعنی نویں یا دسویں صدی کے بغداد کی "ادب" (۵) کی روایت کے عرب لکھنے والوں سے مقابلہ کیجیے تو یہ اُس کی بالکل اُلٹ دسی صورت حال نظر آئے گی۔ "ادب" کی روایت میں لکھنے والا مثلاً الجاحظ اپنے حافظے کا اسیر تھا۔ یہ تمیزی "ادب" کے دائرے میں آنے والی کسی تحریر کو لکھنے کا مطلب تھا کہ آدمی صفحہ قرطاس پر وہ سب رقم کرتا چلا جائے جو اُس کے حافظے نے ذخیرہ کر رکھا ہے: حکایتیں، نظمیں، وغیرہ وغیرہ۔ "رسائل الجاحظ" میں کبھی کبھار تخیل کی رمق بھی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن بس یک رخی ہی۔ الجاحظ کے ہاں اگر کسی چیز کی واقعی اہمیت تھی تو بس وہ [illegible] حافظہ ہے۔ الجاحظ کی پیدائش "کتاب کلیلہ و دمنہ" کے مستند مترجم ابن المقفع کی پیدائش سال کی

(۵) "ادب" یہاں محدود اصطلاحی معنوں میں مستعمل ہوا ہے اور اس سے مراد دور عباسی کی [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کی حکایاتی بیانیوں کے عربی تراجم سے ہے

طرح سے ساخت کی ہے کہ کوئی کا بہت پرپیچ صورت جس میں تجدید (pulsing)

بیروک (Baroque) طرز کے پیانو موسیقی کے کسی پارے کی طرح بائیں ہاتھ عام طور پر ایک مرکزی اور مرتب بحث میں مبتلا کرتا ہے جو بار بار اسی بحث کو ہو کر لیتا ہے ۔ ایک بنیادی کہانی سے اور دائیں ہاتھ کو ایک ثانوی لے کی سنگت کو ادا کریں، پھر مدھم/بجھے سر کی طرف پلٹیں اور فوراً بعد ہی اس سے گریز کرتے ہوئے آگے بڑھ جانے دیتا ہے (٦)۔ انیسویں صدی کی عربی نہضت جدید (النہضہ Renaissance) میں جب عربی نثر بار دیگر ایجاد کی گئی تو عرب الیوتی نے (جیسا کہ الیاس خوری نے جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں، عرب ماہکی درست اشارہ کیا ہے) جس روایت کا تعاقب کیا وہ شعرا کی منظم منطق مجبورہ روایت تھی نہ کہ عظیم عرب فلسفیوں کی تکلفرانی، مقابلتاً زیادہ تجرید ہے۔ تاہم ممکنا زیادہ مجبوری ور مرتب روایت نہ وہی فلسفی بہت جن کے دماغ قرون وسطی کی تمام مدت کی دوران یونانی فلسفے کے عربی ترجمے تیار کرنے کے مسئلہ سے الجھے ہوئے تھے۔

اس کے برخلاف جدید عبرانی ادیب کو عبرانی روایت سے شدید رشتہ جوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس کی زبان ایک مکمل جامع والی زبان ہے لکھنا جس ولا رسم الخط ہے (٧) میرا وجہ ہے کہ گذشتہ صدی میں عبرانی نثر کی ایجاد ہر ایک عظیم معجزہ ہے۔ مثلاً یہ ہوا کہ یہ معجزہ بھلا کیوں تنہا عبرانی ادیب خود ہی کی تنہائی/ خلوت سے جڑا ہو سکتا تھا۔ یعنی ایک ایسی چیز ہے جو پچھلے دو ہزار سال کی یہودیوں کے ذریعے حاصل کی گئی تھی۔ یہ یہودیوں ماہر سیاسی، وہ معجزہ جو جس سے عربی زبان محروم ہے اس کی زبان کی حیثیت سے میں گزرتے ہوئے اس میں جو جگہ ہی وضاحت نہیں ہے میں کہ ایک وسط درجے کا جدید عبرانی ناول ایک وسط درجے کے جدید عربی ناول سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

اور طرف یہ کہ جدید عبرانی ناولوں میں کا بہترین ناول "رحروری قریبی" (Anton Shammas) Arabesques جو ١٩٨٥ میں عبرانی میں (اور Vivian Eden نے ترجمہ کیا ہے) جس کا مصنف فلسطینی نسل کا Anton Shammas ہے۔

اس بات کی بنیاد تو خود ناول کا عبرانی نام ہے "رحروری عواریم" جس کا مطلب عرب ہے۔

(٦) اس متن کی ترجمہ کی شوریدہ سری اور لرکپرابت بالکل ظاہر ہے، انگریزی متن دیکھیے

"Adopting the perhaps the art of storytelling of the Thousand and One Nights, in which, as in a Baroque piano piece, the left hand

in first the right hand carry out the melody of a subsidiary tale and then return to leave it again with another melody."

(٧) اسی واسطے یہودیوں کو اہل کتاب کہا جاتا ہے۔

حرف، مذکرہ یا یاد دلانے والی چیز (memorandum) سکتا ہے

اخر، اس دفتر مشترکہ کو سمیٹتے ہوئے، مجھے مندرجہ ذیل کہانی کی بازخوانی کی جرات دیجیے، جو والٹر بن یامن نے کافکا پر اپنے مزے ہی دل موہ لینے والے مضمون میں حکایت کی ہے۔

ایک حسیدی (٨) گاؤں میں یوم السبت کی ایک شام کچھ یہودی ایک مفلوک سی سرائے میں بیٹھے تھے۔ سب کے سب مقامی باشندے تھے، سوا ایک شخص کے جس سے کوئی بھی واقف نہ تھا۔ یہ ایک مفلس اور خستہ حال آدمی تھا جو کمرے کے پچھلے حصے میں ایک تاریک سے کونے میں اکڑوں بیٹھا تھا۔ حاضرین سے دنیا جہان کی باتیں کیں۔ پھر یہ تصور ہوا کہ ہر شخص بتلائے کہ اگر اس کی خواہش پوری ہو سکے تو وہ کس چیز کی خواہش کرے گا۔ ایک آدمی نے روپے پیسے کی خواہش کی، دوسرے نے داماد کی، ایک تیسرے نے بڑھئی کے کام کرنے کی میز کی اور یوں ہر شخص نے باری باری اپنی تمنا کا اظہار کیا۔ جب سب ختم کر چکے تو بس کونے میں بیٹھا ہوا وہ حقیر فقیر سا اجنبی ہی بچ رہا تھا۔ اس نے بادل ناخواستہ اور ہچکچاتے ہوئے سوال کا جواب یوں دیا "میری خواہش ہے کہ میں ایک زبردست بادشاہ ہوتا جو ایک بہت بڑے ملک پر حکمرانی کر رہا ہوتا۔ پھر ایک رات، جب میں اپنے محل میں محو خواب ہوتا، ایک دشمن میرے ملک پر حملہ آور ہوتا، صبح ہونے تک اس کے گھڑ سوار محل میں گھس آتے اور انہیں کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا ہوتا۔ میں جب نیند سے بیدار ہوتا تو میرے پاس اتنی مہلت بھی نہ ہوتی کہ کپڑے ہی پہن لوں۔ اور مجھے محض شب خوابی کے لباس ہی میں فرار ہونا پڑتا۔ پہاڑوں، وادیوں اور جنگلوں سے دن رات ہوتا ہوا میں انتہائی کٹھن صحیح سالم ٹھیک اسی کونے میں اس بنچ پر آ پہنچتا۔ میری خواہش تو بس یہی سی ہے۔"

سب لوگوں نے تکتے ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا

"آخر اس خواہش سے تمہیں کیا فائدہ پہنچتا؟" کسی نے پوچھا۔

"میرے پاس ایک قمیص ہوتی۔" جواب تھا۔

انگریزی سے ترجمہ: محمد عمر میمن

٨۔ حسیدی یہودیوں کی ایک فرقے کا نام ہے جو دوسری صدی عیسوی کا آغاز سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ مذہبی امور کی پابندی اور مذہبی آداب و رسوم کی ادائیگی میں غلو سے کام لیتا تھا۔

اسما راجا

معلم

تمہارا دل صاف شیشہ ہے
تمہارے خوبصورت ہاتھوں کی طرح
اور تمہارا ذہن بھی ملبوس ریشم کی طرح
تم رستے پر سنگِ میل جیسے ہو
اور جیرسیوں کو جل پانی سے بچا لیتے ہو
ہر جنازے کو کندھا دیتے ہو
مگر مُردوں پر ماتم نہیں کرتے
تم لوگوں کو بھی فلسفیانہ موشگافیوں سے مرعوب کر دیتے ہو
اور کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی مرکز پر گھومتے ہو
تم بھی دنیا کی عظیم ہستی محض تصور کرتے ہو
اور ان کی قیدوں میں لوگوں کو بھی قید رکھتے ہو
پھر ایک دن ایسا آتا ہے
جب تمہارا پھیکا ہوا بدن
کہ سوچیں نہ تھیں

کی نظموں کا مجموعہ
برج خموشاں

محمد عمر میمن

Scanned with CamScanner

سزا محبت

... زمین پر گرا دیا

... ایک موٹا رسہ اس کے گلے میں ڈال کر پھندے سے لٹکا دیا

وہ ... اسے مرتا ہوا دیکھنے لگی

... مگر ... پیچھا نہیں چھوڑ

Scanned with CamScanner

آج

مدیر: اجمل کمال

آج کی کتابیں

اندرونِ ملک

چار شماروں کی قیمت: ۱۰۰ روپے

بیرونِ ملک

امریکہ اور کینیڈا کے لیے

چار شماروں کی قیمت (بشمول ہوائی ڈاک خرچ وغیرہ): ۲۰ امریکی ڈالر

بھیجنے کا پتا:

Prof. Muhammad Umar Memon
54 7 Regent Street
Madison, Wisconsin 53705
U.S.A.

انگلینڈ اور باقی ممالک کے لیے

چار شماروں کی قیمت (بشمول ہوائی ڈاک خرچ وغیرہ): ۱۵ پاؤنڈ

بھیجنے کا پتا:

Ms. Shahana [illegible]
52 Queen's Road
Wimbledon
London SW19 8LY
England

آج

جون ۱۹۸۹

[illegible] — [illegible] — اسد محمد خاں

محمد خالد اختر — [illegible] — [illegible]

افضال احمد سید — ذیشان ساحل — [illegible]

[illegible] — نیر مسعود — [illegible] — [illegible]

ستمبر ۱۹۸۹

[illegible] — [illegible] — [illegible]

مظفر علی سید — فہمیدہ ریاض — عذرا عباس

[illegible] — محمد سلیم الرحمٰن — کرم اللہ

اپریل ۱۹۹۰

[illegible] — [illegible] — محمد عمر میمن

[illegible]

[illegible] — محمد سلیم الرحمٰن — [illegible]

[illegible] — وسلاوا شمبورسکا — [illegible]

فروری ۱۹۹۱

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] — [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible]

والس سارنگ

والس سارنگ نئے ہندوستانی فکشن کے چند معتبر ناموں میں سے ایک ہیں۔ مراٹھی زبان میں ان کی تحریریں کسی بھی بڑے ادیب کی تحریروں سے کم نہیں کہلاتیں۔ یہ حقیقت اور سارنگ کی موضوعات اور اسلوب کی نوعیت پسندی غالباً اس کا باعث ہے کہ سارنگ ادب کی تمام جتھابندی تحریکوں سے الگ تھلگ رہے۔

سارنگ کی کہانیوں میں ان کے بین الاقوامی ادب کے مطالعے کے اثرات کو محسوس کرنا بہت آسان ہے لیکن انہوں نے ان اثرات کا سامنا کرتے ہوئے اپنا انفرادی اسلوب وضع کیا ہے۔ کافکا اور بورخیس کے ایسے پیرووں کی کمی کا شاید کبھی شک نہ ہو گا لیکن ان پیرووں میں کم ہی ایسے ہوں گے جو ان کی طرح کہیں سطحی نقل بھی ایسے انداز میں پیش کر سکیں۔ سارنگ کو پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ وہ ان معدودے چند ادیبوں میں سے ایک ہیں۔

سارنگ کی تحریروں میں نقطہ نظر کی متجاوز پابندی کے باوجود بعد مراٹھی سطح سے کام لیے گئے ہیں اور کہانی لکھنے کی تکنیک کی سمت نئے تجربے ایک ایسی طرح ڈال کا پتا دیتے ہیں جو فکشن کی اس سے گہرے امتزاج سے پیدا ہوئی ہے۔

والس سارنگ ۱۹۴۲ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۶۹ میں ممبئی یونیورسٹی سے انگریزی ادب میں ڈاکٹریٹ کیا۔ ان کا موضوع ڈبلیو ایچ آڈن کے اسلوب کا مطالعہ تھا۔ ڈاکٹریٹ کی ایک اور ڈگری انہوں نے امریکا کی انڈیانا یونیورسٹی سے حاصل کی اور ۱۹۸۸ سے ممبئی یونیورسٹی کے شعبۂ انگریزی ادب کے سربراہ ہیں۔

سارنگ نے پچیس کے لگ بھگ کہانیاں لکھی ہیں۔ ان میں سے بیس کہانیوں کے انگریزی ترجموں کا مجموعہ [illegible] ۱۹۸۸ میں پینگوئن انڈیا نے شائع کیا۔ زیر نظر انتخاب میں شامل چار کہانیاں تکنیک اور [illegible] کی بہترین مثالیں ہیں جو اس مجموعے کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ سارنگ کی مزید کہانیوں کے ترجمے آئندہ شماروں میں پیش کیے جائیں گے۔

والس سارنگ کی کہانیوں کے ترجمے انگریزی کے علاوہ فرانسیسی میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ کہانیوں کے علاوہ انہوں نے تنقیدی مضامین اور ایک ناول بھی تحریر کیا ہے۔

والس سارنگ

Scanned with CamScanner

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولاس سارنگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے لئے جیسی [illegible] مل گئی تھی۔ [illegible] طویل انتظار نہ کرنا ہو

[illegible] جہاز میں سے کیبن کی [illegible] وقت کے مطابق صبح کے چار بج چکے تھے [illegible] اس طرح سو چکے ہوں گے [illegible] وجہ سے سدھیر جاگتا رہا باہر ابھی تک اندھیرا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ [illegible] اندھیرے میں بھٹک رہا

امریکہ میں [illegible] سدھیر گھر واپس جا رہا تھا۔ امریکا [illegible] وقت [illegible] سوچا تھا کہ اس کا قیام [illegible] ہو گا۔ لیکن [illegible] سال بھر میں [illegible] ہندوستان میں فوجی انقلاب [illegible] سدھیر نے بھی [illegible] جو ہندوستان [illegible] ہندوستان میں ایسا [illegible] سوچ کر کہ ہندوستان کے لوگ فوجی حکومت کو کبھی برداشت نہیں کریں گے

[illegible] لوگ [illegible] لوگ جو پہلے کیا کرتے تھے کہ وہ امریکہ کے [illegible] طرح ہی مصروفیات جاری رکھتے ہیں [illegible] ہندوستان [illegible] کو دیکھو۔ [illegible] لاطینی امریکی ممالک [illegible] اور جنوب مشرقی ایشیا [illegible] کی ملکوں میں کسی نہ کسی طرح کی آمریت قائم ہے ہندوستان میں بھی [illegible]

[illegible] امریکہ میں مقیم ہندوستانیوں کی طرف سے فوجی انقلاب پر کوئی [illegible] وہاں سے خبر کی اطلاعات آنے لگیں [illegible] کی آوازیں بلند ہونے لگیں [illegible] ہندوستانیوں نے جو امریکہ میں ملازمت کرتے تھے اور جنہیں [illegible] مظاہرہ کیا لیکن طلبہ کی [illegible] شدت سے [illegible] ہندوستانی طلبہ کی انجمنوں [illegible] کی مذمت کی [illegible] امریکہ میں [illegible] ہندوستانی [illegible] سخت الفاظ میں [illegible] ایک نئی انجمن قائم کر لی [illegible] پوسٹر تقسیم کرنے شروع کر دئیے [illegible] ہندوستانی حکومت کی [illegible] کی تشہیر کی گئی تھی۔ سدھیر جیسے [illegible] زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ [illegible] میں شامل ہو گیا لیکن [illegible] علیحدگی اختیار کر لی

جلد ہی سدھیر [illegible] ہندوستانی طالب علم کو واپسی کی [illegible] کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ معلوم کہ [illegible] نئی حکومت کی مخالفت میں [illegible] رہے تھے

Scanned with CamScanner

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جائیں گی [illegible] توقعات کے برخلاف [illegible] حکومت کی گرفت سندھ پر مضبوط ہوتی چلی گئی [illegible]

[illegible] مشکلات [illegible]

[illegible]

[illegible]

Scanned with CamScanner

مدثر نے [illegible] کا فیصلہ [illegible] دیکھیں [illegible]
دوسرے شہروں سے کچھ لوگوں کو [illegible]
[illegible] سے متعلق معلومات [illegible] کچھ لوگوں کا کہنا تھا [illegible]
میں کوئی خلاء [illegible] مدثر نے [illegible]
[illegible]
[illegible] "فری لانڈ" [illegible]
[illegible]
[illegible] جس کی [illegible]
[illegible]

[illegible] قیمت میں مدثر نے [illegible]

[illegible] شروع کر دیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوں [illegible] نہیں۔ [illegible] مدثر [illegible] دیکھ رہا
ہے۔ [illegible] حکومت کے دور میں [illegible] کوئی [illegible]
میں [illegible] شروع [illegible] مدثر [illegible]
دیکھ رہا [illegible] ایک عجیب [illegible]
[illegible] کے ساحل کے علاوہ [illegible] مدثر سوچنے لگا [illegible]
یہ موسم [illegible] سال گزرنے کے بعد [illegible]
کے رہنے پر لگنے کی اور اُن جہاز [illegible] پر اثر ہو چکا تھا۔

جیسے ہی مدثر نے جہاز سے باہر قدم رکھا، اس کی ناک [illegible]
[illegible] گرم اور مرطوب [illegible]
[illegible] کو وسیع [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ٹیک لگا کر بیٹھ گیا ہوں

Scanned with CamScanner

روشنیاں جل اٹھی تھیں۔ شاید اس کی چھت پر بنا گیا ریوالونگ ریستوران ابھی کھلا نہ تھا اس لیے کہ وہاں ابھی تک اندھیرا تھا۔

بستر پر لوٹ کر سدھیر نے ایک رسالہ پڑھنے کی کوشش کی۔ وہ ایک بار اٹھ کر ہال کے سرے پر بنے ہوئے غسل خانے میں گیا۔ واپسی پر اسے وہی سپاہی راہداری کے سرے پر بیٹھا دکھائی دیا۔ اس کے سر کے بالکل اوپر بلب جل رہا تھا اس لیے اس کا چہرہ اندھیرے میں تھا لیکن اس کے سگریٹ سے اٹھتا ہوا دھواں چمکتا رہا تھا۔

سدھیر کی گھڑی میں ابھی تک لندن کا وقت تھا کیونکہ وہ اسے ایئرپورٹ پر درست کرنا بھول گیا تھا۔ [illegible] پر دستک ہوئی۔ ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے کھانے کی میز پر رکھی اور ایک لفظ بولے بغیر واپس چلا گیا۔ سدھیر نے تھالی پر نظر ڈالی۔ روٹی، چاول، ایک پیالے میں دال اور کچھ سبزی کی بھجیا۔ اس کا پہلا ہندوستانی کھانا۔

دس بجے کے قریب سدھیر نے شب خوابی کا لباس پہنا اور بتی بجھا دی۔ جلدی سونا چاہتا تھا۔ طویل سفر نے اسے تھکا دیا تھا۔ صبح تازہ دم ہونا [illegible] لیکن ایک گھنٹے بعد سدھیر کو غیر معمولی طور پر پیاس لگی۔ وہ واش بیسن کے قریب گیا اور اس نے گلاس بھر کر پانی پیا۔ پھر وہ اندھیرے میں کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ جھونپڑیوں میں خاموشی چھا گئی تھی اور ہوٹل کی چھت پر ریوالونگ ریستوران کی بتیاں جل اٹھی تھیں۔ وہ گھومتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ لیکن کچھ دیر بعد سدھیر کو پتا چلا کہ وہ واقعی ٹھہر کر گھوم گیا ہے۔ ہوٹل کے ایک کمرے کی بتی بجھی اور فوراً دوبارہ روشن ہو گئی جیسے پلک جھپکی ہو۔ سدھیر کو لائبریری میں رات کی شفٹ میں کام کرنا یاد آ گیا۔ لائبریری آدھی رات کو بند ہوتی تھی، اور بند ہونے کے وقت سے کچھ پہلے [illegible] کو صرف چند سیکنڈ کے لیے ہر چیز اندھیرے میں ڈوب جاتی۔ سدھیر کبھی اس کا عادی نہ ہو سکا تھا۔ ہر بار ایسا ہونے پر وہ چونک پڑتا۔

بستر پر واپس آ کر سدھیر نے اپنی گھڑی کے چمکتے ہوئے ڈائل پر نظر ڈالی۔ ساڑھے بارہ بجے تھے [illegible] کو بے تاب نہیں لیکن لگتا تھا جیسے اس کا جسم سکون کی کیفیت کو بھول چکا ہو۔ کچھ دیر بعد وہ پھر اٹھا اور بتی جلا کر واش بیسن کے قریب گیا۔ اس نے اپنے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے [illegible] باہر [illegible] ہو رہی تھی اور کسی جھونپڑی سے بچے کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔

بستر کے کنارے پر بیٹھ کر سدھیر کو احساس ہوا کہ اس کمرے میں کوئی عجیب سی بات ہے لیکن وہ اس کا پتا نہ لگا سکا۔ تب اچانک اس پر انکشاف ہوا، وہ بتی بجھنے والا کمرہ [illegible]

[illegible] ایک پولیس والا اندر داخل ہوا۔ "چلیے" اس نے کہا۔

سدھیر کو ایک افسر کے کمرے میں لے جایا گیا۔ اس کا پاسپورٹ میز پر ایک موٹے رجسٹر کے پاس رکھا تھا۔ افسر کی کرسی کے پیچھے اسی طرح کے رجسٹروں کی ایک لمبی قطار رکھی ہوئی تھی۔ اس قطار میں ایک رجسٹر کی جگہ خالی تھی۔ افسر نے کم و بیش وہی سوال پوچھے جو اس سے پہلے انسپکٹر پوچھ چکا تھا لیکن اب کی زیادہ تفصیل سے۔ تب وہ اپنے سامنے رکھے رجسٹر میں منہمک ہو گیا۔ افسر کے گنجے ہوتے سر کو دیکھتے ہوئے سدھیر اچانک بولا "مجھے [illegible]

[illegible]

افسر کچھ دیر تک رجسٹر کے صفحے الٹتا رہا۔ پھر اس نے کسی کو پکارا۔ ایک سپاہی [illegible] سکیورٹی بلاک [illegible]

سکیورٹی بلاک زیادہ دور نہ تھا۔ [illegible]

[illegible]

سدھیر بستر سے اٹھا [illegible]

چاہا۔ صبح کچھ [illegible] و صبح ہوا تو دوبارہ وہی خواب دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی بہت شدید [illegible] [illegible] وہی کیسی [illegible] وہ چاہتا تھا کہ خواب کبھی کبھی اس طرح خود کو [illegible] خود اس کا باپ کئی برس تک بار بار دکھائی دیتا رہا ایک خواب کی قید میں رہا [illegible] وہ خود کو سمندر کی چٹانوں پر بیٹھا ہوا پاتا اور اس کے قدموں کو سیلاب کا پانی چھو رہا ہوتا۔

[illegible] اس خواب کی حقیقت نہیں سمجھ سکا کہ یہ خواب [illegible] صورت حال کو دیکھتی ہوئی [illegible] چھپا [illegible] [illegible] کچھ دلچسپ لگ رہا تھا۔ اب صرف اس خواب کا [illegible] ہوا۔ خواب ختم ہو جانے کے بعد وہ [illegible] اس کا [illegible] کر [illegible] گیا۔ وہ اس [illegible] کو پھر بہت گیا۔ جب کچھ [illegible] ہوئی تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ آپ کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

"[illegible] آپ سے کچھ سوال پوچھنا ہے۔" وہ [illegible] بولا۔ "آپ جانتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

[illegible]

[illegible] کہانی کی طرف [illegible]

[illegible] میں کھڑکی میں جا کھڑا ہوتا ہوں۔ ڈاکیے کی [illegible] [illegible] کے قریب آتا ہے [illegible] کی [illegible] پر بار میرے نام کا کوئی خط [illegible] اور کبھی کبھی [illegible] خط پا کر بھی مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] جب مجھے وہ خط ملتے ہیں جن کا مجھے انتظار ہو۔ کبھی [illegible] غیر متوقع خط ملتے ہیں۔ چند ماہ پہلے مجھے [illegible] ایک خط ملا۔ اس میں لکھا ہے:

۱۹ اکتوبر

ڈیر بےبی پیلاسکر...

میں جانتا ہوں تمہیں یہ خط پا کر حیرت ہو گی۔ غالباً تم مجھے بالکل بھول چکی ہو گی۔ چاہے میں تمہیں یاد ہوں یا نہ ہوں، پھر تمہیں یہ خط لکھنا بہت ضروری ہے۔ یہ ایک رپورٹ کے بارے میں ہے جو میں آج کل تیار کر رہا ہوں۔

میرے منیجر کو یہ رپورٹ ۱۵ دسمبر سے پہلے پہلے چاہیے، جس کا مطلب ہے کہ میرے پاس اس پر کام کرنے کے لیے صرف دو مہینے ہیں۔ [illegible] [illegible] مجھے [illegible] وغیرہ کے لیے رکھ لینی چاہییں۔ ظاہر ہے [illegible] [illegible] [illegible] نہیں سکتا۔ [illegible] میں خود صرف دو [illegible] سے [illegible] کر سکتا ہوں۔ اس لیے مجھے اس میں کافی وقت لگے گا۔

ویسے یہ میری پہلی رپورٹ نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی رپورٹیں تیار کی ہیں۔ [illegible] اس طرح کی رپورٹ پر میں نے پہلے کبھی کام نہیں کیا۔ ہر چیز کا

[illegible] رپورٹ سے خوش ہو کر مجھے کسی اچھے عہدے پر ترقی دے دیں گے۔ [illegible] رپورٹ [illegible] [illegible] قسم کی رپورٹ [illegible]

[illegible] رپورٹ [illegible]

[illegible] رپورٹ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہیں۔ وہ ہمارے مدام خط و کتابت کی فکر ہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے میں تمہیں چند روز میں دوبارہ خط لکھوں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ تم کس پتے پر مجھے خط لکھ سکتے ہو۔ [illegible]

تمہارا مخلص بوس

مخلص بوس۔ پہلے تو میں نام سے ہی چکر میں پڑ گیا۔ لیکن "پرانے سکول کے ساتھی" [illegible] سے ایک گھنٹی سی بج گئی۔ بوس [illegible] اسکول میں دو برس تک میرا ہم جماعت رہا تھا۔ درحقیقت میں اس کو [illegible] اور اب تو میں اپنے قریبی دوستوں تک کو بھول چکا ہوں ... تو بوس مجھے کیسے فوراً یاد آسکتا تھا؟ اپنی یادداشت پر [illegible] زور دینے پر ہی مجھے ایک دبلے پتلے عینک لگاتے ہوئے لڑکے کا چہرہ دھندلا سا یاد [illegible]۔ وہ کلاس میں واحد لڑکا تھا جو عینک لگاتا تھا۔ اسی سے وہ میری یادداشت میں رہ گیا ہے۔

یہ خط [illegible] کیا موصول ہوا [illegible] کے دستخط بھی [illegible] مجھے [illegible] ڈاک کی مہر [illegible] لیکن وہ بہت مدھم تھی۔ اس لیے میں نے [illegible] چار بار پڑھا اور پھر میز کی دراز میں رکھ دیا۔

ٹھیک دو ہفتے بعد مجھے ایک اور خط ملا۔ اس میں لکھا تھا:

۲۸ اکتوبر

میرے پیارے [illegible]

پچھلے چار دن سے میں تمہیں خط لکھنے کے موقعے کی تلاش میں تھا۔ یہ صحیح وقت ہے۔ میرے پاس پیسے ختم ہیں۔

جب کچھ دنوں پہلے میں نے تمہیں ایک رپورٹ کے بارے میں لکھا تھا، درحقیقت میں کسی قسم کی رپورٹ نہیں لکھ رہا۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو کچھ میں نے تمہیں لکھا تھا وہ درست نہیں تھا۔

شاید میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ میں جگہ جگہ سفر کرتا رہا ہوں۔ میری اس بات پر حیران نہ ہونا کہ میں نے پچھلے تین ماہ اسی کمرے میں گزارے ہیں۔ کبھی کبھی جب تم دن رات سفر میں ہو تو تمہیں خیال ہوتا ہے کہ تم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے ہو، ویسے اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔

یہ تو بات ہوئی صاف صاف اور بے دھڑک کی۔

Scanned with CamScanner

دراصل میں جو چیز لکھنے میں مصروف ہوں وہ وضاحت طلبی کا ایک حصہ ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ میں بعض اہم معاملات کے بارے میں وضاحت طلب کروں۔ مجھے ملازمت کرتے ہوئے آٹھ سال ہو گئے لیکن اب تک مجھے ملازمت کی شرائط کا کچھ بھی علم نہیں۔

میں مندرجہ ذیل سوالات اٹھانا چاہتا ہوں

١. براہ کرم وضاحت کیجیے کہ کون سے افسر عہدے میں مجھ سے زیادہ اور کون سے مجھ سے نیچے ہیں۔ مجھے شک ہے کہ بعض افسر جو مجھے ہدایات دیتے ہیں مجھ سے عہدے میں کمتر ہیں۔ میں ان کی ہدایات کو نظر انداز کر دیتا ہوں۔ بعض وقت میں افسروں کو بھی ہدایات جاری کرتا ہوں۔ وہ میری ہدایات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ شاید وہ عہدے میں مجھ سے زیادہ ہوں گے پھر بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ میں ان کی ہدایات ... کروں جو عہدے میں مجھ سے زیادہ ہوں اور وہ جو میرے [illegible]

[illegible]

٢. مندرجہ بالا سیاق و سباق میں ایک اور سوال کہ کیا ایسے افسر بھی ہیں جو عہدے میں میرے برابر ہیں؟ اگر ہیں تو وہ تعداد میں کتنے ہیں؟ ان سے کیا برتاؤ کرنا چاہیے اور کس طرح کا ان سے سلوک کرنا چاہیے؟

٣. مجھے ایک دوسرے موضوع پر بھی ... ہے کہ کیا ... شخص ... کی ریٹائرمنٹ کے وقت پنشن ملے گی ... شخص ... پہلی ملازمت میں ... ہو گی کیا اسے کوئی رقم ملے گی؟ کتنی؟

٤. کیا میں اپنی میز کا رخ جنوب کی طرف کر دوں ... ضروری ہے؟

٥. کیا سورج روشنی ... کی جا سکتی ہے؟

٦. کیا ہر کاغذ پر ... کی ... کرنا ضروری ہے؟

٧. ... کو ... میں کسی ... انتظار کرنا ضروری ...

مجھے یقین ہے میرے ذہن میں چند اور سوالات بھی ہیں۔ مگر ابھی وہ واضح شکل اختیار نہیں کر سکے اس لیے میں انہیں کاغذ پر نہیں اتار سکتا۔ لیکن میں اوپر لکھے ہوئے سوالات کے بارے میں تمہاری رائے ضرور دریافت کرنا چاہوں گا۔

ایک اور اہم معاملہ میں وضاحت طلب کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہوں لیکن مجھے ڈر بھی ہے ... اندازہ نہیں کہ اس کام کے لیے کون سا موسم مناسب ہے۔ میرا خیال ہے کہ ... کا موسم ٹھیک رہے گا۔ ... اور ... کھڑکی پر ... ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جاڑوں کا موسم دراصل بہترین ہے خرابی یہ ہے کہ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس وقت کون سا موسم چل رہا ہے جس ... اور ٢٨ اکتوبر لکھا ہے لیکن اس کا کوئی خاص مطلب نہیں۔ جب میں اپنی جھونپڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھتا ہوں تو مجھے آسمان پر کوئی بادل دکھائی نہیں دیتا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آج کل بہت گرمی ہے۔ دوسری طرف کوئی خاص سردی بھی نہیں ہے تو کیا یہ گرمیوں کا موسم ہے؟ گرمیوں کا آغاز یا اختتام؟ میں ان پہلی شام کے وقت سردی سی لگی تھی۔ ... میں نے سویٹر مانگا تھا۔ ... مجھے بہتر محسوس ہوا لیکن جب رات میں میری آنکھ کھلی تو پسینے میں شرابور تھا۔ سخت گرمی لگ رہی تھی۔ میں نے سویٹر اتار پھینکا۔ مجھے اس کی دوبارہ ضرورت نہیں پڑی۔ لیکن کون یقین سے کہہ سکتا ہے کہ یہ سردیاں نہیں ہیں؟ بعض وقت جاڑوں کے موسم میں بالکل سردی نہیں پڑتی۔

اگر یہ سردی کے بغیر جاڑوں کا موسم ہو سکتا ہے، تو کیا مون سون نہیں ہو سکتا؟ بارش کے بغیر مون سون؟

شاید بالکل بارش کے بغیر بھی نہیں۔ کل صبح سویرے میں نے کھڑکی سے باہر دیکھا تو چوک گیلا نظر آیا تھا۔ میں نے دیر تک اس طرف دیکھا لیکن ... پانی کو جذب کر لیتی ہیں اس لیے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ شاید صبح سویرے انھوں نے چوک کی دھلائی کی ہو۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ آج کل انھوں نے دھلائی وغیرہ کو تقریباً خیرباد ہی کہہ دیا ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے دھلائی دوبارہ شروع کر دی ہو۔ یا ممکن ہے کہ اب وہ دھلائی کبھی کبھار ہی کرنے لگے ہوں۔ اس لیے میں یہ طے نہ کر سکا کہ کل صبح بارش ہوئی تھی یا چوک کو دھویا گیا تھا۔

اب میرا علم ... موسم ...

اگر تم ان الجھنوں کو سلجھانے میں میری مدد کر سکو تو بہت اچھا ہو۔ تم بستی میں رہتے ہو اس لیے تمہیں ان چیزوں کے بارے میں اچھا خاصا علم ہو گا۔ جب تک تمہارا جواب آئے گا تو یہ خط ... میں پہنچنے والا ہو، میرے ذہن میں زیادہ قطعی شکل اختیار کر چکا ہو گا۔

Scanned with CamScanner

یہ کیا غیر ضروری ہے کہ میں اس بار بھی اپنا پتا نہیں لکھ سکتا۔ اس کی وجہ میں پچھلے خط میں بتا چکا ہوں۔ ہر بار نئے پتے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔

تو میں چند روز میں تمہیں اطلاع دے دوں گا کہ تم کس طرح مجھ سے رابطہ قائم کر سکتی ہو۔ امکانات چند ہیں، موسم خشک۔

خط اس مقام پر آ کر ختم ہو گیا تھا جیسے وہ نامکمل چھوڑ دیا گیا ہو۔ اس پر کوئی دستخط نہیں تھے۔ یہ ایک خوبصورت پیپر پر جلی روشنائی میں خط میں لکھا گیا تھا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے محسوس ہوا کہ جیسے لکھنے والے نے جان بوجھ کر مختلف خط میں لکھنے کی کوشش کی ہو۔

اس خط پر مہر پڑھی جا سکتی تھی۔ شہر کا نام لکھا تھا وہی جہاں سے پہلا پوسٹ کیا گیا ہو گا۔

میں نے اس خط کو بھی میں چار بار پڑھا پھر رکھ دیا۔ چند روز بعد مجھے ایک اور خط ملا۔

...

میں مستعفی ہونے کی تیاری کر رہا ہوں۔ بہت ہو چکا۔ ملازمت کی پہلی دور سے میں یہ ذہن میں جس چیز کو درست ہونے کی کوشش کر رہا میں جانتا ہوں کہ کچھ اور بھی ہیں مستعفی کا خط ہے۔

کیا مستعفی ہونے کے بعد میں تم کو تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں؟ میں جواب کا بے صبری سے انتظار کروں گا۔ اس بارے میں غور کرکے تمہیں پھر لکھوں گا۔

اس خط پر کوئی تاریخ نہیں تھی۔ اس بار لکھائی بھی مختلف تھی۔ حروف گول تھے اور ان کی درمیانی خالی فاصلہ تھا۔ اس طرح کہ ہر حرف ایک جزیرہ معلوم ہوتا تھا۔

میں خط پر غور کرنے لگا۔ ایک عجیب سا خیال آیا کہ میرے ساتھ رہنا کیا ہے؟ یہ بالکل ہے اگر کچھ اور بھی کہا جائے تو کیا یہ کسی کے ساتھ رہنے کی بات شروع ہو رہی ہے؟ میں نے سوچا کہ جو کچھ وہ مجھ سے کہنا چاہتا ہے وہ معلوم ہوا؟ کیا وہ جانتا ہے کہ میں کہیں ملازم ہوں یا نہیں؟ شادی شدہ ہوں یا نہیں؟ میرے کتنے بچے ہیں؟ کتنی بیٹیاں؟ ان کی عمریں؟ میں کہاں کس طرح کا ہوں؟ اس میں کسی قسم کا ہے؟ کیا میرا باپ زندہ ہے؟ اور میری ماں؟ میرے بھائی بہن کہاں ہیں؟

حصوں تک ہو ٹھیک ہے۔ لیکن یک گوشت پوست کا آدمی میں نے خود کو دیکھا۔ اگر وہ واقعی آ کر میرے ساتھ رہنے لگے تو؟ میں نے خود سے پوچھا۔ میں اس کمرے میں پچھلے دس برس سے اکیلا رہ رہا ہوں۔ اس کمرے میں کوئی نہیں سوتا۔ سوائے میرے۔ میں بالکل سکون سے سوتا ہوں۔ اگر یہاں کوئی اور بھی ہو تو یہ کیسے ہو سکے گا؟ میرے جسم پر کوئی بھی لباس موجود نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب ہے مجھے راتوں کو جاگتے رہنا پڑے گا۔

میں فکر میں مبتلا رہا۔ دو دن کے اندر مجھے ایک اور خط ملا۔

...

شہر مابعد

جب مجھے یہ ملازمت ملی تھی تو مجھے کچھ خیال تھا کہ استعفی کے بارے میں سوچنا بھی حماقت ہے۔ پھر میں استعفیٰ دینے کے بارے میں کیوں سوچتا رہا؟ شاید خود کو خوش رکھنے کے لیے۔ لیکن کیا میں واقعی استعفیٰ دینے کا سوچ رہا تھا؟ میں کیا چاہتا تھا؟ یہ الفاظ میرے ذہن میں کیا کر رہے تھے؟

لیکن اب مجھے کم و بیش یقین ہو گیا ہے کہ دراصل جو کچھ میں چاہتا تھا وہ بالکل مختلف چیز تھی۔ درحقیقت میں فرد جرم کے ایک خط کو وضع شکل دینے کی کوشش میں تھا جس سے ہر چیز درست تناظر میں آ جائے۔

ان معاملات میں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ایک لفظ کو تولنا پڑتا ہے۔ حقائق کی بار بار جانچ پڑتال کرنی پڑتی ہے۔ میں اب سمجھتا ہوں کہ مجھ میں وہ پختگی آ گئی ہے جو اس کام کو سرانجام دینے کے لیے درکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

پچھلے چند مہینوں سے میں کمپنی کے معاملات، اور خصوصاً جی ایم کے رویے کا بغور مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ حال ہی میں پیسرائن ایسوسی ایٹس کو ہمارے کچھ خفیہ راز ہاتھ لگ گئے بلکہ انہوں نے پیداوار بھی شروع کر دی ہے۔ مجھے روز بروز یقین ہوتا جا رہا ہے کہ اس کی پیچھے کوئی اور شخص نہیں بلکہ جی ایم خود ہے۔ میں نے کچھ اور چیزیں بھی نوٹ کی ہیں۔ اس لیے اب میں ایک طویل خط، تمام دستاویزی شہادتوں کے ساتھ براہ راست بورڈ آف ڈائریکٹرز کو لکھنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔

اس میں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ میرے لیے یہ خط خود بھیجنا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔ بہتر ہے میں یہ خط تمہیں بھیجوں گا۔ تمہیں اس کو ٹائپ کر کے پوسٹ کرنا اور اصل کو جلا دینا ہو گا۔

میں کچھ اور باتوں کے بارے میں بھی لکھنا چاہتا تھا لیکن وقت بہت

Scanned with CamScanner

[illegible]

دستخط کے سوا پورے خط کو ٹائپ کیا گیا تھا۔

عجیب سی بات ہے کہ اب مجھے [illegible] محسوس ہو رہا [illegible]
[illegible]

[illegible] فروری ١٩٦١

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ خط [illegible] ملا تھا

اس خط سے میں پہلے ہی بہت کچھ سمجھ چکا ہوں

(دستخط)

خط پر دستخط انگریزی میں تھے لیکن پڑھے نہ جاتے تھے۔ پہلے نام کا پہلا حروف سی یا جی تھا اور آخری نام بھی سی یا جی سے شروع ہوتا تھا۔

اب مجھے اس کو واقعی بھول جانا چاہیے۔ میں نے خود سے کہا۔ میں خود کو اس کے خط پھاڑ دینے پر آمادہ نہ کر سکا۔ میں نے انہیں میز کی دراز کی تہہ میں رکھ دیا۔

پھر میں [illegible] کام کریں [illegible] کے بارے میں سب کچھ بھول گیا۔

ایک مہینے بعد مجھے ایک خط ملا۔

پیارے [illegible]

میں نے لکھنا شروع کیا۔ کوئی بات نہیں بن رہی تھی۔ اس لیے میں نے کاغذوں کو پھاڑ دیا۔ پھر لکھنے بیٹھا۔ پھر کاغذوں کو پھاڑ دیا۔ کئی دن تک سوچ سوچ کر پریشان ہونے کے بعد اب پھر لکھنا چاہتا ہوں۔ جس بارے میں سب کچھ شاید پتہ ہے۔

میرے ساتھ جو ہونے والا ہے وہ ظاہر ہے مگر مجھے ذرا بھی شکوہ نہیں۔ ابھی پچھلے ہی روز مجھے معلوم ہوا کہ ہمارا بورڈ آف ڈائریکٹرز زیادہ تر پنجابی سنڈیکیٹ کے افراد پر مشتمل ہے۔ اب مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تم سے صرف درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ جو تحریر میں اس بارے میں لکھ رہا ہوں [illegible] میں نہیں چاہتا کہ ہماری کمپنی/ پنجابی سنڈیکیٹ کو بھنک لگے [illegible] میں اسے ڈاک سے نہیں بھیج سکتا۔ میں اس کے بعد مندرجہ ذیل پتہ پر [illegible] اس وقت تک میں اسے مکمل کر چکا ہوں گا۔

پتا یہ ہے

[illegible]

ڈاکٹر امید کی روڈ

[illegible]

میرے کمرے میں دراز کے اندر تمہیں ایک نوٹ بک ملے گی جس کے سرورق پر [illegible] کی تصویر ہے۔ کاغذ [illegible] لکیروں کے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو تمہیں ساتھ لے جانی ہے۔

یہ میں اس لیے لکھ رہا ہوں کہ جب تم یہاں آؤ گے تو میں غالباً یہاں نہیں ہوں گا۔

[illegible]

ہے۔ لکھاوٹ بہت ٹوٹی پھوٹی ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے ہر لفظ کا ہر حرف بہت آہستہ آہستہ بڑے وقت سے لکھا گیا ہو۔

میں الجھن میں مبتلا ہو گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کیا مجھے سب پولیس کو بتا دینا چاہیے؟ ایک طرف تو میں [illegible] کو بے تاب تھا، دوسری طرف مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں یہ محض حماقت ثابت نہ ہو۔ کیا میں واقعی اس کے خط پر یقین کر سکتا ہوں؟ شاید یہ سفر [illegible] میں [illegible] نہیں کر سکتا۔ یہ درست ہے کہ میں نے کاغذ کی [illegible] کر کچھ رقم اکٹھی کر لی تھی۔

دو روز تک میں اسی الجھن میں گرفتار رہا۔ تیسرے روز صبح اٹھ کر [illegible] اور سوٹ کیس میں کچھ چیزیں [illegible] روانہ ہو گیا۔

میں [illegible] شہر میں داخل ہو گیا۔ مجھے یہ [illegible] شہر معلوم ہوا۔ سڑکیں [illegible] بہت تنگ اور گردآلود تھیں۔ [illegible] کے سفر سے میرا جسم [illegible] میری [illegible] بوجھل ہو رہی تھیں۔ شام ہونے لگی تھی [illegible]

[illegible]

[illegible] روڈ [illegible] پہنچنے میں خاصی دیر لگی۔ کوئی شخص [illegible] [illegible] کی سیڑھیوں پر [illegible] [illegible]

[illegible] روشنی [illegible] کی جھریوں کے پیچھے [illegible] [illegible] آگے چل کر [illegible] [illegible] [illegible] میں داخل ہو گیا۔

میں نے [illegible] کے اندر [illegible] خاموشی [illegible]

"[illegible] کوئی [illegible] نام کا شخص رہتا ہے؟"

"[illegible]؟"

"[illegible] دوست [illegible]"

[illegible] [illegible] سیڑھیوں [illegible] اشارہ کیا۔

بوڑھے کی [illegible] سیڑھیوں کی چرچراہٹ میں سے [illegible] [illegible] کر کہا تھا۔"

بوڑھے نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ میں نے اندر قدم رکھا۔ ادھر ادھر دیکھا۔ ایک پلنگ، ایک میز، کرسی، میز پر ایک لیمپ، ایک ایش ٹرے، سگریٹ کے دو ڈبے۔ دیوار پر دو کھونٹیوں سے لٹکی ہوئی قمیصیں اور پتلونیں۔ کونے میں رکھا ہوا ایک بڑا سا صندوق۔

اس منظر سے میں مایوس ہونے سے بھی محظوظ ہوا۔ گویا میں یہاں کوئی عجیب و غریب چیز دیکھنے کی توقع کر رہا تھا!

بوڑھا میرے پاس خاموشی سے کھڑا رہا۔ میں آگے بڑھا۔ دراز کھولی۔ کاغذ، نوٹ بکس، قلم اور پنسلیں۔ کچھ [illegible] میں نے نوٹ بکس کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور ہیرو کی تصویر والی نکال لی۔ اسے میں نے اپنے سوٹ کیس میں رکھ لیا۔ سوٹ کیس کو تالا لگا کر بوڑھے کی طرف دیکھا۔ اس نے ایک طرف ہٹ کر میرے لیے راستہ چھوڑ دیا۔ میں کمرے سے باہر نکل آیا۔ بوڑھا کمرے کو تالا لگانے لگا اور میں سیڑھیاں اترنے لگا۔

راستے میں میں نے نوٹ بک کو باہر نہیں نکالا۔ میں نے اسے گھر پہنچ کر کھولا۔

نوٹ بک بالکل سادہ تھی۔ آخری صفحے پر بھدے سے خط میں لکھا تھا "شکریہ"۔

میں نے ایک بار پھر نوٹ بک کا ایک ایک صفحہ پلٹ کر دیکھا۔ کیا اس نے یہی نوٹ بک کے بارے میں لکھا تھا؟ سرورق پر ہیرو کی تصویر تو تھی! لیکن کیا کوئی مجھ سے پہلے بھی کمرے میں داخل ہوا تھا اور اس نے [illegible] اصل نوٹ بک پہلے کسی نے لے لی تھی؟ کیا وہ بوڑھا قاتل [illegible] تھا؟ مجھے احساس ہو رہا تھا کہ مجھ سے پہلے بھی کسی نے [illegible] الٹ پلٹ کر دیکھی تھی، یا کم از کم اب مجھے یہی لگ رہا تھا کہ اس وقت میں نے یہ محسوس کیا تھا۔ شاید مجھے مغالطہ ہو رہا ہو، یا شاید کسی نے واقعی دراز میں کچھ تلاش کیا ہو، ممکن ہے وہ بوڑھا ہی ہو جو پیسوں کی تلاش میں ہو۔

میں دوبارہ آخری صفحہ پلٹتا ہوں۔ کیا یہ اسی کی لکھاوٹ نہیں؟ مجھے اس شک کا یقین نہیں تھا۔ اس نے پہلے خط میں نائب شدہ دستخط تھے۔ اس کے بعد کے خطوط مختلف ناموں سے مختلف لکھاوٹوں میں تھے۔ کیا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ تمام خط اسی نے لکھے تھے، ایک ہی شخص نے لکھے تھے؟ اگر میں یہ تمام خط کسی کو دکھاؤں، اور وہ کہے کہ "یہ سب خط تم نے خود لکھے ہیں" تو میں اسے کس طرح غلط ثابت کروں گا؟

نوٹ بک اب بھی میرے پاس ہے۔ مستقل الٹی جاتی رہنے سے اس کے صفحوں کے کونے مڑ گئے ہیں۔

ایرانی

انگریزی سے ترجمہ: اجمل کمال

Scanned with CamScanner

میں برس کس طرح گذاروں گا؟

اس مقام پر مجھے خیال آیا کہ میں کاغذ کی گولی کو مٹھی میں دبائے جا رہا ہوں۔ میں نے اسے باہر پھینک دیا اور چوکھٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ مجھے سارے بے ربط سوال میرے ذہن میں ابھرے۔ اس چوکھٹ کو میرے ستّر برس کا ہو جانے سے کیا تعلق؟ میں ان بزرگوں سے کیا رشتہ رکھتا ہوں جو آج سے ستر برس پہلے پیدا ہوئے اور اب زندہ نہیں ہیں؟ اس کا کیا ثبوت ہے کاغذ کے چند پرزوں کے سوا کہ میں ستّر برس جیا ہوں؟ کیا میں بھی سالگرہ کے لیے چھوٹی کرسی خریدوں؟ یا میرے ساتھ چمکدار کتنے برس رہیں گے؟

میں نے محسوس کیا کہ ان سوالوں کے حل ڈھونڈنے میں بہت وقت لگ جائے گا۔ میں نے چوکھٹ سے ہٹ کر اپنے روزمرہ کے معمولات میں مصروف ہو گیا۔ ایک بات کا فیصلہ میں نے کر لیا تھا۔ میں اس دن کو اور دنوں کی طرح گذارنا چاہتا تھا، سوائے ایک فرق کے۔ میں روزانہ کے مطابق میں آج سوچ بچار پر زیادہ وقت لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

باغیچے کی طلش پر اکڑوں بیٹھے ہوئے میں نے خود کو انہی سوچوں میں الجھے ہوئے پایا جو میرے ذہن پر بلا بولے ہوئے تھے۔ فارغ ہونے کے بعد میرا معمول ہے کہ میں باغیچے پر غور کرتا ہوں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ اکڑوں بیٹھے بیٹھے ایسا کرنا کسی قدر مشکل ہے اور پھر آدمی یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ اس مشغلے سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کیا آپ کو یہ موقع ہے کہ آپ جائیں یا پتھروں سے سیکڑوں ہوئے ہوں گے؟ تمام کار آپ اس کے رنگ اور سطح میں اسے واضح ذرا ذرا سی تبدیلیاں ہی دیکھ پاتے ہیں۔ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں۔ یا اگر تو سبز سے خوں تب ہو جو چمکدار سرخ جھنڈوں سی ہوتی ہیں۔ بدلنے والی سبز سرخی یہ حالت برقرار ہے۔ مگر اس موقعے پر میرا دماغ ان سوالوں میں اس قدر الجھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ مجھے سبھی حیرانگی کا خیال آتا۔ باغیچے کو میں نے کہا۔ میں نے خود تو کوئی زیادہ نہیں ہوا۔ پھر بھی میں کچھ سنجیدہ سا ہو گیا۔

صبح سویرے کی چہل قدمی پر روانہ ہونے سے قبل میں نے امرود کی ایک پیاسی طوطے کے پنجرے میں ڈال دی۔ مجھے گھر سے باہر نکلتے ہوئے دیکھ کر طوطا حسب معمول چلانے لگا۔ "تاریخ ہمارے ساتھ ہے" یہ وہ واحد فقرہ ہے جو طوطا ادا کر سکتا ہے۔ جب بھی میں باہر جاتا ہوں یہ وہ بس یہ ہے کہ جب کوئی شخص یا ہے ہو یا پھر جب یا ہی ہو وہ چیخ چیخ کر یہی پیغام دیتا ہے۔ ان ہی صداقت الفاظ کی گونج کانوں میں لیے ہوئے میں نے باہر قدم رکھا۔

صبح کی ہوا فرحت بخش تھی۔ راتیں حد سے زیادہ گرم ہونے لگی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ آسمان میں اکا دکا بادل ہیں۔ جوں جوں دن چڑھ رہا ہے برسنے ہی والا تھا۔ میں برسات کا ایک موسم اور دیکھ لوں گا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا۔ حالیہ برسوں میں میں نے اپنی خواہش کی کھڑکی کی سلاخوں کے پیچھے سے دیکھی ہیں۔

معمول کے مطابق میں مہاتما گاندھی باغ میں گیا اور بنچ پر بیٹھ گیا۔
سورج نکل رہا تھا۔ چھوٹی چھوٹی چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔

تاریخ ہمارے ساتھ ہے

صبح جب اٹھا تو اس مسئلے کو غور سے دیکھا۔ یہ سنسکرت کی ایک مشہور کہاوت ہے یہ ماننا پڑے گا کہ آج کل کے نوجوان شاید اس سے مانوس نہ ہوں۔ وہ پوچھ سکتے ہیں کہ نہ سمجھیں میں کیا دیکھ سکتا ہوں؟ اس قسم کے سوالات کا جواب دینا بے سود ہے۔ جس کی آنکھوں میں کوئی دم خم ہو وہ ان مضمونوں میں کیا دیکھ سکتے ہیں؟

معمول کے مطابق میں پانچ بجے اٹھا۔ میں نے اس سیدھی سادی مہم کا معائنہ کیا۔ میری چیزیں رکھی ہوئی ہیں بہت بگڑ گئی۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا۔ اب یہ بیکار ہیں۔

میں بستر سے اٹھا اور دیوار پر لگے کیلنڈر کے پاس آیا۔ سکر والی لانڈری ہر گاہکوں کو یہ سال کرسمس سے پہلے کیلنڈر دیتی ہے۔ میں ہر سال اس سے کپڑے گھر ہی پر دھوتا ہوں مگر ہر سال کرسمس سے چند دن پہلے اس کو وہی لانڈری لے جاتا ہوں اور مجھے وہی وصول کرنی ہوتی ہے۔ میں نہایت تاکید کے ساتھ کیلنڈر مانگ لیتا ہوں۔ مجھے یہ مخصوص کیلنڈر پسند ہے کیونکہ یہ ہر تاریخ کو ایک الگ ورق پر دکھاتا ہے۔ ہر روز ایک تاریخ پھاڑ دیتا ہوں۔ اس کیلنڈر کے مقابلے میں رکھے مگر مجھے اس قسم کے کیلنڈر زیادہ پسند نہیں جو ختم ہو گئے ہیں۔ ایک تاریخ روزانہ پھاڑنا اپنے آپ کو یاد دلانے کا نہایت عمدہ طریقہ ہے کہ وقت گذر رہا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ آپ پھاڑ کر ہر دن کی گنتی کر رہے ہیں۔ جب آپ کو معلوم ہے تو میں اسی طرح سے وقت کا حساب رکھتا ہوں۔ سمجھتا ہوں کہ مہینے کے ختم ہونے یا دو تین ماہ کے بعد کوئی جنوری میں پرچیوں کا ڈھیر باہر نکل آتا ہے وہ ڈھیر کبھی نکتہ ہے۔ بھی کل کی بات ہے کہ میں نے سوچا تھوڑا غور کر کے آپ سے ملا کر لوں کاغذ پر پھر یہ ہر سال وسیع ہوتا رہتا ہے۔ اس قسم کی وہ ہتک ہے۔ آج کل میرے ذہن میں بہت سی ہیں۔

میں کیلنڈر کے پاس گیا اور تاریخ پھاڑ دی۔ یعنی نئی پرچی پر سفید میں ادھر سے تاریخ دکھائی دینے لگی۔

کہ میں آج میں ستر برس کا ہو گیا۔ میں نے بیوی سے کہا۔

میں ذرا دیر تک کاغذ کی گولی پکڑے رہا۔ مگر پھر گیا اور دروازے کی دہلیز پر کھڑا خیالات کو روکنے کی کوشش کرتا رہا۔ مجھے ہر کے سے سمجھ میں میری سالگرہ پر کچھ نہیں کرنی تھی۔ کیونکہ کہ سب روز مرہ کا جارج پنجم کی بھی سالگرہ ہوتی تھی۔ وہ سب ستمبر میں ہے اس کی روشنی میں چھوٹی گئی ہیں۔ اب میں بچوں کے لیے بھی سالگرہ پر بچوں جیسی خوشی محسوس نہیں کر سکتا۔ ایک اور حقیقت جو مجھے ابھی یاد ہے کہ مجھ کو سمجھ کے دن دو بہت سے برس ہیں۔ حسنِ سلوک سے جس کی عمدہ نیت ہی تھی۔ ہر برس میں ستر تک تو پہنچ گیا۔ بھگوان کا شکر ہے کہ میں سو برس تک جیوں تو بہتر ہے۔

Scanned with CamScanner

[illegible] دیکھ کے سڑک [illegible] کے ساتھ [illegible] بجری کی ڈھیریاں، اسٹیم رولر اور کام کا دوسرا [illegible] سڑک [illegible]

بظاہر [illegible] لگتا ہے کہ [illegible] کی مرمت کر دی [illegible] گاڑیوں کی ڈرائیور [illegible] کو گالیاں [illegible] کا چھڑکاؤ کر دیا [illegible] والے مزدوروں کو بھی کوسیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ [illegible] بار بار پڑھا [illegible] ایک تحقیقی کام کا آغاز کیا ہے مجھے آپ کے مشورے کی ضرورت ہے۔ [illegible] مجھے معلوم تھا کہ [illegible] آپ کی سرپرستی [illegible] اور مجھے خیال [illegible] کہ [illegible] آپ سے اتنے برسوں بعد ملنے کا [illegible] موقع [illegible]

سدا اسد [illegible] کھولا اور مجھے پیش کیا۔ اصولاً میں [illegible] وقت کی علاوہ [illegible] سے گریز کرتا ہوں۔ پھر یہ کہ مجھے [illegible] ایسی [illegible] پسند کرتا ہوں جن میں [illegible] سے نظام جسم [illegible] جیسی [illegible] سے بچا رہتا ہے۔ مگر اس موقع پر میں [illegible] انکار کر دوں جو سدا اسد [illegible] محبت سے پیش کر رہا تھا۔ اور [illegible] عرصہ بعد دیکھ رہا تھا اس کو آزردہ نہ کرنے کے خیال سے میں نے [illegible] کا ایک [illegible] اٹھا لیا۔

"کوروکشیتر کی جنگ پر آپ کی کتاب نے مجھے [illegible] کو [illegible]" سدا اسد نے کہا۔ "تاریخ نویسی کے نقطۂ نظر سے [illegible] آپ [illegible] تکنیک پیدا کی ہے۔"

کوروکشیتر کی جنگ پر میری کتاب کی کہانی یہ ہے میں اس جنگ کا احوال لکھنے بیٹھا مگر یہ حقیقت کہ [illegible] اور [illegible] کی جنگ [illegible] بعد [illegible] میرے خیالات میں مداخلت کرتی رہی۔ بات اس وقت اور پیچیدہ ہو گئی جب مجھے [illegible] عرب اسرائیل جنگوں، ہند پاکستان جنگوں اور ویت نام کی جنگ [illegible] میرے ذہن میں کوروکشیتر [illegible] سے گڈمڈ ہو رہی ہیں۔ میری کتاب [illegible] جنگوں [illegible] کھچڑی بن گئی۔ میں نے اپنی جمع پونجی لگا کر یہ کتاب چھپوا دی۔ مجھے معلوم تھا کہ مورخین میرے طریقہ کار کی معقولیت نہیں دیکھ پائیں گے۔ میرا [illegible] اس پر بہت کم تبصرے ہوئے اور جو ہوئے بھی تو دشنام و ملامت کے [illegible]

مجھے [illegible] مختلف جنگوں کو [illegible] کی تکنیک ہے۔ [illegible] تاریخ نویسی کے میدان میں بالکل ہی نئے افق [illegible] ہیں۔

"میں نے [illegible] سکوپ کرنے کی تکنیک [illegible] اس بارے میں ابھی زیادہ وقت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔"

"آپ [illegible] سے کام لے رہے ہیں" سدا اسد نے بات جاری رکھی، "تمام [illegible] مورخین [illegible] مجرمانہ غفلت برت رہے ہیں۔"

میں نے کچھ نہیں کہا۔

سدا اسد بولا، "اب میں [illegible] حالات کی طرف آتا ہوں۔ [illegible] معرکۃ الآرا [illegible] کے [illegible] کیوں نہ ہوں، [illegible] تو یہ عقیدہ ہو گیا ہے کہ تاریخ نویسی کے

Scanned with CamScanner

[illegible] سوال یہ ہے کہ [illegible] طریقوں سے [illegible] کی [illegible] معلوم کر
سکتے [illegible] زندگیوں میں ایسی چیزیں ہیں جو [illegible]
ہیں۔ [illegible] توجہ مرکوز کرنی چاہیے [illegible]
[illegible] میں پوشیدہ ہیں۔ [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] شروع [illegible] چیزوں کو [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] کو جاتی ہیں۔ لیکن اگر آپ غور سے سنیں تو [illegible] کے پیچھے خاموشی سنائی [illegible]
[illegible] میں کچھ زیادہ سفر نہیں کر سکتا۔ [illegible] میں بھلا کہاں ممکن ہے؟
میں یہاں ہوں تو شہر سے باہر جو [illegible] ہے اس کی خاموشی ریکارڈ کرنا چاہتا ہوں۔

[illegible] ٹیپ چلائی اور قدیم عمارات کی خاموشی [illegible]

[illegible] کو یاد کرتا رہا [illegible] ساتھ [illegible] نہیں [illegible] میں نے غور کیا کہ وہ [illegible] کا ذکر کرنے سے پہلو بچا رہا [illegible] کھانا [illegible] بھوک خراب کر دی تھی۔ [illegible] سکتا [illegible] کا ساتھ دے سکوں۔

[illegible] اپنا ٹیپ ریکارڈر لے کر چلا گیا۔ میں [illegible] باہر [illegible] رہا۔

[illegible] ضرورت محسوس ہوئی [illegible]

[illegible] حیران ہوں کہ صبح جو [illegible] کہانی تھی وہی موجودہ صورت حال کی ذمہ دار تھی [illegible] جسم [illegible] اس شے کو خارج کر دینا چاہتا تھا جو [illegible] زیادہ [illegible] بعد [illegible] ہو جائے گا۔

میں [illegible] اندر [illegible] چھت کے پاس ایک چھپکلی دکھائی [illegible]

[illegible] دیوار پر چھپکلی دیکھی تھی۔ [illegible] روشنی [illegible] چھپکلیاں [illegible] کی تلاش میں بیت الخلا میں [illegible] خاص طور پر رات کو۔

مجھے چھپکلیوں سے [illegible] جھاڑو [illegible] اکثر چھپکلی [illegible] آپ کے سامنے رہ جاتی ہے اور دیواروں کی طرح [illegible] رہتی ہے۔

خاص طور پر مجھے [illegible] بیت الخلا میں چھپکلی کو دیکھ کر [illegible] ایک طریقہ نکالا [illegible] جھاڑو [illegible] چھپکلی کے جسم [illegible] مگر فوراً [illegible] کھینچ [illegible] چھپکلی کو [illegible] حکمت عملی [illegible] معاملات پر خاص [illegible] کا تقاضا [illegible] چھپکلی فرش پر [illegible] فوراً بالکل ٹھیک [illegible] ہوش و حواس میں آ جائے گی اور [illegible] موقع [illegible]

Scanned with CamScanner

[illegible] چھپکلی رینگ کر باہر نکل آئی گی۔ اگر سب ٹھیک ٹھاک کام ہو تو یہ چھپکلیوں سے نجات پانے کا نہایت موثر طریقہ ہے۔

[illegible] میں جھاڑو لے کر چھپکلی کی طرف بڑھا۔ [illegible] چھپکلی [illegible] جلدی سے [illegible] کی طرف [illegible] مگر میرا نشانہ خطا ہو گیا اور چھپکلی [illegible] کے دوسری جانب [illegible] دوبارہ [illegible] روشنی [illegible] اندھیرے میں [illegible] ہو گئی۔

[illegible]

پھر یوں ہوا کہ اس حقیقت کو میں چھپا سکا کہ اس وقت [illegible] کی موجودگی سے میں [illegible] ہو رہا تھا [illegible] مجھ میں ایک ہیجان برپا ہو رہا تھا۔ [illegible]

[illegible]

Scanned with CamScanner

[illegible]

بھی اس کا رنگ روپ مجھے مسرور کر [illegible]

[illegible] کا جیسا تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رہ گئے۔ وہ پنجرے کو گھورنے لگا۔ پھر [illegible] پنجرے [illegible]

سعادت مند [illegible] پنجرے کے پاس [illegible] پنجرے کا دروازہ کھولا۔ [illegible] طوطا [illegible]

[illegible]

[illegible]

طوطے کی بھی کام چلانا ہے مشکل ہے

شاید بہتر ہوتا کہ میں یہ طوطا پالا ہی نہ ہوتا

[illegible] طوطا نہ پالا ہوتا۔ اگر سعادت مند [illegible] اچانک میں سعادت مند کے خلاف غصے سے کھولنے لگا۔ [illegible] طوطے کو مار ڈالا تھا۔ [illegible]

[illegible] دھوکا دیا۔

میرا چہرہ درد کی شدت سے بگڑ کر [illegible] اور ایک ایسی [illegible]

[illegible] میں نے سعادت مند کو حکم دیا کہ [illegible]

سعادت مند بولا: "کیا آدمی [illegible] آدمی کو [illegible]"

میں نے ٹیپ ریکارڈر [illegible] "آئینے میں دیکھو۔" میں نے سعادت مند سے کہا اور [illegible]

سعادت مند [illegible] ٹیپ پھر [illegible]

چلایا اور ایک بار پھر۔

میں سعادت مند کو دیکھتا رہا۔ اس نے طوطے کی طرح جدوجہد [illegible] آئینے میں جھانکتا رہا اور اس کے [illegible] اس کا سارا جسم [illegible] لگا۔ پھر وہ [illegible]

[illegible] کی دیوار سے ٹکرا کر [illegible]
[illegible] وہ دیوار تک پہنچا [illegible] اور وہ فرش پر ڈھیر ہو [illegible]
[illegible]
[illegible] میں بہت [illegible]
محسوس کرنے لگا۔ [illegible] میرا سر چکرا رہا تھا۔

میں سدانند کے جسم کے پاس آیا اور نیچے جھک کر اس کا منہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سڑک کے کنارے [illegible]

+

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پھر مجھے دوبارہ بیت الخلا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بیت الخلا [illegible]

[illegible] کہ میں پھر کسی [illegible] چھپکلی
[illegible]
[illegible] چھپکلی کس طرح [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] چھپکلی کی طرح محسوس ہو رہا ہے جو بیت الخلا کی
[illegible] میں نے پوری کوشش کی [illegible]
[illegible] مگر میری کوشش
بیکار رہی۔ [illegible] چھپکلی [illegible]
[illegible]

[illegible] میں بیت الخلا سے باہر نکلا اور [illegible] بستر پر گر [illegible]
[illegible]
[illegible] کوشش کی مگر [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] کسی طرح [illegible] غالباً اس عمل کی تکان سے [illegible]
[illegible]
[illegible] میں بیت الخلا تک گیا۔

[illegible] میں بیکار بیٹھا رہا۔ اور پھر جیسا کہ مجھے توقع تھی [illegible]
[illegible] میں اس بیت الخلا میں [illegible] چھپکلیاں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] میں بڑی دقت سے اٹھا۔ خواب گاہ تک لڑکھڑاتا ہوا آیا اور
[illegible] ہو کر پلنگ پر گر گیا۔ [illegible] چھپکلیوں کا [illegible]
[illegible] میں بستر [illegible]

میں نے سوچا کہ سدانند کے ساتھ جو کچھ کیا وہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اگر وہ زندہ ہوتا
تو اس وقت میری مدد کرتا۔ سدانند اچھا آدمی تھا۔ وہ میری مدد کرتا اور میری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور میں نے اس کی [illegible] اب اس کا کچھ باقی بچ رہا تھا تو میرے برابر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مگر میں [illegible]

رات کو دیر گئے مجھے لگا کہ میں نے بارش کی آواز سنی۔ [illegible]
[illegible]
کہ مجھے نیند آ گئی۔

[illegible]
انگریزی سے ترجمہ: [illegible]
(بہ شکریہ "ادبِ لطیف" لاہور)

Scanned with CamScanner

[illegible]

جان من!

[illegible]

آپ کا [illegible]

[illegible]

میرے لئے تو خرگوش دلچسپ تھا۔ وہ ایسی آرام کرسی پر ہم دراز ہوتی۔ اور خرگوش اس کے کمرے میں کودتا پھدکتا آ جاتا تو وہ دستی پنکھے کی ڈنڈی سے فرش پر کھٹ کھٹ کر کے اسے بھگاتیں اور جب خرگوش اپنے کان کھڑے کر کے دوسرے کمرے میں بھاگ جاتا تو وہ آرام کرسی میں ڈھیر جاتیں اور پنکھا جھلنے لگتیں۔ کرسی کی پشت کی بیل اور بید دھاری دار تولیہ میں سے گھرا ہم یہ تھا کہ ان سب سے ٹیک لگائے اس جہاز کی طرح نظر آتیں جو سمندر کی تہ میں بیٹھ گیا ہو۔

جب میں پہلی دفعہ خرگوش گھر لے کر آیا تو سب نے اس کا سواگت کیا۔ برف سا اجلا تھا وہ اور آنکھیں لال موتیوں جیسی۔ اس کے کان اندر سے گلابی تھے رنگ اتنا سفید تھا کہ سورج غروب میں گھومتا گھومتا بہت بھلا لگتا۔ کبھی وہ فرش پر چپکا بیٹھا ہوتا تو کھڑکی سے جھانکتا شام کا سورج اس پر آ کر ٹھہر جاتا اور اس کی پوشاک روشنی میں جھلملانے لگتی۔

ظاہر ہے کہ خرگوش کو ہمیشہ اندر رکھا جاتا اور فلیٹ کا دروازہ مضبوطی سے بند رہتا کہ وہ باہر نہ جانے پائے۔ رات کو میں کھڑکیاں بھی بند کر دیتا کہ بلی نہ گھس آئے۔ دن بھر خرگوش ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں ٹہلتا پھرتا۔ جو پتے ہم ڈال دیتے کھا لیتا۔ پانی پیتا۔ پھر ایک دو منٹ لیٹتوں کے لئے سمادھی جیسی کیفیت میں گم ہو جاتا۔ وہ میرے سونے کے کمرے میں ایک مخصوص کونے میں پیشاب کرنے آتا اور جب وہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں پھدکتا جب تب بھی کوئی آواز نہ آتی۔ لیکن اس کی ایک عجیب عادت تھی۔ اگر آپ کسی کمرے میں لیٹے ہوں تو وہ کہیں نہ کہیں سے برآمد ہو کر کودتا پھدکتا آتا اور آپ کے گرد گول گول گھومنے لگتا۔ شروع میں بڑا دلچسپ معلوم ہوتا۔ حیرت ہوتی کہ یہ کیوں کر رہا ہے۔ لیکن دیر کے بعد جب وہ آپ کے گرد کئی دفعہ چکر لگا چکا ہوتا۔ اور وہ بھی بالکل خاموشی سے تو

آپ کو عجیب سی ہونے لگتی۔ وہ آپ کے گرد یوں گھوم رہا ہوتا جیسے وہ کرہ ارض میں بھٹک رہا ہو۔ آپ سوچتے کہ آخر یہ آپ کی احمقانہ حرکت پر چونکنے لگتیں۔ آپ کو پتا نہ لگتا کہ اب یہ کیا ہے اور غصہ آنے لگتا۔ اور اگر آپ دھیرے سے اس کے کان پر ٹھوکر لگاتے تو وہ لمحہ بھر کو بیچ راستے میں بالکل ساکت ہو جاتا۔ جیسے مبہوت ہو گیا ہو۔ اور پھر دوبارہ آپ کے گرد چکر لگانے لگتا۔ اور آپ کی سمجھ میں نہ آتا کہ ہنسیں یا روئیں۔ پھر آپ کے پاس ہوتے ہوئے کوئی چارہ نہ رہتا کہ اس نے آپ کے گرد جو دائرہ بنایا تھا اس سے چھلانگ لگا کر باہر نکلیں اور دائرہ توڑ دیں۔ وہ ہکابکا رہ جاتا۔ آپ اس کے لئے گم ہو جاتے۔ پھر وہ آپ کو ڈھونڈتا ہوا۔ اور شاید تھوڑا سا دل برداشتہ بھی۔ وہاں سے چلا جاتا۔

معمول کے مطابق خرگوش بالکل ساکت بیٹھ جاتا۔ آنکھیں کبھی کھلی ہوتیں۔ کبھی بند۔ اگر کوئی اس کے پاس ذرا سی بھی آواز کرتا تو اس کے لمبے کانوں میں سے ایک جھک جاتا۔ پھر سیدھا ہوتا۔ خرگوش خود تو اسی طرح چپکا بیٹھا رہتا۔ اس کے کان اینٹینا کی طرح حرکت کرنے لگتے۔ اور اگر آواز ایسی ہوتی کہ اسے کچھ شک ہو جاتا تو وہ فوراً چوکنا ہو جاتا۔ عجیب بات یہ تھی کہ بعض آوازیں، مثلاً سڑک پر گاڑی کی آواز، اس پر قطعاً اثرانداز نہیں ہوتی تھیں۔ لیکن اگر آپ اس کے کانوں کے پاس گھنٹی بجاتیں تو وہ اچھل پڑتا اور کوشش کرتا کہ لپک جائے۔ مگر فرش کے چکنے ٹائلوں کی وجہ سے ایسا کر نہیں پاتا تھا۔ اس کے ناخن فرش پر پھسلنے لگتے اور جلد ہی اس کی حالت قابل رحم ہو جاتی۔ ٹانگیں تو عالم اضطراب میں چل رہی ہوتیں اور وہ اسی جگہ تھوڑے کا کھڑا ہے۔ اس وقت وہ دیکھنے میں بڑا مضحکہ خیز معلوم ہوتا۔ اور پھر یہ کہ تمام آوازوں میں بھلا گھنٹی کی آواز اسے اس قدر کیوں ڈراتی تھی؟ یہ میں کبھی سمجھ نہ پایا۔

بعد میں خرگوش نے بعض غیرصحت مندانہ اطوار اپنا لیے۔ وہ ہر طرح کی چیزیں کھانے لگا۔ کبھی وہ چپل چاٹ جاتا۔ کبھی اخبار۔ اب اپنی جیسی جرثوں کے رنگ میں اوپر والی شیلف پر رکھی جانے لگیں۔ اور ڈسٹر اور اس کے لئے بھی چھپایا جانے لگا۔ اس کے بعد خرگوش کا زوال شروع ہو گیا۔ خرگوش اس کی چمکیلی کھال پر انگلیوں کی مرجھائی ہاتوں کی گچھیاں اتر آئیں۔ وہ بھوت لگنے لگا۔ اس وقت گھر میں کوئی بھی صحیح معنوں میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا۔ تو ایک دن میں خود اسے اٹھایا اور بمبئی کے چڑیا گھر وکٹوریہ گارڈنز کو دے ڈالا۔ جلد ہی ہم لوگ بمبئی چھوڑ گئے۔

اخبار میرے ہاتھ میں تھا۔ اور میں کرسی سے اٹھا۔ کھڑکی سے باہر جھانکا اور جمائی لینے لگا۔ پھر باہر کی سڑک کے آلودہ منظر کو تکنے لگا۔ خاک میں اٹے درختوں پر دھوپ پھیلی تھی اور پتوں کی رنگت کیچڑ جیسی ہو رہی تھی۔

میں شام سے اخبار پڑھتا رہا تھا۔ اس لیے میری آنکھیں تھک گئی تھیں اور بدن اکڑ رہا تھا۔ مجھے اصل میں اخبار پڑھنے کا کوئی خاص شوق نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب

Scanned with CamScanner

[illegible]ـدروں کے ڈھیر لگا کر بیٹھ جاتا ہوں، اور نہایت دقت نظر سے ان کا مطالعہ کرتا ہوں۔ خبریں پڑھتا ہوں، اشتہار دیکھتا ہوں، ہر چیز پر نظر ڈالتا ہوں۔ ایسا کرنے سے میں بہتر محسوس کرتا ہوں، جیسے میں بھی اسی دنیا کا حصہ ہوں۔

میری ایک عادت یہ ہے کہ جو چیز میری توجہ اپنی جانب مبذول کر لیتی ہے اسے کاٹ کر رکھ لیتا ہوں۔ میرے پاس بہت سے ایسے تراشے ہیں۔ [illegible] اخبار خریدتا ہے وہ ان اخباروں کے پیسے نہیں دیتا [illegible] سے نیچے ڈالا جا چکا ہو۔

وقفہ۔ ایسی دنیا کا تصور کریں جس میں اخبار نہ ہوں۔ [illegible] بہت ہوشیار ہوتا ہے۔ وہ اخبار چھاپتا ہے، فلمیں بناتا ہے، تقریریں کرتا ہے، [illegible] پروگرام کرتا ہے اور [illegible] بہت کم لوگ پاگل ہوتے ہیں۔ جب میں بچہ تھا تو مجھے مستقل ڈر رہتا تھا کہ میں بڑا ہو کر پاگل ہو جاؤں گا۔ (میرے بچپن کا دوسرا خوف یہ تھا کہ [illegible] مگر یہ دوسری کہانی ہے۔) پاگل ہو جانے کا یہ خیال اب مجھے تھوڑا سا پاگل پن لگتا ہے۔

میں کھڑکی کی سلاخوں پر کہنیاں ٹکائے کھڑا تھا۔ [illegible] موسم ختم ہو رہا تھا [illegible] سلاخوں پر کہنیاں ٹکائے [illegible] ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔

میں نے پیچھے ایک آواز سنی مگر میں مڑا نہیں [illegible] جیسے شکایت کر رہے ہوں۔ اور میں نے سنا کہ وہ تمام اخبار [illegible] میز پر ڈال دیا تھا۔ میں نے تمام صفحات احتیاط سے ترتیب میں رکھے [illegible] پھر دوبارہ [illegible] میز کے نیچے [illegible] اخباروں کے ٹکڑوں کی کھڑکھڑاہٹ [illegible] مجھے بہت کمزوری محسوس ہونے لگی۔ میں نے سلاخیں تھام لیں۔ [illegible] ذرا دیر میں میری انگلیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔ مگر مجھے لگا کہ [illegible] کا مقصد [illegible] گیا۔

○○○○○

[illegible]

[illegible]

مشش، ۲ مئی: ہر چیز، جس میں مرغیوں سے لے کر پالتو اور صابن شامل ہیں، اس وقت آسٹریلیا کی مقامی چوہوں کی افواج نے تصرف میں لانا شروع کر دی ہے جبکہ وہ ملک بھر میں گشت کرتے کرتے خوردنی اشیا کی تلاش میں جنوب کا رخ کر رہے ہیں۔

[illegible]

چوہے، جو ایک ایک فٹ لمبے ہیں اور ان کے جسم بالوں سے ڈھکے ہوتے ہیں، کھانے کی تلاش میں دروازے اور چھت تک کتر ڈالتے ہیں، واحد چیز جو ان کو روک سکتی ہے وہ ہے کنکریٹ۔

[illegible]

بتایا گیا ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں چوہے شمالی علاقے سے کوئنز لینڈ کی ملحقہ سرحد پر واقع بارکلے ٹیبل لینڈ کو ڈھانکے ہوئے ہیں جیسے کوئی بہت بڑا سرمئی کمبل ہو۔

[illegible]

Scanned with CamScanner

جب کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں بچتی تو چوہے ایک دوسرے کو کھا لیتے ہیں۔ شمالی علاقے کے بعض حصوں میں ایسا بھی ہو رہا ہے۔ اے اے پی ایس

شکر ہے آسٹریلیا جزیرہ ہے۔

(مرادویا)
انگریزی سے ترجمہ - اسلم قریشی

کسانوں کے مطابق چوہے نہیں آ رہے ہیں۔ کسے بھی ان سے کھوا جاتے ہیں۔ نیو ڈالزر اسٹیشن پر ایک کاؤکی نے کہا، "اب وہ مویشیوں پر حملہ کر رہے ہیں ... ان کی کھالوں کی طرف سے کھانا شروع کرتے ہیں اور انہیں نڈھال کر دیتے ہیں۔"

چوہوں نے گھوڑوں کے باغ غارت کر دیے۔ چھال والے درخت تباہ کر دیے اور راتوں کو کلیجاتوں اور مویشی فارم کے اسکولوں پر ان کی گھٹریوں میں بھی حملے کیے۔

نیو ڈالزر کے اسٹیشن پر اسکول میں انگریزی کی استانی مس جے انگسٹن نے کہا، "یہ بہت بھیانک ہے۔ میں نے ایسی کسی چیز کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔"
"چوہے ہر چیز میں گھس گئے ہیں۔ ایک رات میں نے سینڈلوں کا ایک جوڑا، تین جوڑے جوتے اور ایک جوڑا تسموں کا دھونے اور سوکھنے کے لیے باہر رکھ دیے۔ اگلی صبح میرے پاس صرف ایک سینڈل رہ گئی تھی۔"

این ڈی ایف سی کی نئی پیشکش

ایم آئی سی

ماہانہ آمدنی سرٹیفکیٹ

بچت محفوظ

آمدنی یقینی

نیشنل ڈیولپمنٹ فنانس کارپوریشن

آج رقم جمع کرائیں، ہر ماہ منافع پائیں

جب کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں بچتی تو چوہے ایک دوسرے کو کھا لیتے ہیں۔ شمالی علاقے کے بعض حصوں میں ایسا بھی ہو رہا ہے۔ اے ای ایف ایس

شکر ہے آسٹریلیا جزیرہ ہے

(مزاحیہ)

انگریزی سے ترجمہ : آصف فرخی